FEB. & MAR.-2026 Rs. 30/-

شعبان المعظم / رمضان المبارک ۱۴۴۷ھ فروری / مارچ ۲۰۲۶ء

رمضان مبارک

جانشین حضور تاج الشریعہ مفتی محمد عسجد رضا خاں قادری نوری بریلوی

مدیر اعلیٰ مدظلہ العالی

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA, BAREILLY SHAREEF

شب برأت کی نکہتیں
جب قانون خاموش ہو جائے
عالم اسلام کو سیرت النبی ﷺ کی ضرورت
فضائل شب برأت اور معمولات شب ...
شعبان المعظم! اصلاح باطن اور نزول ...
شعبان المعظم میں رمضان کی تیاری
رمضان المبارک کی اہم تاریخیں
فتح مکہ! دشمنوں کے ساتھ رحمت عالم ...
اہل بیت اور حضرت فضہ کے تین روزے
لڑکیوں کی جلد شادی کی ترغیب
ملک میں بہت کچھ عجیب ہو رہا ہے
حضرت علامہ نعیم اللہ خاں رضوی
اپسٹین فائلز! آنکھیں کھلی رکھیں
پڑھیں تو سہی! آپ حیران رہ جائیں گے
شیر خدا حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ
حضرت خاتون جنت! فضائل و مناقب
جائز و ناجائز کے دوہرے پیمانے
امام اعظم اور قیاس سے استدلال ..
سرکار مجبی قادری اور حضور محدث سورتی

شب برأت
دوزخ سے آزادی کی رات

شب برأت شریف یعنی عذاب دوزخ سے آزادی کی رات مبارک! اس مقدس و متبرک رات کو جس قدر ممکن ہو عبادت و ریاضت و نیک اعمال و افعال میں گزاریں، اپنے رب کے حضور اپنے گناہوں پر نادم ہوتے ہوئے توبہ و استغفار کی کثرت کریں، لوگوں اور خصوصاً والدین اور بہن بھائیوں سے معافی چاہیں، لوگوں سے لیے ہوئے قرض جس قدر ممکن ہو فوراً ادا کریں، دن میں روزہ رکھیں اور زیادہ سے زیادہ صدقہ و خیرات کا اہتمام کریں۔

اللہ کریم اس مبارک رات کے صدقے و طفیل دنیا بھر کے مسلمانوں کے ایمان، جان، مال اور عزت و آبرو کی حفاظت فرمائے۔ اس فقیر یا فقیر کے اہل خانہ و احباب کی طرف سے کوئی دل آزاری ہوئی ہو تو اللہ کریم اور اس کے حبیب لبیب ﷺ کی رضا کے لیے درگزر فرمائیں۔

فقیر محمد حسام احمد رضا حنفی قادری غفرلہ
مرکز اہل سنت، بریلی شریف، یوپی

مدیر:
مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

MARKAZI DARUL IFTA
مرکزی دارالافتاء
82, Saudagaran Raza Nagar, Bareilly Sharif, U.P. Pin. 243003, (INDIA) ۸۲/سوداگران رضانگر، بریلی شریف یوپی (الہند)

باسمہ تعالیٰ

Ref. QM/tzt/165/25 Date: 15/12/2025

حضرت علامہ نعیم اللہ خان صاحب رضوی بستوی علیہ الرحمہ کا وصال اہل سنت کا ناقابل تلافی نقصان

خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند استاذ الاساتذہ حضرت علامہ نعیم اللہ خان رضوی بستوی علیہ الرحمہ کی رحلت جماعت اہل سنت کے لئے ایک ناقابل تلافی نقصان ہے، موصوف بڑے پکے اور متصلب عالم دین تھے، مسلک اعلیٰ حضرت کے بے لوث سپاہی اور مبلغ کی حیثیت سے جانے پہچانے جاتے تھے۔

موصوف عرصۂ دراز تک منظر اسلام بریلی شریف کی مسند صدارت پر فائز رہے اور درس وتدریس کے فرائض انجام دیتے رہے، بلند علمی کروفر کے باوجود موصوف نے نہایت ہی سادہ زندگی گزاری، کبھی کسی کو اپنے منصبی تفوق کا احساس تک نہیں ہونے دیا، ہر ایک سے بے تکلف گفتگو فرماتے تھے۔

والد معظم حضور تاج الشریعہ قدس سرہ العزیز سے ملاقات کے لئے اکثر تشریف لاتے، موجودہ حالات اور مسائل دینیہ پر گفتگو فرماتے، کبھی اپنے بچوں کو داخل سلسلہ کراتے تو کبھی دیگر طلبہ کو! اللہ رب العزت اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے انھیں غریق رحمت فرمائے، ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم اجمعین۔

فقیر محمد عسجد رضا قادری غفرلہ
(قاضی القضاۃ فی الہند)
مرکزی دارالافتاء والقضاء ۸۲/ سوداگران، بریلی شریف
۲۳/ جمادی الآخرۃ ۱۴۴۷ھ، مطابق ۱۵/ دسمبر ۲۰۲۵ء دوشنبہ

Under Management : IMAM AHMAD RAZA TRUST زیر اہتمام: امام احمد رضا ٹرسٹ، سوداگران رضانگر، بریلی شریف
E-mail: asjadraza@markazeahlesunnat.com ای میل:
www.markazeahlesunnat.com www.hazrat.org ویب سائٹ:
Ph.: 91 0581 2458543 3091453 فون:
Fax : 91 0581 2472166 فیکس:

بیادگار

امام المتکلمین حضرت علامہ مفتی محمد نقی علی خاں قادری بریلوی، اعلیحضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی، حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری بریلوی،
مفتیِ اعظم حضرت علامہ مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری بریلوی، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

بانی و سرپرست روحانی

وارثِ علوم اعلیٰ حضرت عکس حجۃ الاسلام ثانی
مفتیِ اعظم نور دیدۂ مفسرِ اعظم تاج الشریعہ
بدر الطریقہ حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد اختر رضا
خاں قادری ازہری بریلوی
رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست و مدیر اعلیٰ

نبیرۂ اعلیٰ حضرت شہزادہ و جانشین تاج الشریعہ
قاضی القضاۃ فی الہند پیر طریقت رہبر شریعت
قائد ملت حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد عسجد رضا
خاں قادری نوری بریلوی
مدظلہ العالی

ترجمان اعظم اہل سنت و جماعت آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کا علمی دینی و اصلاحی

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنّی دُنیا
بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

مدیر: مفتی محمد عبدالرحیم نشتر فاروقی

شعبان المعظم / رمضان المبارک ۱۴۴۷ھ

فروری / مارچ ۲۰۲۶ء

شمارہ نمبر ۲-۳ — Issue No. 2-3

جلد نمبر ۱۱ — Vol. 11

قیمت فی شمارہ ۳۰ روپے	سالانہ ۳۵۰ روپے سادہ ڈاک سے	سالانہ ۶۰۰ روپے رجسٹرڈ ڈاک سے	پاکستان، سری لنکا اور بنگلہ دیش سے ۱۲۰۰ روپے	امریکہ اور دیگر ممالک سے ۳۵ امریکی ڈالر

انتباہ

کسی بھی طرح کی قانونی چارہ جوئی صرف بریلی شریف کے کورٹ میں قابل سماعت ہوگی، مضمون نگار اور اہل قلم کی آرا سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں۔

ہدایت

قارئین کرام رسالہ سے متعلق کسی بھی طرح کی شکایت یا معلومات کے لئے صبح ۹ بجے سے دوپہر ۲ بجے تک موبائل نمبر 8755096981 پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

التماس

اہل قلم حضرات اور شعرائے اسلام سے التماس ہے کہ اپنے کمپوز شدہ مضامین و منظومات کی ان پیج یا ڈوک فائل رسالہ کی ای میل آئی ڈی پر بھی بھیج سکتے ہیں۔

تزئین کار

عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک) آئی ٹی ہیڈ: جامعۃ الرضا

محمد تمہید خان عرشی فائزہ پرنٹرس، حامدی مارکیٹ

رابطہ کا پتہ

ماہنامہ سنّی دُنیا
۸۲، سوداگران، درگاہ اعلیٰ حضرت
بریلی شریف پن نمبر ۲۴۳۰۰۳

Email:
sunniduniya@aalaahazrat.com
nashtarfaruqui@gmail.com
atiqahmad@aalaahazrat.com

Visit Us:
www.sunniduniya.com
www.aalaahazrat.com
www.cisjamiaturraza.ac.in

Contact Address

MAHNAMA SUNNI DUNIYA
82-Saudagran, Dargah Aalahazrat
Bareilly Sharif (U.P.) Pin - 243003

Contact Numbers
0581-2458543, 2472166, 3291453

ایڈیٹر، پبلیشر، پرنٹر اور پروپرائٹر مولانا محمد عسجد رضا خاں قادری نے فائزہ پرنٹرس بریلی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲ سوداگران درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی سے شائع کیا۔

Editor, Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Opp. Lala Kashinath Jewelers, Hamidi Complex, Gali Wazeer Ali, Bara Bazar, Bareilly, Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Shareef (U.P.)

اس شمارے میں

مضمون	مضمون نگار	صفحہ	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
شب برأت کی نکہتیں	مولانا خلیل احمد فیضانی	۵	مسلمانوں کے تعمیراتی املاک پر بلڈوزر	مولانا محمد ایوب مصباحی	٦٧
عالم اسلام کو سیرت النبی ﷺ کی ضرورت	مفتی محمد صلاح الدین رضوی	۷	فکر آخرت	علامہ مفتی محمد صالح بریلوی	۷۱
فضائل شب برأت اور معمولات شب	مفتی محمد ارشد نعیمی لکرالوی	۱۳	اہل مدارس کی کوتاہی اور مدارس...	مولانا محمد عامر فضیل مرکزی	۷۴
شعبان المعظم! اصلاح باطن اور نزول	حافظ افتخار احمد قادری	۱۵	حضرت علامہ نعیم اللہ خاں رضوی	ڈاکٹر مولانا اعجاز انجم لطیفی	۷٦
شعبان المعظم میں رمضان کی تیاری	مولانا تحسین رضا نوری	۱۹	والد گرامی! یادوں کے جھرمٹ میں	مولانا محمد فضل حق خاں	۷۸
رمضان المبارک کی اہم تاریخیں	حافظ افتخار احمد قادری	۲۳	رمضان المبارک جسمانی وروحانی.....	محمد عبدالرحیم نشتر فاروقی	۸۲
فتح مکہ! دشمنوں کے ساتھ رحمت عالم...	حافظ محمد ہاشم قادری	۲۸	باتیں میرے حضور کی	سوشل میڈیا	۸۳
اہل بیت اور حضرت فضہ کے تین روزے	عبدالوحید قادری	۳۱	بنی اسرائیل کے نصوح کا قصہ	سوشل میڈیا	۸۴
لڑکیوں کی جلد شادی کی ترغیب	حافظ افتخار احمد قادری	۳۲	خانقاہی نظام اور اس کی تربیت	مولانا شمس تبریز خاکی مرکزی	۸۵
ملک میں بہت کچھ عجیب ہو رہا ہے	مولانا زاہد علی مرکزی	۳۳	جلسوں میں اصلاح کا قابل عمل انداز	مولانا شاداب امجدی اعظمی	۸٦
جب قانون خاموش ہو جائے	مولانا تحسین رضا نوری	۳۵	کیا بگاڑ پائے گا یہ دور پرفتن میرا	مفتی فیضان سرور مصباحی	۸۷
اپسٹین فائلز! آنکھیں کھلی رکھیں	مفتی غلام مصطفٰے نعیمی	۳٦	ہماری قوم کا پیسہ کہاں جا رہا ہے؟	مولانا سفیان حنفی مصباحی	۸۷
پڑھیں تو سہی! آپ حیران رہ جائیں گے	مدثر فاروقی	۳۸	قضا وقدر	سوشل میڈیا	۸۸
شیر خدا حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ	مولانا فداء المصطفٰے قادری	۴۱	سنیوں کی حالت زار پر امام اہل...	مفتی محمد وسیم جعفر قادری	۸۹
حضرت خاتون جنت! فضائل ومناقب	علامہ سید اولاد رسول قدسی	۴۵	فکر کیوں ہم کریں ان کے ہوتے...	علامہ سید اولاد رسول قدسی	۹۱
شب برأت! دوزخ سے آزادی...	صاحبزادہ محمد حسام احمد رضا	۴۹	مجھ پر میرے رسول کا سایہ ہے رات..	قاری محمد نعیم الدین قادری	۹۱
بریلی شریف علم وسنیت کا مستند مرکز	مولانا عرفانی رضا	۵۰	معجزہ ایسا ہے لمس احمد مختار کا	سید خادم رسول عینی	۹۱
شیطان لعین کی غلطی اور تاویل باطل	مولانا محمد طارق انور مصباحی	۵۱	منتظر بے مثل عاشق ثور کے اک...	مولانا فرقان فیضی	۹۱
منبر رسول ﷺ کی حرمت اور واعظین	مولانا انیس الرحمٰن حنفی رضوی	۵۲	امام بوحنفیہ پر امامت ناز کرتی ہے	مولانا محمد اشرف رضا	۹۲
جائز وناجائز کے دوہرے پیمانے	مفتی غلام مصطفٰے نعیمی	۵۴	ہیں آشنائے رمز حقیقت ابوالحسین	مولانا پھول محمد نعمت	۹۲
امام اعظم اور قیاس سے استدلال...	مولانا محمد جسیم اکرم مرکزی	۵٦	یارب ترے کرم کی دہائی شب برأت	مولانا سلمان رضا فریدی	۹۲
سرکار مجبی قادری اور حضور محدث سورتی	مولانا محمد ریحان رضا انجم	٦۲	جامعۃ الرضا سلام جامعۃ الرضا سلام	مولانا محمد جسیم اکرم مرکزی	۹۳
ظہیر ملت! ایک منفرد شخصیت	ڈاکٹر معین احمد خاں بریلوی	٦۵	آسمان فکر وفن کے شمس وقمر کا نام...	حضور قائد ملت	۹۳

مہمان اداریہ

از: مولانا خلیل احمد فیضانی*

شبِ قدر کی نکہتیں

بعض چیزوں کی طرح اس رات کو بھی پردۂ خفا میں رکھا گیا ہے۔اس لیے کہ اگر یہ رات ظاہر ہو جاتی تو عمل کی راہ مسدود ہو جاتی، اللہ تعالیٰ کو چونکہ اپنے بندوں کا رات کے اوقات میں جاگنا اور بیدار رہنا محبوب ہے، اس لئے رات متعین نہ فرمائی تا کہ اس کی تلاش میں بندے متعدد راتیں عبادت میں گزاریں۔

علاوہ ازیں ایک نہایت اہم وجہ اس کے مخفی کر دینے کی وہ مجادلہ بھی ہے جو صحیح بخاری میں موجود ہے:

" عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُخْبِرَنَا بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحَى رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ: خَرَجْتُ لأُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ، فَتَلَاحَى فُلَانٌ وَفُلَانٌ فَرُفِعَتْ، وَعَسَى أَنْ يَكُوْنَ خَيرًا لَكُمْ، فَالْتَمِسُوْهَا فِي التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيّ) روایت ہے حضرت عبادہ ابن صامت سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں شب قدر بتانے تشریف لائے تو دو مسلمان مرد لڑ پڑے حضور نے فرمایا کہ میں تمہیں شب قدر بتانے آیا تھا مگر فلاں فلاں لڑ پڑے تو شبِ قدر اٹھالی گئی ممکن ہے یہ اٹھالیا جانا تمہارے لیے بہتر ہی ہو، اب تم اسے 29 رمضان اور 27 رمضان اور 25 رمضان کی راتوں میں تلاش کرو۔"

شب قدر کے تعین کے بارے میں تقریباً پچاس اقوال ہیں، ان میں سے دو اقوال نہایت ہی قابل توجہ ہیں۔شب قدر، رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے ایک ہے۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا: لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ (صحیح البخاری)

چونکہ اعتکاف کا مقصد بھی تلاشِ لیلۃ القدر ہے' اس لئے ان آخری ایام کا اعتکاف سنت قرار دیا گیا، نبی اکرم ﷺ کو جب تک اللہ تعالیٰ نے اس شب قدر کی تعین سے آگاہ نہیں فرمایا تھا، آپ ﷺ اس کی تلاش کے لئے پورا رمضان اعتکاف کرتے تھے' لیکن جب آگاہ فرما دیا گیا تو وصال تک صرف آخری عشرہ کا اعتکاف فرماتے رہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ رمضان المبارک کی ستائیسویں شب ہی شبِ قدر ہے، جمہور علماے اسلام کی یہی رائے ہے، امام قرطبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: علما کا شب قدر کی تعین کے بارے میں اختلاف ہے، لیکن اکثریت کی رائے یہی ہے کہ لیلۃ القدر ستائیسویں شب ہے۔ (تفسیر القرطبی)

حضرت علامہ آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: علما کی اکثریت کی رائے یہ ہے کہ طاق راتوں میں سے ستائیسویں شب، شبِ قدر ہے۔ (روح المعانی)

ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس اور قاریٔ قرآن حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بھی یہی رائے ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے جو اس کی علامت بیان فرمائی ہے وہ اسی رات میں پائی جاتی ہے۔سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم ستائیسویں کو شب قدر قرار دیتے ہوئے تین دلیلیں بیان کیا کرتے تھے۔

جس کو امام رازی علیہ الرحمۃ نے اپنے الفاظ میں یوں بیان کیا ہے جن میں سے ہم صرف ایک بیان کرتے ہیں، لفظ لیلۃ القدر

* مضمون نگار دار العلوم فیضان اشفاق جودھ پور راجستھان کے استاذ ہیں۔

کے 9 حروف ہیں اور اس کا تذکرہ سورۃ القدر میں تین دفعہ ہوا ہے تو تین کو 9 سے ضرب دینے سے نتیجہ 27 آئے گا، لہٰذا مجموعہ 27 ہوگا۔ (مفہوم تفسیر کبیر)

نیز بزرگانِ دین اور اسلافِ اولی کے روحانی تجربات بھی نہایت باوزن اور قابلِ عمل ہوتے ہیں، اس لیے ہم یہاں ایک اللہ کے ولی کا تجربہ بھی پیش کر دیتے ہیں: سلسلۂ قادریہ شاذلیہ کے عظیم پیشوا حضرتِ سیّدنا شیخ ابوالحسن شاذلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الوالی فرماتے ہیں: "جب کبھی اتوار یا بدھ کو پہلا روزہ ہوا تو انتیسویں شب، اگر پیر کا پہلا روزہ ہوا تو اکیسویں شب، اگر پہلا روزہ منگل یا جمعہ کو ہوا تو ستائیسویں شب اگر پہلا روزہ جمعرات کو ہوا تو پچیسویں شب اور اگر پہلا روزہ ہفتے کو ہوا تو میں نے تیئیسویں شب میں شبِ قدر کو پایا۔" (تفسیر صاوی، ج:6 ص 2400)

وجہ تسمیہ

"انما سمیت بذلک لعظمها و قدرها و شرفها. (القرطبی، 20:130) نزل فیها کتاب ذو قدر، علی لسان ذی قدر، علی امة لها قدر، ولعل اللّٰه تعالی انما ذکر لفظة القدر فی هذه السورة ثلاث مرات لهذا السبب. (تفسیر کبیر، 32:28) اس رات میں اللہ تعالی نے اپنی قابل قدر کتاب، قابل قدر امت کے لئے صاحبِ قدر رسول کی معرفت نازل فرمائی۔"

فضیلت شب قدر

حضرت سیدنا مالک بن اَنس رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلَّی اللہ تعالی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو ساری مخلوق کی عمریں دکھائی گئیں، آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی اُمت کی عمر سب سے چھوٹی پائیں تو غمگین ہوئے کہ میرے اُمتی اپنی کم عمری کی وجہ سے پہلے کی اُمتوں کے جتنے نیک اعمال نہیں کرسکیں گے چنانچہ اللہ پاک نے نبی کریم صلَّی اللہ تعالی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو شبِ قدر عطا فرمائی جو دیگر اُمّتوں کے ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ (تفسیر کبیر، ج 11 ص 231، تحت الآیۃ 3)

شبِ قدر میں عبادت کرنے کی فضیلت

رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا: جو شخص شبِ قدر میں ایمان و اخلاص کے ساتھ عبادت کرے تو اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (بخاری، ج 1 ص 626)

علامہ عبدالرؤف مُناوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اِس حدیث کی وضاحت میں نقل کرتے ہیں کہ رمضان کے روزوں اور قیام کے ذریعہ ہونے والی مغفرت تو ماہِ رمضان کے آخر میں ہوتی ہے جبکہ شبِ قدر میں قیام کے سبب ہونے والی بخشش کو مہینے کے اِختتام تک مؤخر نہیں کیا جاتا۔ (فیض القدیر، ج 6 ص 248)

"وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا كَانَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ نَزَلَ جِبْرِيْلُ عليه السلام فِيْ كُبْكُبَةٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ، يُصَلُّوْنَ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ قَائِمٍ أَوْ قَاعِدٍ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ۔ روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شب قدر ہوتی ہے تو جبریل علیہ السلام فرشتوں کی جماعت میں اترتے ہیں ہر اس کھڑے بیٹھے بندے کو دعائیں دیتے ہیں جو اللہ کا ذکر کررہا ہو۔ (مرآۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، جلد: حدیث نمبر 2096)

یہ حدیث اس آیت کریمہ کی تفسیر ہے "تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا" اس سے پتہ لگا کہ وہاں روح سے مراد حضرت جبریل علیہ السلام ہیں اور ملائکہ سے مراد فرشتوں کی وہ جماعت ہے جو ان کے ساتھ اترتی ہے، یہ جماعت سوائے شبِ قدر کے اور کبھی نہیں اترتی بعض بزرگوں نے کبھی اس جماعت کو دیکھا بھی ہے "روح" کی تفسیریں اور بہت ہیں مگر قوی یہی ہے کہ اس سے مراد حضرت جبریل علیہ السلام ہی ہیں۔

بقیہ ص ۱۸ / پر

از: مفتی محمد صلاح الدین رضوی*

عالم اسلام کو سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضرورت

زندگی کے جس گوشے پر بھی نظر ڈالی جائے ہر گوشہ کے لئے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات میں ہدایت و رہنمائی موجود ہے بلکہ دنیا کی ہر قوم ہر قبیلہ خواہ اپنے ہوں یا بیگانے حتیٰ کہ رشتہ داروں کے لئے بھی آپ کی سیرت مبارکہ اور حیات طیبہ میں لاجواب ہدایت و رہنمائی اور زندگی گزارنے کے صحیح اصول وضوابط موجود ہیں، لہٰذا دنیا میں ایک خوشگوار ماحول اور صالح معاشرہ کی تشکیل کے لئے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات مبارکہ آپ کی عملی زندگی اور سیرت طیبہ کی پیروی کیے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔

آقائے دو جہاں علیہ السلام کے حسن کردار وعمل اور لاجواب اخلاق حسنہ کے تعلق سے احادیث مبارکہ میں یہ رہنمائی ملتی ہے:

"لم یکن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فاحشا ولا متفحشاولا سخابا فی الاسواق ولا یجزی بالسیئة السیئة و لکن یعفو و یصفح۔ (مشکوٰۃ شریف، ۵۱۹) یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ بیہودہ گو تھے نہ فحش کلام اور نہ بازاروں میں چلا کر بات کرنے والے اور آپ کی بلندی اخلاق کا تو یہ عالم تھا کہ آپ کبھی برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے بلکہ ہمیشہ برائی کرنے والوں کو معاف فرما دیتے اور ان کی برائیوں سے درگزر فرماتے یہاں تک کہ برے سے برا سلوک کرنے والوں کے ساتھ بھی اچھے سے اچھا سلوک فرمایا کرتے۔"

یہی وہ اخلاق نبوت ہیں جن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

بدی را بدی سہل باشد جزا
اگر مردی احسن الی من اسا

"یعنی برائی کا بدلہ برائی سے دینا تو بہت آسان ہے اگر تم اخلاق نبوت کے پیروکار ہو تو تمہارے اخلاق حسنہ کی یہ شان ہونی چاہئے کہ جو تمہارے ساتھ برا برتاؤ کرے اس کے ساتھ بھی اچھے سے اچھا سلوک کرو۔" (بوستاں)

مشکوٰۃ شریف ہی میں ہے:

ماضرب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم شیئاقطّ بیدہ ولا امرأۃ ولا خادما الا ان یجاھد فی سبیل اللّٰہ وما نیل منه شئی قط فینتقم من صاحبه الا ان ینتھک شئی من محارم اللّٰہ فینتقم للّٰہ۔ (ص ۵۱۹) یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جہاد کے سوا اپنے دست مبارک سے کبھی کسی کو نہیں مارا نہ کسی عورت کو نہ کسی خادم کو اور کسی تکلیف پہنچانے والے سے بھی کبھی کوئی انتقام اور بدلہ نہیں لیا البتہ اگر کوئی شخص خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں کا مرتکب ہوتا تو آپ اس سے ضرور انتقام لیتے مگر اپنے نفس کے لئے نہیں بلکہ خدا کی رضامندی کے لئے۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کے میں نے مسلسل دس سالوں تک سفر وحضر گھر کے باہر اور اندر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت کی تو آپ علیہ السلام کے اخلاق حسنہ کا حال یہ تھا۔

"فما قال اف قطّ وماقال لشئی صنعته لم صنعته ولا لشئی ترکته لم ترکته وکان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم من احسن الناس خلقا۔ (ترمذی شریف، جلد۲ ص ۲۲) یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ کو کبھی اف بھی نہیں کہا یہاں تک کہ اگر میں نے کوئی کام مزاج مبارک کے خلاف کر دیا تو یہ بھی نہیں فرمایا کہ تو نے یہ کام کیوں کیا اور

* مضمون نگار دار الافتاء مرکزی دار العلوم عماد یہ منگل تالاب پٹنہ سٹی کے مفتی ہیں۔

اگر میں نے کبھی کوئی کام چھوڑ دیا تو اس پر مجھے کبھی نہیں ڈانٹا کہ تو نے یہ کام کیوں نہیں کیا اور آپ کے اخلاق تمام دنیا کے انسانوں سے زیادہ اچھے اور بہترین تھے۔"

انھیں کا بیان ہے:

"کان یعود المریض ویتبع الجنازة ویجیب دعوة المملوک۔ (مشکوۃ شریف، ص ۵۱۱) یعنی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سلطان کونین ہوتے ہوئے اس قدر صاحب تواضع اور پیکر اخلاق تھے کہ ہر چھوٹے بڑے کی بیماری پرسی فرماتے اور مؤمن میت کے جنازے کے پیچھے پیچھے چلتے اور کمال تواضع سے غلاموں کی بھی دعوت قبول فرماتے۔"

وہی بیان کرتے ہیں:

"اذا صافح الرجل لم ینزع یده من یده حتی یکون هوالذی ینزع یده ولا یصرف وجهه عن وجهه حتی یکون هو الذی یصرف وجهه عن وجهه ولم یر مقدما رکبتیه بین یدی جلیس له۔ (مشکوۃ شریف، ص ۵۲۰) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سے مصافحہ فرماتے تو جب تک وہ شخص خود اپنا ہاتھ الگ نہ کرتا حضور علیہ السلام اپنا دست مبارک اس کے ہاتھ سے جدا نہیں فرماتے اور نہ اپنا چہرہ اس کے چہرے سے پھیرتے جب تک وہ خود اپنا چہرہ نہ پھیر لیتا اور کسی مجلس میں بھی اپنے ہم نشینوں کے سامنے اپنا پاؤں دراز نہیں کرتے۔"

انھیں کا بیان ہے:

"کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اذا صلی الغداة جاء خدم المدینة بانیتهم فیها المآء فما یاتون باناء الا غمس یده فیها فربما جاؤه بالغداة البارده فیغمس یده فیها۔ (ایضاً، ص ۵۱۹) نماز فجر کے بعد اہل مدینہ منورہ کے خدام برتنوں میں پانی لاتے اور حضور ﷺ سے درخواست کرتے کہ برکت کے لئے ان کے پانی میں اپنا دست مبارک ڈبو دیں تو ہمیشہ ایسا ہی ہوتا کہ شدید جاڑوں کی صبح کو بھی جب لوگ اپنا برتن لے کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوتے تو حضور ﷺ کسی کی دل شکنی نہیں کرتے بلکہ سردی کی تکلیف کے باوجود سب کے برتنوں میں اپنا دست مبارک ڈال دیا کرتے۔"

انھیں سے روایت ہے:

"کنت امشی مع رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم وعلیه برد نجرانی غلیظ الحاشیة فادرکه اعرابی فجبذه بردائه جبذة شدیدة ورجع نبی اللہ صلی اللہ علیه وسلم فی نحر الاعرابی حتی نظرت الی صفحة عاتق رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قد اثرت بها حاشیة البرد من شدة جبذته ثم قال یا محمد مرلی من مال اللہ الذی عندک فالتفت الیه رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ثم ضحک ثم امر له بعطاء۔ (مشکوۃ شریف، ص ۵۱۸) یعنی میں ایک مرتبہ رحمت عالم ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا دوش نبوت پر ایک موٹے کنارے والی چادر تھی کہ اچانک ایک اعرابی (دیہاتی) آیا اور اس نے اتنی زور سے چادر مبارک کو کھینچا کہ آپ ایک جھٹکے سے اعرابی کے سینے کے پاس آگئے اور آپ کی گردن مبارک پر کھردری چادر کی خراش کا نشان پڑ گیا پھر اعرابی کہنے لگا کہ آپ مجھے اللہ کے مالوں میں سے کچھ عطا فرمانے کا حکم دیجئے۔"

اعرابی کی اس حرکت پر رحمت عالم کو نہ غصہ آیا نہ آپ نے اس سے اعراض فرمایا بلکہ (مسکراتے ہوئے) اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کو عطیہ مرحمت فرمانے کا حکم صادر فرما دیا، اسی طرح آقائے دوجہاں علیہ السلام نے ہر چیز کے لئے کچھ حقوق وحدود بھی مقرر فرما دیئے ہیں تاکہ پوری دنیا سے بے چینی و بے قراری دور ہوجائے اور ہر طرف امن وامان کی فضا قائم ہوجائے، عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے:

"قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یا عبد اللہ الم اخبر انک تصوم النهار و تقوم اللیل فقلت بلی یا رسول اللہ قال فلا تفعل صم وافطر وقم ونم فان لجسدک علیک حقا و ان لعینیک علیک حقا وان لزوجک علیک حقا وان لزورک علیک حقا۔ (بخاری شریف، جلد ا

ص ۲۶۵ باب حق الجسم فی الصوم) انھوں نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے عبد اللہ مجھے پتا چلا ہے کہ تم روزانہ نفلی روزہ رکھتے ہو اور رات بھر نوافل پڑھتے ہو میں نے عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایسا نہ کرو بلکہ نفلی روزہ بھی رکھ لیا کرو اور چھوڑ بھی دیا کرو نفلی نماز بھی پڑھا کرو اور سو بھی جایا کرو کیوں کہ تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے اور تمہارے پڑوسی کا بھی تم پر حق ہے۔"

اور بخاری شریف ہی کی دوسری روایت میں یہ بھی ہے:

"فاعط اکل ذی حق حقه۔ تو ہر حقدار کو اس کا حق دیا کرو۔"

پڑوسیوں کے حقوق پر آپ کی تعلیم مبارک

"لا یدخل الجنة من لا یامن جاره بوائقه۔ (مشکوۃ شریف، ص ۴۲۲) حضور علیہ السلام نے فرمایا وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جس کا پڑوسی اس کے مظالم سے بے خوف نہ ہو۔"

یعنی اگرچہ ہر مسلمان کو اپنی شر سے بچانا ضروری ہے مگر پڑوسی کو بچانا نہایت ہی ضروری ہے کہ اس سے ہر وقت کام رہتا ہے تو وہ ہمارے اچھے اخلاق کا زیادہ حقدار ہے۔

مسلمانوں کے حقوق پہ آپ کی تعلیم مبارک

"کل المسلم علی المسلم حرام دمه وماله و عرضه۔ (ایضاً) ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون اس کا مال اور اس کی عزت حرام ہے۔"

یعنی کوئی مسلمان کسی مسلمان کا مال بغیر اجازت نہ لے کسی کی آبرو ریزی نہ کرے اور کسی مسلمان کو ظلماً قتل نہ کرے کہ یہ سب حرام ہیں:

مزدور کے حقوق پر آپ کی تعلیم مبارک

"اعطوا الاجیر اجره قبل ان یجف عرقه۔ (ایضاً ۲۵۸) مزدور کو اس کی مزدوری پسینہ کو سوکھنے سے پہلے دے دو۔"

یعنی مزدوری دینے میں ٹال مٹول نہ کرو جس وقت دینے کا معاہدہ ہوا اسی وقت دے دو۔

رعیت کے حقوق پر آپ کی تعلیم مبارک

"کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیته فالامام الذی علی الناس راع وهو مسئول عن رعیته والرجل راع علی اهل بیته وهو مسئول عن رعیته والمراۃ راعیه علی اهل بیت زوجها وولده وهی مسئولة عنهم۔ (بخاری شریف، جلد ۲ ص ۱۰۵۷ کتاب الاحکام باب قول اللہ) یعنی ہر شخص حاکم و نگہبان ہے اور تم میں سے ہر شخص سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا امام لوگوں پر نگراں ہے، اس سے اس کی نگرانی کے بارے میں حساب ہوگا، آدمی اپنے گھر والوں پر نگراں ہے اس سے اس کی نگرانی کے بارے میں سوال ہوگا عورت اپنے شوہر کے گھر والوں اور اس کی اولاد پر نگراں ہے اس سے اس کی نگرانی کے بارے میں حساب لیا جائے گا۔"

رشتہ داروں کے حقوق پر آپ کی تعلیم مبارک

"لا تنزل الرحمة علی قوم فیهم قاطع رحم۔ یعنی اس قوم پر اللہ کی رحمت نازل نہیں ہوتی جس میں رشتہ داری کو ختم کرنے والا کوئی شخص موجود ہو۔"

والدین کے حقوق پر آپ کی تعلیم مبارک

"مامن ولد ینظر الی والدیه نظرة رحمة الا کتب اللہ له بکل نظرة حجة مبرورة قالوا ان نظر کل یوم مائة مرة قال نعم اللہ اکبر واطیب۔ (ایضاً، ص ۴۲۱) یعنی جو نیک اولاد رحمت و شفقت کی نظر سے اپنے والدین کو دیکھے گا تو ہر نظر کے بدلے اسے ایک حج مبرور کا ثواب ملے گا بعض صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگرچہ کوئی شخص دن بھر میں سو مرتبہ شفقت کے ساتھ اپنے والدین کو دیکھے تو فرمایا ہاں اگر کوئی شخص سو مرتبہ دیکھے گا تو سو حج مبرور کا ثواب ملے گا اللہ بہت بڑا اور بہت پاک ہے۔"

شوہر کے حقوق پر آپ کی تعلیم مبارک

"ایما امراۃ ماتت و زوجها عنها راض دخلت الجنة۔

(ترمذی شریف، جلد اول صفحہ ۱۳۸ ابواب الرضاعۃ) جو عورت اس حال میں مری کہ اس کا شوہر اس سے راضی تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔"

بیوی کے حقوق پر آپ کی تعلیم مبارک

"اکمل المؤمنین ایمانا احسنهم خلقاو خیا رکم خیارکم لنسائهم۔(ایضاً، ۱۳۸) تم میں سب سے زیادہ کامل ایمان والا وہی شخص ہے جو سب سے زیادہ با اخلاق ہو اور تم میں سب سے بہتر وہ ہیں جن کا سلوک اپنی اہلیہ کے ساتھ سب سے بہتر ہو۔"

یہاں تک کہ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں دنیا بھر کے بادشاہوں اور حکمرانوں کے لئے بھی بے مثال ہدایت و پیشوائی موجود ہے کہ حکومت سنبھالتے ہی آپ نے وہ عظیم الشان کارنامے انجام دیئے جن کی مثال دنیا پیش کرنے سے عاجز وقاصر ہے۔آپ کی مثالی حکمرانی کا حال یہ تھا کہ آپ نے جہالت کی تاریکیاں دور فرمائیں ظالموں کو محسن و ہمدرد اور مغرور و متکبر کو منکسر المزاج بنایا نیز عورتوں کو ظلم وستم سے بچا کر عزت کے مقام تک پہنچا دیا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر حکمران کی حیات مبارکہ پہ ہی نظر ڈالئے تو معلوم ہوگا کہ ان کے لئے بھی آقائے دوجہاں علیہ السلام ہی کی ذات مبارکہ میں ایسی عظیم الشان ہدایت و رہنمائی موجود تھی جس نے ان کو دنیا کا ممتاز ترین حکمران بنا دیا اسی اتباع نبوی اور حضور علیہ السلام کی پیروی کا بہترین ثمرہ تھا کہ آپ کی حیات مبارکہ میں آقائے دوجہاں علیہ السلام کے اخلاق حسنہ کا عکس جمیل اور آپ کے کردار وعمل کی بہاریں خوب جھلکتیں کیوں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کے نقش قدم پہ چلتے ہوئے اپنے دور خلافت میں عدل وانصاف کی ایسی بہترین مثال قائم فرمائی اور ایک عادل حکمران بن کر تعلیمات عدل کو دنیا میں اس طرح پھیلایا نیز مساوات و برابری اور حقوق کی ادائیگی کا ایسا انمول اہتمام فرمایا جن کی مثال آپ کے بعد دنیا میں نہیں ملتی، حضرت ابن عباس سے مروی ہے:

"انه قال اکثر وا ذکر عمر فانکم اذا ذکر تموه ذکر تم العدل و اذا ذکر تم العدل ذکر تم اللّٰه تبارک وتعالی۔ (اسد الغابۃ، جلد ۴ باب الفضائل ص ۱۵۳) تم عمر کا ذکر کیا کرو کیوں کہ جب تم عمر کو یاد کروگے تو عدل وانصاف یاد آئے گا اور عدل وانصاف کی وجہ سے تم اللہ پاک کو یاد کروگے۔"

اور علی طنطاوی رقم طراز ہیں:

"وأرسل فیصر رسولا الی عمر بن الخطاب لینظر أحواله ویشاهد أفعاله فلما دخل المدینة سأل أهلها و قال أین ملککم فقالوا مالنا ملک بل لنا أمیر قد خرج الیٰ ظاهر المدینة فخرج الرسول فی طلبه فرأه نائما فی الشمس علی الأرض فوق الرمل الحار وقد وضع درته کالوسادة والعرق یسقط من جبینه قد بل الأرض فلما رأه علی هذه الحالة وقع الخضوع فی قلبه وقال رجل لا یقر للملوک قرار من هیبته وتکون هذه حالته ولکنک یا عمر عدلت فأمنت فنمت و ملکنا یجور فلا جرم أنه لا یزال ساهراً خائفا أشهد أن دینک الدین الحق ولو لا أننی أتیت رسولا لاسلمت ولکن أعود و أسلم۔(اخبار عمر رضی اللہ عنہ لعلی طنطاوی، ص ۳۲۷) یعنی ایک مرتبہ قیصر نے اپنا ایک قاصد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تا کہ وہ آپ کے احوال و کوائف کا جائزہ لے اور حکومت کے نظم ونسق کا مشاہدہ کرے جب قاصد مدینہ منورہ پہنچا تو اس کو کوئی شاہی محل نظر نہ آیا اس نے لوگوں سے پوچھا تمہارا بادشاہ کہاں ہے صحابہ کرام نے کہا کہ ہمارا کوئی بادشاہ تو نہیں ہے البتہ ہمارے امیر ہیں جو اس وقت مدینہ سے باہر گئے ہوئے ہیں قاصد تلاش کرتا ہوا اس مقام تک پہنچ گیا جہاں امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ دھوپ میں گرم ریت پر اپنے درہ کو تکیہ بنائے ہوئے آرام فرما رہے تھے اور پسینہ آپ کی پیشانی سے اس قدر ٹپک رہا تھا کہ زمین بھی بھیگ چکی تھی جب اس کی نگاہ آپ کے پر جلال چہرہ پہ پڑی تو سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جاہ جلال اور رعب سے

گھبرا اٹھا اور کہنے لگا کہ اے عمر واقعی تو عادل حکمران ہے اسی لئے آرام سے بغیر کسی پہرہ اور حفاظتی انتظامات کے تنہا خوف و ڈر کے بغیر آرام کر رہا ہے جبکہ ہمارا بادشاہ ظلم کرتا ہے اسی لئے ہر وقت خوف و ہراس کے سائے میں رہتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرا ہی دین حق ہے میں اگر قاصد بن کر نہ آیا ہوتا تو مسلمان ہو جاتا لیکن ابھی میں واپس جاتا ہوں بعد میں آ کر اسلام قبول کروں گا۔"

اس عظیم حکمران کی سادگی کا حال یہ تھا کہ امیر المومنین ہونے کے باوجود پیوند والے کپڑے پہنا کرتے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ خطبہ دے رہے تھے تو اسی درمیان آپ کے جسم پر جو لباس تھا، اس میں بارہ پیوند لگے ہوئے تھے۔ (مناقب امیر المومنین عمر بن خطاب لابن الجوزی ص ۱۳۱)

ایک شاعر اختر ہوشیار پوری کہتا ہے:

ایک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا
خاک کے ذروں کو ہمدوش ثریا کر دیا

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

کمانڈروں کے لئے حکیمانہ اور بے مثال ضابطہ

چنانچہ صلح حدیبیہ کے موقع پر آقائے دو جہاں علیہ السلام نے ایسی بے مثال دور اندیشی اور لاجواب باریک بینی کا مظاہرہ فرماتے ہوئے مصالحت فرمائی تھی جس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی، یہ صلح ٦ ہجری میں واقع ہوئی تھی، جب آقائے دو جہاں علیہ السلام چودہ سو صحابہ کرام کے ساتھ عمرہ کے لئے روانہ ہوئے تو کفار مکہ نے مسلمانوں کی آمد کی خبر پا کر جنگ کی تیاری شروع کر دی اور آپ کا راستہ روک کر کھڑے ہو گئے، ان نازک حالات سے نمٹنے کے لئے آقائے دو جہاں علیہ السلام مقام حدیبیہ میں اتر پڑے جب کفار مکہ نے کسی بھی حال میں مسلمانوں کو مکہ شریف میں داخل ہونے نہ دیا تو مصالحت پر گفتگو شروع ہوئی اور دس سالوں تک کے لئے دس شرائط پر مشتمل صلح نامہ مرتب ہوا۔

پہلی شرط یہ تھی کہ امسال آپ بغیر عمرہ کئے واپس جائیں دوسری شرط یہ تھی کہ جب آئندہ سال آپ عمرہ کے لئے آئیں تو تین دنوں سے زیادہ قیام نہ کریں اور اس درمیان کوئی تلوار نیام سے باہر نہ ہو تیسری شرط یہ تھی کہ اگر کوئی شخص مکہ شریف سے مدینہ شریف چلا جائے تو آپ کو واپس کرنا ہوگا جب کہ مدینہ شریف سے اگر کوئی شخص مکہ شریف آ جائے تو واپس نہیں کیا جائے گا یہ شرطیں خاص طور پر تیسری شرط تو بظاہر مسلمانوں کے سخت ترین خلاف تھیں، اسی لئے تیسری شرط کو سنتے ہی مسلمان بلبلا اٹھے یہاں تک کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو اسی بے چینی میں آقائے دو جہاں علیہ السلام کی بارگاہ میں پہنچ کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ کیا آپ نبی برحق نہیں فرمایا بے شک میں نبی برحق ہوں، عرض کیا کیا ہم حق پر اور کفار باطل پر نہیں؟ فرمایا بے شک ہم حق پر اور کفار باطل پر ہیں عرض کیا تو پھر ہم اس قدر ذلت وحقارت کیوں برداشت کریں اس پر حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اے عمر بے شک میں اللہ کا رسول ہوں اس کے حکم کے بغیر کچھ بھی نہیں کرتا وہی میرا مددگار ہے وہ مجھے یوں ہی نہ چھوڑے گا حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ نے وعدہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم عنقریب خانہ کعبہ کا طواف کریں گے ارشاد فرمایا بے شک میں نے وعدہ کیا تھا لیکن یہ نہیں کہا تھا کہ اسی سال مکہ شریف میں داخل ہوں گے تم اطمینان رکھو ہم عنقریب خانہ کعبہ کا طواف کریں گے۔

اسی بے چینی میں وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھی پہنچ کر اسی طرح سے گفتگو کی تو حضرت ابوبکر صدیق نے ارشاد فرمایا: اے عمر آقائے دو جہاں علیہ السلام کی رکاب (دامن) تھامے رہو کسی قسم کا اعتراض نہ کرو وہ جو کرتے ہیں وحی الٰہی سے کرتے ہیں اس میں کچھ نہ کچھ مصلحت ضرور ہوگی آخر کار صلح حدیبیہ کے چند دنوں بعد ہی صحابہ کرام کو احساس ہو گیا کہ یہ صلح مسلمانوں کے لئے ذلت آمیز صلح نہ تھی بلکہ بہت ہی زیادہ مفید و کارآمد صلح تھی اور اس میں مسلمانوں کے لئے فتح مبین کی بشارت تھی کیوں کہ اس صلح سے مذہب اسلام کو جو ترقی ملی اور جس تیزی کے ساتھ یہ دین متین ترقی کی راہ پر گامزن ہوا

اس سے پہلے ایسی ترقی کبھی دیکھنے کو نہ ملی کیوں کہ صلح ہوتے ہی مسلمانوں نے جنگ سے بے خوف ہو کر دین اسلام کی تبلیغ پوری یکسوئی کے ساتھ شروع کر دی اور کفار مکہ کے ساتھ جو مسلمانوں کا ملنا جلنا بند تھا۔

اب دونوں فریق ایک دوسرے سے ملنے جلنے لگے، اس صلح کی وجہ سے دونوں فریق کے لئے آزادی کے ساتھ ایک دوسرے کے یہاں آنے جانے بات چیت کرنے اور تبادلہ خیالات کرنے کا راستہ کھل گیا، کفار مدینہ شریف آتے اور مہینوں ٹھہر کر مسلمانوں کے کردار و عمل کا گہرائی سے مطالعہ کرتے اور اسلامی خوبیوں کا تذکرہ سنتے اسی طرح جو مسلمان مکہ شریف جاتے وہ اپنے مثالی عادات و اطوار پاکدامنی اور عبادت گزاری سے کفار کے دلوں پر اسلام کی خوبیوں کا ایسا مؤثر نقش بیٹھا دیتے کہ خود بخود کفار اسلام کی طرف مائل ہو جاتے، یہاں تک کہ صلح حدیبیہ سے فتح مکہ تک اتنے کثیر تعداد میں کفار مسلمان ہوئے جتنی تعداد میں اب تک نہ ہو سکے تھے۔ (مدارج النبوۃ، جلد ۲)

بلکہ صلح کی تیسری شرط بھی مسلمانوں کے حق میں نہایت ہی مفید ثابت ہوئی کیوں کہ تیسری شرط یہ تھی کہ جو بھی شخص مکہ شریف بھاگ کر مدینہ شریف آئے گا اسے واپس کرنا ہوگا لیکن مدینہ شریف سے بھاگ کر مکہ شریف آنے والے لوگوں کو واپس نہیں کیا جائے گا تو اس شرط سے مجبور ہو کر مکہ شریف سے بھاگ کر آنے والے مسلمان مدینہ شریف نہیں ٹھہرتے بلکہ ساحل سمندر کے قریب مقام عیص میں ٹھہر جاتے یہاں تک کہ مکہ شریف کے مظلوم مسلمانوں کی تعداد یہاں پر ستر تک پہنچ گئی اب کفار مکہ کا جو بھی تجارتی قافلہ اس راستہ سے گزرتا، اسے یہ حضرات لوٹ لیا کرتے مسلمانوں کی اس مبارک جماعت نے کفار مکہ کا جینا دشوار کر دیا تھا۔

آخر تنگ آ کر کفار مکہ نے خود ہی صلح نامہ کی اس شرط کو منسوخ کر دیا اور حضور علیہ السلام کی خدمت مبارکہ میں خط لکھا کہ ہم اپنی اس شرط سے باز آتے ہیں آپ ساحل سمندر سے مسلمانوں کو مدینہ شریف بلا لیں، اب ہماری طرف سے اجازت ہے کہ جو بھی مسلمان مکہ شریف سے بھاگ کر جائے اسے آپ مدینہ شریف ہی میں ٹھہرا لیں۔ (بخاری شریف، جلد اوّل، ص ۳۸۰)

بلکہ آقائے دو جہاں علیہ السلام کی دور اندیشی والی یہی صلح فتح مکہ کا سبب بھی بن گئی کیوں کہ اس صلح میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ عرب کے قبیلوں کو یہ حق حاصل ہوگا کہ جس فریق کے ساتھ چاہیں (امداد) کا معاہدہ کر لیں اسی بنا پر قبیلہ بکر نے قریش کے ساتھ باہمی امداد کا معاہدہ کر لیا جبکہ قبیلہ بنی خزاعہ نے آقائے دو جہاں علیہ السلام کے ساتھ باہمی امداد کا معاہدہ کیا، ان دونوں قبیلوں کے درمیان برسوں سے سخت عداوت و دشمنی چلی آ رہی تھی تو قبیلہ بنی بکر نے قبیلہ بنی خزاعہ سے اپنی عداوت نکالنے کے لئے اپنے حلیف کفار مکہ کے ساتھ مل کر اچانک بنی خزاعہ پر حملہ کر دیا۔

قریش نے اپنی اس حرکت سے صلح حدیبیہ کے معاہدہ کو توڑ دیا تھا کیوں کہ حضور سید المرسلین کے حلیف بنی خزاعہ پر حملہ آقائے دو جہاں علیہ السلام پر حملہ کے برابر تھا، اس حملہ میں بنی خزاعہ کے تئیس افراد قتل ہوئے اس حادثہ کے بعد قبیلۂ بنی خزاعہ کے سردار عمرو بن سالم چالیس افراد پر مشتمل ایک وفد کے ساتھ مدد طلب کرنے کے لئے مدینۃ المنورۃ آقائے دو جہاں علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے اور آقائے دو جہاں علیہ السلام کے حلیف بنی خزاعہ پر کفار مکہ کا یہی حملہ فتح مکہ کا سبب بھی بنا۔

□□□

جماعت رضائے مصطفےٰ

یہ اعلیٰ حضرت کی قائم فرمودہ ایک روشن تاریخ کی حامل جماعت ہے، جس کی نشاۃ ثانیہ حضور تاج الشریعہ قدس سرہ العزیز کے ہاتھوں ہوئی۔

برادران اہل سنت اپنے اپنے علاقے میں اس کی شاخیں قائم کریں، اس عظیم جماعت کے ممبر بنیں اور مرکز سے جڑ کر اپنی ملّی و مذہب خدمات انجام دیں اور کامیابیوں سے ہمکنار رہوں۔

مزید معلومات کیلئے 7055078621 پر رابطہ کریں۔

(از: مفتی ارشد نعیمی قادری لکرالوی*)

فضائلِ شب برأت اور معمولاتِ شب برأت

برأت کے معنی ہیں: نجات، شب برأت کا معنی ہے: جہنم سے نجات کی رات۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب نصف شعبان کی رات ہو تو اس رات میں قیام کرو اور اس کے دن میں روزہ رکھو، کیونکہ اللہ سبحانہ اس رات میں غروبِ شمس سے آسمانِ دنیا کی طرف (اپنی شان کے مطابق) نزول فرماتا ہے اور اللہ فرماتا ہے: سنو! کوئی بخشش طلب کرنے والا ہے تو میں اس کو بخش دوں، سنو! کوئی رزق طلب کرنے والا ہے تو میں اس کو رزق دوں، سنو! کوئی مصیبت زدہ ہے تو میں اس کو عافیت عطا کروں، سنو کوئی، سنو کوئی (اللہ یونہی فرماتا رہتا ہے) حتی کہ فجر طلوع ہوجاتی ہے۔ (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث 1388)

فائدہ: شبِ برات میں اعمال نامے تبدیل ہوتے ہیں، لہٰذا ممکن ہو تو 14 شعبان المعظم کو بھی روزہ رکھ لیا جائے تاکہ اعمال نامے کے آخری دن میں بھی روزہ ہو، 14 شعبان کو عصر کی نماز باجماعت پڑھ کر وہیں نفلی اعتکاف کرلیا جائے اور نمازِ مغرب کے انتظار کی نیت سے مسجد ہی میں ٹھہرا جائے تاکہ نامہ اعمال تبدیل ہونے کے آخری لمحات میں مسجد کی حاضری، اعتکاف اور انتظارِ نماز وغیرہ کا ثواب لکھا جائے، بلکہ زہے نصیب ساری ہی رات عبادت میں گزاری جائے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نصف شعبان کی رات میں اس سال اولادِ آدم سے ہر پیدا ہونے والے کا نام لکھ لیا جاتا ہے اور اس سال اولادِ آدم سے ہر مرنے والے کا نام لکھ لیا جاتا ہے اور اس رات میں لوگوں کے اعمال اوپر لے جائے جاتے ہیں اور اس سال ان کا رزق نازل کیا جاتا ہے۔

(فضائل الاوقات رقم الحدیث 26)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نصف شعبان کی رات اللہ تعالیٰ قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ گنہگاروں کو جہنم کی آگ سے آزاد فرماتا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں کی تخصیص کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا: عرب کے قبائل میں سے کسی قبیلہ کی بکریوں کے بال ان سے زیادہ نہیں ہیں۔ (فضائل الاوقات، رقم الحدیث 27)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ چار راتوں کو خیر کھول دیتا ہے، بقرعید کی رات، عیدالفطر کی رات، نصف شعبان کی رات، عرفات کی رات۔ (الدر المنثور، ج7، ص348)

محروم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چھ قسم کے آدمیوں کی اس رات بھی بخشش نہیں ہوگی۔ 1 عادی شرابی، 2 ماں باپ سے قطع تعلق کرنے والا، 3 زنا پر اصرار کرنے والا، 4 رشتہ داروں سے تعلق توڑنے والا، 5 تصویر بنانے والا، 6 چغل خور۔ (فضائل الاوقات رقم الحدیث 27، الدر المنثور، ج7، ص350)

معمولات شب برات

مغرب کے 6 نوافل نصف شعبان کی مغرب کے فرض، سنت اور نفل کے بعد چھ رکعت دو دو کر کے نفل پڑھنا معمولاتِ اولیائے کرام سے ہے۔ پہلے دو نفل سے قبل یہ نیت کریں کہ اے اللہ عزوجل ان دو رکعتوں کی برکت سے مجھے درازی عمر بالخیر عطا فرما، اور دوسری دو رکعتوں سے پہلے یوں نیت کریں کہ اے اللہ ان دو رکعتوں کی برکت سے بلاؤں سے میری حفاظت فرما۔ تیسری دو رکعتوں سے پہلے یوں نیت کریں کہ اے اللہ عزوجل ان دو رکعتوں کی برکت سے مجھے صرف اپنا محتاج رکھ اور غیروں کی محتاجی سے بچا۔ ہر دو رکعت کے بعد 21 بار قل ھو اللہ یا ایک بار سورہ یاسین بڑھے بلکہ ہو سکے تو دونوں ہی پڑھ لیجئے، یہ بھی ہوسکتا

* مضمون نگار مدرسہ قمرالعلوم اسلامیہ، لکرالہ بدایوں کے ناظم تعلیمات ہیں۔

ہے کہ ایک اسلامی بھائی پڑھے اور دوسرے خاموشی سے سنے اور ہر بار قل ھو اللہ یا سورہ یاسین کے بعد دعائے نصف شعبان المعظم پڑھے۔

دعائے نصف شعبان المعظم

بِسمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ یَا ذَا الْمَنِّ وَّلَا یُمَنُّ عَلَیْہِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ، یَا ذَا الطَّوْلِ وَالْاِنْعَامِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ ظَھْرُ اللَّاجِیْنَ، وَجَارُ الْمُسْتَجِیْرِیْنَ وَاَمَانُ الْخَائِفِیْنَ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ کَتَبْتَنِیْ عِنْدَکَ فِیْ اُمِّ الْکِتٰبِ شَقِیًّا اَوْ مَحْرُوْمًا اَوْ مَطْرُوْدًا اَوْ مُقْتَرًّا عَلَیَّ فِی الرِّزْقِ فَامْحُ اَللّٰھُمَّ بِفَضْلِکَ شَقَاوَتِیْ وَ حِرْمَانِیْ وَ طَرْدِیْ وَقْتِتَارِ رِزْقِیْ، وَاَثْبِتْنِیْ عِنْدَکَ فِیْ اُمِّ الْکِتٰبِ سَعِیْدًا مَّرْزُوْقًا مُّوَفَّقًا لِّلْخَیْرَاتِ، فَاِنَّکَ قُلْتَ وَقَوْلُکَ الْحَقُّ فِیْ کِتَابِکَ الْمُنَزَّلِ، عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّکَ الْمُرْسَلِ یَمْحُوا اللہُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتٰبِ ○ اِلٰھِیْ بِالتَّجَلِّی الْاَعْظَمِ فِیْ لَیْلَۃِ النِّصْفِ مِنْ شَھْرِ شَعْبَانَ الْمُکَرَّمِ الَّتِیْ یُفْرَقُ فِیْھَا کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ وَیُبْرَمُ، اَنْ تَکْشِفَ عَنَّا مِنَ الْبَلَآءِ وَالْبَلْوَآءِ مَا نَعْلَمُ وَمَا لَا نَعْلَمُ طوَاَنْتَ بِہٖ اَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَامُ، وَصَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ ○

سال بھر جادو سے حفاظت

شعبان المُعظّم کی پندرہویں رات بیری (یعنی بیر کے درخت) کے سات پتّے پانی میں جوش دیکر (حسبِ ضرورت سادہ پانی ملا کر) غُسل کریں اِن شاءَ اللہُ تمام سال جادو کے اَثَر سے محفوظ رہیں گے۔ (اسلامی زندگی، ص113)

شب برات اور قبروں کی زیارت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میں نے ایک رات سرورِ کائنات، شاہِ موجودات ﷺ کو نہ دیکھا تو بقیعِ پاک میں مجھے مِل گئے۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا، کیا تمہیں اِس بات کا ڈر تھا کہ اللہ اور اس کا رسول عزّ وجلّ و ﷺ تمہاری حق تَلَفی کریں گے، میں نے عرض کی، یارسولَ اللہ عزّ وجلّ ﷺ! میں نے خیال کیا تھا کہ شاید آپ اَزواجِ مُطَہَّرات میں سے کسی کے پاس تشریف لے گئے ہوں گے، تو آقائے دوجہان رحمتِ عالم، مدینے کے سلطان ﷺ نے فرمایا، بے شک اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرَہویں رات آسمانِ دُنیا پر تجلّی فرماتا ہے، پس قَبیلۂ بنی کَلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ گُنہگاروں کو بَخشش دیتا ہے۔ (ترمِذی ج2 ص183 حدیث739)

یارب تیرے کرم کی دھائی شب برات
بھر دے ہم سب کا دست گدائی شب برات

ہمیں بھی اپنی چادر رحمت میں ڈھانپ لے
کتنوں کی لاج تو نے بچائی شب برات

ہوں گے نصیب اس کو اجالے بہشت کے
جس نے بھی شمع توبہ جلائی شب برات

شرمندہ ہوں گناہوں کی آلودگی سے میں
عصیاں کی ہو جگر سے صفائی شب برات

سوکھا ہوا ہے باغ عمل اے میرے کریم
اس کو ملے بہار عطائی شب برات

ص ۵۱ رکا بقیہ ....

بات مسلمات میں سے ہے اور ہم لوگ مذہبی رہنما ہیں۔ قوم ہمارے تابع ہے۔ یہ سمجھو کہ تم ایک درخت ہو اور عوام تمہارے سائے میں زندگی گزار رہی ہے اور تم سے ہدایت پا رہی ہے۔ یہ ہدایت کی باتیں تمہارے پھل ہیں اور تم ایک پھل دار درخت ہو۔ تم کو خدا تعالیٰ کے ارشادات کے آگے جھکنا ہوگا، ورنہ تمہارے پھل زہریلے ہو جائیں گے اور لوگ اسے کھا کر ہلاک ہو جائیں گے۔ کیا تم قوم مسلم کو ہلاک کرنا پسند کرو گے؟ اور کیا تم جہنم میں جانا پسند کرتے ہو؟ اگر تم جہنم میں جانا پسند کرتے ہو تو میں جہنمیوں کو اپنا دوست نہیں بناتا۔ میں تمہارے قریب بھی نہیں جا سکتا۔ تم لوگوں کے درمیان اپنی جھوٹی عظمت وشوکت کے طلب گار ہو اور میں دربار الٰہی و دربار نبوی سے نعمت سرمدی کا طلب گار ہوں۔

جو ہو سکے تو کرو چاک پردۂ ظلمت
ستارہ بن کے چمکنے سے کچھ نہیں ہوتا

از: حافظ افتخار احمد قادری*

شعبان المعظم! اصلاحِ باطن اور نزول انوارِ الٰہی کا مہینہ

شعبان المعظم اسلامی مہینوں کا آٹھواں مہینہ ہے لیکن اپنی لفظی معنویت اور اہمیت کے پیش نظر اس کا شمار ان خاص مہینوں میں ہوتا ہے جن کا چاند دیکھنا واجب کفایہ ہے۔ اس مہینے کے نام سے ہی اس کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ اس میں عبادت گزار کو شرف وعزت، علو مرتبت، احسان ونیکی کی توفیق، الفت الٰہی اور قلبی و باطنی نورانیت کی عطا کے ساتھ ظاہری طور پر بھی رحمت الٰہی کے اثرات اس کے جسمانی خدوخال پر نظر آتے ہیں۔

شعبان المعظم میں عبادت گزار، نیکوکار، خیر کا طلبگار، بھلائی کی خواستگار، اچھائی کا خوگر اپنے ان نیک اعمال کی آبیاری کرتا ہے جن کے بیج ماہ رجب المرجب میں بوتا ہے، اس مہینے آخرت کو سنوارنے والا خیر اور بھلائی کے راستے پر چلنے کے لئے کمربستہ ہوتا ہے، اپنے ارادوں کو نیکی سے بہر پور اعمال کی بجا آوری کے لئے عملی جامہ پہنا تا ہے کیونکہ اس مہینے عطائے خداوندی کی بے بہا بارشیں اعمال صالحہ کرنے والوں پر جھما جھم برستی ہیں۔

نیکی کی توفیق ارزاں ہوتی ہے، قرآن کی تلاوت سے بنجر زمین کو سیراب کیا جاتا ہے، ذکر اللہ سے قلب کی صفائی کا اہتمام ہوتا ہے اور اس سے متصل مہینے رمضان المبارک کے استقبال کے لئے حسنات سے جسم کی طہارت کا سامان کیا جاتا ہے، اصحاب رسول کے بارے میں آتا ہے کہ وہ ماہ شعبان المعظم کے آغاز سے ہی دنیاوی معمولات سے فراغت پا کر اپنے جسموں کو عبادات کا عادی بنانے کے لئے تلاوت قرآن، کثرت نوافل، توبہ واستغفار اور تسبیحات وتکبیرات میں مشغول ہو جایا کرتے تھے۔

تعظیم شعبان کی پاسداری سے مسلمانوں پر رحمت الٰہی کا ایسا نزول ہوتا ہے جیسے پہاڑوں کی چوٹیوں سے تیز رفتار میں آنے والا پانی گھاٹی میں جمع ہو کر سکون پزیر ہوتا ہے، ایسے ہی شعبان المعظم کی عظمت کی پیش نظر اس کی تعظیم کرنے والے پر رحمت الٰہی موسلا دھار بارش کی طرح برس کر مؤمن کی دل میں قرار پزیر ہوتی ہے جس سے عبادت کی کلیاں پھوٹی ہے نیکی کے ثمرات لگتے ہیں۔

ایک حدیث پاک میں شعبان المعظم کی وجہ تسمیہ کو بیان کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس مہینے کو شعبان اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں روزہ رکھنے والے کے لئے بہت سی بھلائیاں (شاخوں کی طرح) پھوٹتی ہیں یہاں تک کہ وہ جنت میں جا پہنچتا ہے۔ (التدوین فی اخبار قزوین: 1/153)

شعبان المعظم کی اہمیت وفضیلت

رجب المرجب اور رمضان المبارک کے بیچ شعبان المعظم میں عبادت کرنے کی اہمیت وفضیلت کے بارے میں بہت سارے فرامین رسول احادیث مبارکہ میں موجود ہیں اور خود نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ اس مہینے کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے، ایک ارشاد گرامی میں آپ ﷺ نے فرمایا: جب ماہ شعبان المعظم آجائے تو اپنے جسموں کو پاکیزہ اور اپنی نیتوں کو اچھا رکھو۔'' (مکاشفۃ القلوب: 303)

شعبان المعظم استغفار توبہ کرنے اور اللہ کی رحمت پانے کا مہینہ ہے لہٰذا! اس عظمت والے مہینے میں اپنے آپ کو نیک اعمال سے محروم رکھنا انتہائی محرومی اور کم نصیبی ہے۔ وہ لوگ غفلت میں ہیں جو اس مہینے کو پانے کے باوجود اپنے آپ کو رحمت الٰہی سے دور رکھے ہوئے ہیں، اس مہینے کی فضیلت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاتا ہے کہ اس مہینے میں ایک ایسی رات بھی آتی ہے جس میں آنے والی زندگی کے اعمال صفحہ نامہ اعمال پر مرتب ہوتے ہیں، گزشتہ سال کی ساری کارکردگیاں پیش خداوندی ہوتی ہیں، سال گزشتہ کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہوتا ہے اور نئے سال

مضمون نگار کریم گنج، پورن پور، ضلع پیلی بھیت، یوپی کے متوطن ہیں۔

کی شروعات نئے اعمال سے ہوتی ہیں۔

اب غور طلب بات ہے کہ ماہ شعبان المعظم کے شروع ہوتے ہی کیا ہم توبہ واستغفار سے اپنے اعمال کی بدکاریوں سے جان چھڑانا چاہتے ہیں تاکہ نصف شعبان المعظم جب نامہ اعمال کا دفتر لپیٹا جائے تو ہمارے دفتر اعمال میں سیاہ کاریوں کی جگہ نیکیاں درج کردی گئیں ہوں اور ہم اپنے رب کے حضور سرخرو ہوں یا اس عظمت نشان مہینے کو بھی غفلت میں گزار دیں اور جب فصل کی کٹائی کا مہینہ آئے تو ہم پر گناہوں کا اتنا بوجھ ہو کہ ہم رمضان المبارک کو بھی عبادت میں سستی کرتے ایسے گزاریں کہ بخشش کا سامان بھی نا ہو سکے، الامان الحفیظ۔

اے لوگو! اپنے آپ کو گناہوں سے بچاؤ، نیکی کے راستے پر چلو، اس مہینے میں تلاوت قرآن کثرت سے کرو تاکہ انوار الٰہی کی تجلی سے سینے کے کینے دور ہو جائیں، غفلت کی چادر تن سے جدا ہو جائے اور بدن پر عبادت کی لذت اور کیف کے اثرات ایسے مرتب ہوں کہ پھر دل گناہوں کی طرف نا للچائے۔

تلاوت قرآن کا مہینہ

تلاوت قرآن کے مہینے شعبان المعظم کے بارے میں حضرت الحسن بن سھل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ماہ شعبان المعظم نے عرض کی: اے میرے رب! تو نے مجھے دو عظمت والے مہینوں (ماہ رجب اور ماہ رمضان) کے درمیان رکھا ہے تو تو نے میری کیا فضیلت رکھی؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میں نے تجھ میں قرآن پاک کی تلاوت رکھ دی۔ (لطائف المعارف:۲۵۹)

نبی کریم ﷺ کا شعبان المعظم کے بارے میں فرمان مکرم ہے کہ شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ کا مہینہ ہے۔
(الجامع الصغیر للسیوطی:۳۰۱)

شعبان المعظم کی اہمیت نسبت رسول ﷺ ملنے کی وجہ سے مزید دو چند ہو جاتی ہے پھر اس مہینے میں شب برات یعنی عظمت وشان والی رات بھی آتی ہے جس کی فضیلت کے بارے میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے، حصول برکت کے لئے شب براءت کی فضیلت اور وظائف کے حوالے قارئین کی خدمت میں پیش ہیں۔

شعبان المعظم کی پندرہویں رات کو شب برات یعنی جہنم سے نجات دینے والی رات کہا جاتا ہے، اس کے علاوہ اس رات کو برکت والی رات، گزشتہ زندگی کے نامہ اعمال کی پیشی کی رات، رحمت خداوندی کی رات، عطائے رب ذی الجلال والاکرام کی رات، گناہوں کو مٹانے والی رات، قبولیت دعا کی رات، زندگی بخشنے والی رات، شفاعت کی رات، تعظیم کی رات، قدر ومنزلت والی رات، آسمان دنیا سے خاکدان گیتی پر نزول رحمت الٰہی کی رات اور فرشتوں کی رات بھی کہا جاتا ہے۔

حجۃ الاسلام امام محمد بن محمد غزالی مکاشفۃ القلوب میں فرماتے ہیں: کہ جس طرح اہل ایمان کے لئے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی چاند راتیں مسرت وشادمانی کا باعث ہوتی ہیں اسی طرح فرشتوں کے لئے بھی دو راتیں عید کی رات کہلاتی ہیں اور وہ دو راتیں شب براءت اور لیلۃ القدر کی راتیں ہوتی ہیں۔ (مکاشفۃ القلوب:۶۲۴)

شعبان المعظم کی 15 ویں شب کو رحمت الٰہی کا منظر کچھ یوں ہوتا ہے کہ آسمان دنیا پر اللہ تعالیٰ اپنی شان جل جلالہ کے ساتھ جلوہ افروز ہو کر مخلوق پر نظر رحمت ڈالتا ہے اس کی رحمت کی تجلیات ہر اس شخص پر پڑتی ہیں جس کا دل ایمان کی دولت سے لبریز ہو، شرک نے دل مسلم کو گدلانا کیا ہو، پھر اس مؤمن کا دل کینہ سے بھی پاک ہو، شراب کے ناپاک قطروں سے منہ اور جسم کو ناپاک نہ کیا ہو، والدین کی اطاعت وفرمانبرداری میں بھی پیش پیش ہو تو اس ایمان والے شعبان المعظم کی پندرہویں شب میں رحمت وبرکت، بخشش ونجات، قدر ومنزلت اور دین ودنیا میں عافیت سے نوازے جاتے ہیں۔

اس رات خیر کے دروازے کھولے جاتے ہیں، بھلائیاں بارش کے قطروں کی طرح اہل زمین پر برستی ہیں، گنہگاروں کو توبہ واستغفار کے ذریعے رب ذوالجلال کو منانے کا موقع ملتا ہے، عبادت گزار، شب زندہ دار کو ریاضت ومجاہدات کے اجر سے نوازا جاتا ہے لیکن چند کم نصیب لوگ شعبان المعظم کی اس عظمت والی رات میں نظر رحمت سے اس وقت تک محروم رہتے ہیں جب تک وہ اپنے آپ کو گناہوں کے اثرات سے پاک نہیں

کر لیتے ، یہ وہ لوگ ہیں جن کے دل ایمان سے خالی ہوتے ہیں، کینہ و بغض کی آگ میں جلتے ہیں، ماں باپ کی نافرمانی میں مبتلا رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیز شراب پینے کے عادی ہوتے ہیں، قتل ناحق کے مجرم ہوتے ہیں۔ یہ وہ حرماں نصیب لوگ ہیں جو بخشش والی رات میں بھی بخشش و مغفرت سے دور کر دیئے جاتے ہیں، سورہ دخان میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام۔

اس آیت کی تفسیر میں علما فرماتے ہیں کہ کئی احادیث میں بیان ہوا ہے کہ 15 شعبان کی رات لوگوں کے اُمور کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے جیسا کہ ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی کریم ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: کیا تم جانتی ہو اس رات یعنی پندرہویں شعبان میں کیا ہے؟ میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ اس میں کیا ہے؟ ارشاد فرمایا ''اس رات میں اس سال پیدا ہونے والے تمام بچے لکھ دیئے جاتے ہیں اور اس سال مرنے والے سارے انسان لکھ دیئے جاتے ہیں اور اس رات میں ان کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں اور ان کے رزق اتارے جاتے ہیں''۔ (مشکوۃ المصابیح، کتاب الصلاۃ: ۱/۲۵۴)

ان احادیث اور اس آیت میں مطابقت یہ ہے کہ فیصلہ 15 شعبان المعظم کی رات ہوتا ہے اور شبِ قدر میں وہ فیصلہ ان فرشتوں کے حوالے کر دیا جاتا ہے جنہوں نے اس فیصلے کے مطابق عمل کرنا ہوتا ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لوگوں کے اُمور کا فیصلہ نصف شعبان المعظم کی رات کر دیا جاتا ہے اور شبِ قدر میں یہ فیصلہ ان فرشتوں کے سپرد کر دیا جاتا ہے جو ان اُمور کو سرانجام دیں گے''۔ (تفسیر صراط الجنان: ۱۷۵)

نصف شعبان المعظم کی رات آسمان دنیا سے ایک خاص اعلان کیا جاتا ہے چنانچہ مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب شعبان کی پندرہویں رات ہو تو رات کو جاگا کرو اور اس کے دن میں روزہ رکھو جب سورج غروب ہوتا ہے تو اس وقت سے اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف نزول رحمت فرماتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ ہے کوئی مغفرت طلب کرنے والا تا کہ میں اس کو بخش دوں، ہے کوئی رزق طلب کرنے والا تا کہ میں اس کو رزق دوں، ہے کوئی مصیبت زدہ تا کہ میں اس کو اس سے نجات دوں یہ اعلان طلوعِ فجر تک ہوتا رہتا ہے''۔ (ابن ماجہ: ۲/۱۶۰)

گویا نصف شعبان المعظم کی رات ایک عام اعلان کیا جاتا ہے کہ ہے کوئی مغفرت چاہنے والا، ہے کوئی رزق کا طلبگار، ہے کوئی غم کا مارا، ہے کوئی مصیبت زدہ آجاؤ در رحمت کھلا ہے، ندامت کے آنسو بہا کر، شرمندہ شرمندہ جبین نیاز کو اپنے مولا کی بارگاہ میں جھکا کر اپنی زندگی کو سنوارنے کے لئے دل سے پکار کہ اس کی رحمت کا دریا جوش میں ہے جو مانگے گا ملے پر تیری طلب سچی ہو، تیرا دل بغض و کینہ سے پاک ہو، شرک کے تعفن نے تجھے زہر آلود نہ کیا ہو، ماں باپ کو ستاتا بھی نہ ہو تو پھر دیکھ تیرے آنسوؤں کی لاج کا بھرم کس قدر رکھا جائے گا تیری مانگ کس طرح پوری ہوگی۔

ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک رات میں نے نبی کریم ﷺ کو نہ پایا، میں آپ ﷺ کی تلاش میں نکلی تو آپ ﷺ مجھے جنت البقیع میں مل گئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں رات آسمانِ دنیا پر تجلی فرماتا ہے، پس قبیلہ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ لوگوں کو بخش دیتا ہے۔ (ترمذی، ج2، ص183)

ایک روایت میں نبی کریم ﷺ نے سجدہ کی حالت میں ان الفاظ سے دعا فرمائی:

"اَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَاَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ جَلَّ ثَنَاؤُكَ لَا اَبْلُغُ الثَّنَاءَ عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ۔ اے اللہ! میں تیرے عذاب سے تیری معافی، تیری ناراضی سے تیری رضا اور تجھ سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں، تیری تعریف بلند ہے، میں تیری تعریف کا حق ادا نہیں کر سکتا، تیری حقیقی شان وہی ہے جو تُو نے خود بیان فرمائی۔" (تاریخ ابن عساکر: ۵۱/۷۳)

معمولات اولیائے کرام سے ہے کہ مغرب کے فرض و

سنت کے بعد چھ رکعت نفل دو دو رکعت کر کے ادا کئے جائیں، پہلی دو رکعتوں سے پہلے یہ نیت کیجئے: یا اللہ دو رکعتوں کی برکت سے مجھے درازی عمر بالخیر عطا فرما۔ دوسری دو رکعتوں میں یہ نیت فرمائیے یا اللہ ان دو رکعتوں کی برکت سے بلاؤں سے میری حفاظت فرما۔ تیسری دو رکعتوں کیلئے یہ نیت کیجئے یا اللہ ان دو رکعتوں کی برکت سے مجھے اپنے سوا کسی کا محتاج نہ کر۔

ان 6 رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد جو چاہیں وہ سورتیں پڑھ سکتے ہیں چاہیں تو ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد تین تین بار سورہ اخلاص پڑھ لیجئے۔ ہر دو رکعت کے بعد اکیس بار سورہ اخلاص یا ایک بار سورہ یٰسٓ شریف پڑھئے بلکہ ہو سکے تو دونوں ہی پڑھ لیجئے۔ (آقا کا مہینا، ص ۲۲)

اللہ تعالیٰ ہمیں شعبان المعظم کی تعظیم اور اس مبارک مہینہ میں کثرت سے عبادت کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

□□□

ص ۶ / کا بقیہ

یہاں سے معلوم ہوا کہ شبِ قدر میں صرف نماز ہی پڑھنا لازم نہیں بلکہ نماز، تلاوت قرآن اور تمام قسم کے ذکر اللہ کئے جائیں پھر نماز نفل کھڑے ہو کر پڑھی جائے یا بیٹھ کر ہر طرح فرشتوں کی دعائیں مل جاتی ہیں۔

وظیفہ شب قدر

"عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ عَلِمْتُ أَيُّ لَيْلَةٍ لَيْلَةُ الْقَدْرِ مَا أَقُوْلُ فِيهَا؟ قَالَ: قُوْلِيْ: اللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَهْ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ. روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ فرمائیے: اگر میں جان لوں کہ شب قدر کون سی رات ہے تو اس میں کیا پڑھوں فرمایا یہ عرض کرو الٰہی تو معاف فرمانے والا ہے معافی پسند کرتا ہے مجھے معافی دے دے، امام احمد، ابن ماجہ اور امام ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔"

ویسے تو قدر والوں کے لیے ہر شب ہی شبِ قدر ہے تاہم اس رات کی جداگانہ فضیلتیں ہیں، لہٰذا اس قدر والی رات کی قدر کرنے کی بھرپور کوشش کریں اور دارین کی سعادتوں سے بہرہ ور ہوں۔

□□□

ص 64 / کا بقیہ

پوکھریروی نے حواشی لگا کر کتب خانہ اہل سنت پیلی بھیت سے شائع کرایا۔ رسالے کے اخیر میں فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں اور مولانا دیدار علی الوری کے علاوہ متعدد علما کی تصدیقات درج ہیں۔" (صفحہ ۳۲۵)

قارئین! آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ پوکھریرا شریف اور پیلی بھیت کی طویل مسافت کے باوجود ان بزرگوں کی آپسی قربت والفت کتنی مستحکم تھی، آج رسل وسائل کی سہولت کے باجود عہد حاضر میں ایسی مخلصانہ عقیدت خال خال نظر آتی ہے۔

□□□

ص 91 / کا بقیہ

کوئی طاقت ہمیں توڑ سکتی نہیں
مطمئن ہم رہیں ان کے ہوتے ہوئے
کاش ہو فضلِ ربِّ عُلیٰ قبر میں
نعت ان کی پڑھیں ان کے ہوتے ہوئے
وجد کرتے ہوئے جانب خلد ہم
آؤ قدسی چلیں ان کے ہوتے ہوئے

ص 81 / کا بقیہ

ہے یعنی روپیہ ایک ہی ہے مگر اس ملک کے ایک روپے کی اتنی اہمیت ہے کہ ہمارے ملک کے سو روپے کے برابر ہے، یہ آپ مانتے ہو نا، دیوبندی بھی مانتے ہیں، بچوں نے کہا ہاں! تو پھر یہ ماننے میں دیوبندی کہاں مر گئے کہ میرے آقا سرکار کی ایک رکعت ساری امت کی تمام رکعتوں سے افضل ہے، بلا تمثیل میرے آقا ﷺ کی ایک رکعت پوری امت کی ساری رکعتوں سے بلاشبہ افضل ہوئی، مگر دیوبندیوں کی عقل بند ہے، آنکھ کان سب پر مہر لگی ہوئی ہے، اس طرح کے بے شمار مسکت جوابات ہیں، جب سوانح حیات چھپے گی تو نذر قرطاس کئے جائیں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

□□□

از: مولانا محمد تحسین رضا نوری*

شعبان المعظم میں رمضان المبارک کی تیاری کا حکم

رمضان المبارک ربِّ ذوالجلال کی جانب سے اپنے گناہگار بندوں کے لیے ایک تحفہ ہے، یہ ایک ایسا بابرکت مہینہ ہے جس کو نیکیوں کا سیزن کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا، کیوں کہ اس مہینہ میں رب تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں پر خاص فضل فرماتا ہے، اس کی تو ہر گھڑی رحمتوں اور برکتوں سے بھری ہوئی ہے، رمضان المبارک میں ہر نیکی کا ثواب ستر گنا یا اس سے بھی زیادہ ہے، نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب 70 گنا کر دیا جاتا ہے، اس مبارک مہینہ میں بندہ صوم وصلوٰۃ، عبادت وریاضت، صدقات وخیرات اور اعمال صالحہ کے ذریعہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو راضی کر کے سعادت ابدی کا مستحق ہو جاتا ہے، اس مبارک مہینہ کا ایک ایک سیکنڈ بیش قیمتی ہے، جس کی حفاظت ہر مومن پر لازم وضروری ہے۔

فضائل ماہ رمضان قرآن کریم سے

ربِّ کریم قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

"شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡهِ الۡقُرۡاٰنُ۔ رمضان المبارک کا وہ عظیم الشان مہینہ جس میں قرآن اترا۔"

اس آیت کریمہ سے رمضان المبارک کی عظمت ورفعت روشن وواضح ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں سال کے بارہ مہینوں میں صرف ماہ رمضان المبارک کا صراحتاً تذکرہ فرمایا۔ مزید اس مہینہ کی دو اور اہم ترین فضیلتیں ہیں، پہلی یہ کہ اس مہینہ میں قرآن اترا اور دوسری یہ کہ روزوں کے لئے اس مہینہ کا انتخاب ہوا۔

رمضان کی فضیلت احادیث کی روشنی میں

احادیث میں رمضان المبارک کے بے شمار فضائل موجود ہیں، جیسا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إذا دخل شهر رمضان فتحت أبواب السماء وغلقت أبواب جهنم وسلسلت الشياطين (وفي رواية) فتحت أبواب الرحمة۔ جب ماہ رمضان شروع ہوتا ہے تو آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔" (بخاری شریف)

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ رمضان المبارک کی آمد مومنوں کے لیے رب کا احسان عظیم ہے، کیوں کہ اس ماہ میں ہر طرح سے خیر ہی خیر ہے، بندہ با آسانی دل کھول کے اپنے رب کی عبادت و بندگی کر کے رضائے الٰہی حاصل کر سکتا ہے۔ کیوں کہ حدیث میں صراحتاً موجود ہے کہ ماہ رمضان کے آتے ہی شیاطین جکڑ دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، لہٰذا یہ مہینہ نیکیوں کا سیزن ہے اور اس سے فائدہ اٹھانا ہمارے لیے لازمی وضروری ہے۔

ایک اور حدیث ہے حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: بیشک جنت کو ابتدائی سال سے آخر سال تک رمضان المبارک کے لیے سجایا جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو مومن بندہ ثواب کی نیت سے رمضان کے مہینے میں روزہ رکھے گا اس کے اگلے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (بخاری شریف)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی

* مضمون نگار جامعہ فاطمہ شاہجہاں پور یوپی کے استاذ ہیں۔

اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے شیطانوں اور سرکش جنوں کو بیڑیاں پہنا دی جاتی ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور ان میں سے کوئی دروازہ کھولا نہیں جاتا اور جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں پس ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا۔ ایک ندا دینے والا پکارتا ہے: اے طالب خیر! آگے آ، اے شر کے متلاشی! رک جا اور اللہ تعالیٰ کئی لوگوں کو جہنم سے آزاد کر دیتا ہے، ماہ رمضان کی ہر رات یونہی ہوتا رہتا ہے۔ (ترمذی شریف)

غنیۃ الطالبین میں ہے کہ حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری روز خطبہ ارشاد فرمایا کہ: اے لوگو! تمہارے قریب بڑا برکت والا مہینہ آ رہا ہے یہ ایسا مہینہ ہے جس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے روزوں کو فرض کیا اور اس کی رات کے قیام میں جس نے ایک فرض ادا کیا اس نے ستر فرض ادا کیے۔ (مشکوٰۃ)

رمضان المبارک کی راتوں میں قیام

قیام رمضان کی فضیلت سے متعلق حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"من قام رمضان، إيمانا واحتسابا، غفر له ما تقدم من ذنبه۔ جس نے رمضان میں بحالتِ ایمان ثواب کی نیت سے قیام کیا تو اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیئے گئے۔" (بخاری شریف)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ علیہ اس حدیثِ پاک کی وضاحت میں لکھتے ہیں: رمضان میں روزوں کی برکت سے گناہ صغیرہ معاف ہو جاتے ہیں اور تراویح کی برکت سے گناہِ کبیرہ ہلکے پڑ جاتے ہیں اور شبِ قدر کی عبادت کی برکت سے درجے بڑھ جاتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح)

رمضان المبارک میں نوافل کا ثواب فرض نماز کے برابر ہو جاتا ہے۔ تو گویا کہ ایک نفل نماز پڑھنے کا مطلب ہے ایک فرض کو ادا کرنا۔ اس لیے رمضان المبارک میں کثرت سے نوافل کا اہتمام کرنا چاہیے۔ تراویح تو عام طور پر لوگ پڑھتے ہیں۔ ان کے علاوہ تہجد کے وقت دو یا چار نفل ضرور پڑھ لیں اور مغرب کی سنتوں کے بعد دو یا چھ نوافل کا اہتمام کرنے کی کوشش کریں، ساتھ ہی اشراق کی نماز کو کم از کم رمضان المبارک میں اپنا معمول بنا لیں۔ ان کے علاوہ بھی حسب موقع اور سہولت نوافل کا اہتمام کرنا چاہیے، قرآن کریم کی تلاوت کریں، اپنے اکثر اوقات رب العالمین کی عبادت و بندگی میں گزاریں۔

شب قدر کی راتوں میں جاگ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں، نوافل پڑھیں، جن کی قضا نمازیں باقی ہیں وہ اپنی قضا نمازیں ادا کریں۔ شب قدر میں نفل نمازوں کے متعلق فقیہ ابو اللّیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: شب قدر کی کم سے کم دو، زیادہ سے زیادہ ہزار اور درمیانی تعداد 100 رکعتیں ہیں، جن میں قراءت کی درمیانی مقدار یہ ہے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ایک مرتبہ سورہ قدر پھر تین بار سورہ اخلاص پڑھے اور ہر دو رکعت پر سلام پھیر کر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دورد پاک پڑھے۔ (روح البیان)

شب قدر کی راتوں میں یہ دعا کثرت سے پڑھیں: اللهم انک عفو كريم تحب العفو فاعف عنى۔ اے اللہ! بے شک تو معاف فرمانے والا، کرم کرنے والا ہے، تو معاف کرنے کو پسند فرماتا ہے تو میرے گناہوں کو بھی معاف فرما دے۔ (ترمذی، ج5 ص306، حدیث 3524)

رمضان المبارک میں نماز تہجد کا خاص اہتمام کریں

رمضان یہ ایک ایسا بابرکت مہینہ ہے جس کو نیکیوں کا سیزن کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا، کیوں کہ اس مہینہ میں رب تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں پر خاص فضل فرماتا ہے، اس کی ہر ہر گھڑی رحمتوں اور برکتوں سے پر ہے، رمضان المبارک میں ہر نیکی کا ثواب ستر گنا یا اس سے بھی زیادہ ہے، نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب 70 گنا اور ایک روایت کے مطابق 700 گنا زیادہ کر دیا جاتا ہے۔

اس مبارک مہینہ میں بندہ صوم وصلوٰۃ، عبادت وریاضت،

صدقات وخیرات اور اعمال صالحہ کے ذریعہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو راضی کر کے سعادت ابدی کا مستحق ہو جاتا ہے۔ ویسے تو عبادت و ریاضت، ذکر وتلاوت ہر وقت کرنی ہی چاہیے، لیکن رمضان المبارک میں اس کے خاص اہتمام کی بہت ساری وجوہات ہیں کہ اس کا ثواب مزید بڑھا دیا جاتا ہے۔ لہٰذا جتنا ہو سکے فرائض وواجبات کے ساتھ ساتھ سنن ونوافل کا بھی خاص خیال رکھیں اور ڈھیر ساری نیکیوں کے مستحق بنیں۔

رمضان المبارک میں ہر شخص سحری کے وقت اپنی میٹھی میٹھی نیند قربان کر کے اللہ ورسول (عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم) کی رضا وخوشنودی کے لیے بیدار ہوتا ہے۔ کیوں کہ جب ہم اللہ تعالیٰ کو راضی کر لیں گے تو آخرت کی ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی عیش و عشرت اور راحت وآرام میں بسر کریں گے۔

یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ نے اپنے تمام شعبہ ہائے زندگی معاشرت ومعیشت، غمی وخوشی، تنگ دستی وفراوانی اور اپنی حرکات وسکنات اور نشست وبرخاست کے ہر وقت اور ہر لمحہ میں اس عظیم مقصد (یعنی رضائے الٰہی) کو اپنے سامنے رکھا اور اس کے اختیار کرنے میں ہمیشہ کوشاں رہے۔ وہ دُنیوی کاروبار، زراعت وتجارت، صنعت وحرفت وغیرہ بہت سے کام بھی کرتے تھے، لیکن ان کے دل ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی محبت والفت میں مست وسرشار رہتے اور کسی وقت بھی اُس کی یاد سے غافل نہیں رہتے تھے اور رب العالمین کی رضا وخوشنودی حاصل کرنے کا رمضان سے بہتر کوئی مہینہ نہیں۔

علاوہ رمضان کے رات کے اس پہر بیدار رہنا بہت مشکل ہے، یہ موقع صرف رمضان ہمیں دیتا ہے کہ رات کے آخری پہر بندہ بیدار ہو کر روزہ رکھتا ہے، تو کیوں نہ ہم دس پندرہ منٹ پہلے اٹھیں اور حتی المقدور 2 رکعت یا 8 رکعت نماز تہجد ادا کریں اور رب کے حضور استغفار کریں، اپنے اور عالم اسلام کے مسلمانوں کے حق میں فلاح وبہبودی کی دعا کریں کیوں کہ قرآن وحدیث میں نماز تہجد کی بے شمار فضائل مرقوم ہیں۔

جیسا کہ ربِّ ذوالجلال ارشاد فرماتا ہے:

" تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔ (الم السجدہ) اُن کی کروٹیں جدا ہوتی ہیں خواب گاہوں سے اور اپنے رب کو پکارتے ہیں ڈرتے اور اُمید کرتے اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے کچھ خیرات کرتے ہیں۔" (ترجمہ کنزالایمان)

اور ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا: وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔ (بنی اسرائیل)

اسی طرح کثرت سے احادیث مبارکہ میں بھی تہجد کے فضائل مرقوم ہیں، جیسا کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنت میں بالاخانے ہیں جن کے بیرونی حصے اندر سے اور اندر کے حصے باہر سے نظر آتے ہوں گے۔ ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم، یہ کس کے لئے ہوں گے؟ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اچھی گفتگو کرے، کھانا کھلائے، ہمیشہ روزہ رکھے اور رات میں نماز ادا کرے جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ (ترمذی)

ایک اور مقام پر نبی رحمت، جان عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: لوگ قیامت کے دن ایک میدان میں جمع کیے جائیں گے تو ایک پکارنے والا پکارے گا، وہ لوگ کہاں ہیں جن کے پہلو اپنی خواب گاہوں سے الگ رہتے تھے؟ چنانچہ وہ لوگ کھڑے ہو جائیں گے اور وہ تھوڑے ہوں گے اور وہ جنت میں بغیر حساب داخل ہوں گے، پھر باقی تمام لوگوں کو حساب کی (جگہ کی) طرف جانے کا حکم دیا جائے گا۔ (شعب الایمان)

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رات میں قیام کو اپنے اوپر لازم کر لو کہ یہ اگلے نیک لوگوں کا طریقہ ہے اور تمہارے رب کی طرف قربت کا ذریعہ اور گناہوں کو مٹانے والا اور گناہ سے روکنے والا ہے۔ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص رات میں بیدار

ہو اور اپنے اہل خانہ کو جگائے پھر دونوں دو دو رکعت پڑھیں تو کثرت سے یاد کرنے والوں میں لکھے جائیں گے۔ (مستدرک)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم، مجھے کوئی ایسا کام ارشاد فرمائیے جسے میں اختیار کروں تو جنت میں داخل ہوجاؤں، ارشاد فرمایا: سلام کو عام کرو، کھانا کھلاؤ، رشتہ داروں سے نیک سلوک کرو، رات میں نماز پڑھو جب لوگ سوتے ہوں تو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہوجاؤ گے۔ (مستدرک)

محترم قارئین! ذرا غور کریں کہ جس نماز کی اتنی فضیلت احادیث میں وارد ہوئی ہے کہ غیر رمضان میں بھی جس کو پڑھنے سے بندہ اجر عظیم کا مستحق ہوجاتا ہے، پھر رمضان میں ادا کرنے پر (جس میں نفل کا ثواب فرضوں کے برابر دیا جاتا ہے) ثواب کا عالم کیا ہوگا۔ لہٰذا اس مبارک موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیں، بلکہ اس سے خوب استفادہ کریں، اپنے خالق و مالک کو راضی کر کی سعادت ابدی کے مستحق بنیں، توبہ واستغفار، صلوٰۃ وتسبیح اوراد ووظائف، صدقات وخیرات اور عبادات نافلہ پر سختی سے عمل پیرا رہیں، جملہ اعمال قبیحہ، خاص کر جھوٹ، غیبت، چغلی، سود خوری، زنا کاری جیسے فسق وفجور سے دور رہیں اور ان تمام کبیرہ گناہوں سے اللہ پاک کی پناہ طلب کریں۔ اپنے لیے اور عالم اسلام کے مسلمانوں کے لیے خصوصی دعا کریں۔

ربِّ کریم ہمیں خوب خوب رمضان المبارک کی رحمتوں، برکتوں اور نعمتوں سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے، گناہوں سے بچنے اور لوگوں کی مدد کرنے کی ہمت عطا فرمائے، آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

□□□

ص ۳۰ رکا بقیہ ....

"إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا - [الفتح:1] اے نبی ﷺ، ہم نے تم کو کھلی فتح عطا کر دی۔"

اس موقع پر آپ ﷺ اپنی مبارک زبان سے یہ کہتے جاتے تھے:

"وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا- [الاسراء:81] ترجمہ: اور فرماؤ حق آیا اور باطل مٹ گیا، بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا۔" (کنزالایمان)

ایک صحابی رسول عبد اللہ بن رواحہ نعتیہ اشعار پڑھ رہے تھے، آج مکہ پر ستارہ صبح طلوع ہوا ہے، آج ہمارے درمیان ہمارے نبی ﷺ ہیں جو خدا کی کتاب کی آیات تلاوت کرتا ہے، آج ہم ان سے بدلہ لیں گے جنہوں نے ہمارے نبی ﷺ کو جلا وطنی پر مجبور کیا تھا۔ رسول رحمت ﷺ نے فرمایا: نہیں آج اہلِ مکہ کو امن وآزادی کی بشارت ملنے والی ہے۔

آپ نے عام معافی کا اعلان فرمایا، عام معافی کے اعلان نے دشمنوں پر ایسے اثرات ڈالے کہ وہی خون کے پیاسے دین کے بدترین دشمن سب آپ پر ایمان لے آئے، آپ پر جان چھڑکنے لگے، ایسے پاکباز اور خدا ترس اور ایسے عاشق رسول بن گیے کہ تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی، یہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق کریمانہ تھا، لہٰذا ہم تمام امتیوں کو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتے ہوئے حسن اخلاق اور عفو ودرگزر کو اختیار کرنا چاہیے، اللہ ہم تمام کو توفیق رفیق عطا فرمائے، آمین۔

□□□

دوست واحباب کو ترغیب دیں

یہ شمارہ آپ کو کیسا لگا؟ ہمیں اپنے تأثرات ضرور لکھیں، آپ کے تأثرات ماہنامہ سنی دنیا کے صفحات کی زینت بنیں گے۔

کیا آپ نے اپنے دوست واحباب سے سنی دنیا کے تعلق سے اپنے تأثرات کا اظہار کیا؟ اگر نہیں تو ضرور بتائیں اور انھیں ماہنامہ کا ممبر بننے کی ترغیب بھی دیں، یہ دینی ودنیوی معلومات کا بے مثل خزانہ اور مرکز اہل سنت بریلی شریف کا ترجمان ہے۔

اگر آپ کاروباری ہیں تو رسالہ میں اس کا اشتہار دے کر اپنے کاروبار کو ترقی بھی دے سکتے ہیں۔

از: حافظ افتخار احمد قادری*

رمضان المبارک کی اہم تاریخیں

ماہ رمضان المبارک کے فضائل وکمالات کا مطالعہ کرنے کے بعد بخوبی اندازہ ہوجاتا ہے کہ یہ کتنا عظیم مہینہ ہے۔ جہاں یہ ماہ مبارک اپنے اندر بے شمار خوبیاں رکھتا ہے وہیں اس ماہِ مبارک کی فضیلت اس سے بھی عیاں ہے کہ جن نفوسِ قدسیہ نے بڑی محنت ومشقت کے ساتھ اسلام کی عظیم دولت ہم تک پہنچائی، جن کے مسلمانانِ عالم پر بے شمار احسانات ہیں ان کے وصال کی تاریخیں بھی اس ماہِ مبارک میں آتی ہیں۔ اس ماہِ مبارک کی ان مبارک تاریخوں میں عاشقانِ نفوسِ قدسیہ ان کا ذکر خیر کرنے کے لیے محافل ومجالس کا انعقاد کرکے ان کی یاد تازہ کرتے ہیں اوران کی ارواح کو ایصالِ ثواب کرتے ہیں۔

حضرتِ علی شیر خدا

ماہ رمضان المبارک کی 21/ تاریخ آپ کی شہادت سے متعلق ہے۔ آپ کی حیاتِ طیبہ پر چند سطور سپردِ قرطاس کررہا ہوں، قارئین ان کا مطالعہ کریں اور ان سیرت کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کریں۔ آپ کا نام "علی بن ابی طالب" اور کنیت "ابوالحسن" اور" ابوتراب" ہے۔ آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب کے صاحبزادے ہیں یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں۔ آپ کی والدہ محترمہ کا اسم گرامی فاطمہ بنت اسد بن ہاشم ہے اور یہ پہلی ہاشمی خاتون ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا اور ہجرت فرمائی۔ (تاریخ الخلفاء)

حضرتِ علی کرم اللہ وجہ الکریم نوعمر لوگوں میں سب سے پہلے اسلام سے مشرف ہوئے۔ جب آپ ایمان لائے اس وقت آپ کی عمر دس سال تھی بلکہ بعض لوگوں کے قول کے مطابق نول سال اور بعض کہتے ہیں کہ آٹھ سال اور کچھ اس سے بھی کم بتاتے ہیں اور سرکارِ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری بریلوی" تنز یہہ المکانتہ الحید ریہ" میں تحریر فرماتے ہیں؛ کہ بوقت اسلام آپ کی عمر آٹھ دس سال تھی۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اللہ رب العزت کے حکم کے مطابق مکہ معظّمہ سے مدینہ منورہ کی ہجرت کا ارادہ فرمایا تو حضرتِ علی کرم اللہ وجہ الکریم کو بلا کر فرمایا کہ مجھے اللہ رب العزت کی طرف سے ہجرت کا حکم ہو چکا ہے لہٰذا میں آج مدینہ روانہ ہو جاؤں گا۔ تم میرے بستر پر میری سبز رنگ کی چادر اوڑھ کر سورہو تمہیں کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ قریش کی ساری امانتیں جو میرے پاس رکھی ہوئی ہیں ان کے مالکوں کو دے کر تم بھی مدینہ چلے آنا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم فرماتے ہیں کہ میں رات بھر آرام سے سویا، صبح اٹھ کر لوگوں کی امانتیں ان کے مالکوں کو سونپا شروع کیا اور کسی سے نہیں چھپا، اسی طرح مکہ مکرمہ میں تین دن رہا پھر امانتوں کو ادا کرنے کے بعد میں بھی مدینہ منورہ کی طرف چل پڑا، راستہ میں بھی کسی نے مجھ سے کوئی تعارض نہ کیا، یہاں تک کہ میں قبا پہنچا۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرتِ کلثوم رضی اللہ عنہا کے مکان میں تشریف فرما تھے میں بھی وہیں ٹھہر گیا۔ (سیرتِ مصطفیٰ)

حضرتِ علی کرم اللہ وجہ الکریم کی فضیلت میں بہت سی احادیثِ مبارکہ وارد ہیں بلکہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں؛ جتنی احادیث آپ کی فضیلت میں ہیں کسی اور صحابی کی فضیلت میں اتنی احادیث نہیں ہیں۔ بخاری ومسلم میں حضرتِ سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ کو مدینہ طیبہ میں رہنے کا حکم فرمایا اور اپنے ساتھ نہیں لیا تو اُنہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے یہاں عورتوں اور بچوں پر

* مضمون نگار کریم گنج، پورن پور، ضلع پیلی بھیت، یوپی کے متوطن ہیں۔

اپنا خلیفہ بنا کر چھوڑے جاتے ہیں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ میں تمہیں اس طرح چھوڑے جاتا ہوں جس طرح حضرتِ موسیٰ علیہ السلام حضرتِ ہارون علیہ السلام کو چھوڑ گئے البتہ فرق اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (بخاری شریف، جلد 1، صفحہ 526)

مطلب یہ ہے کہ جس طرح حضرتِ موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر جانے کے وقت چالیس دن کے لئے اپنے بھائی حضرتِ ہارون علیہ السلام کو بنی اسرائیل پر اپنا خلیفہ بنایا تھا، اسی طرح جنگ تبوک کی روانگی کے وقت میں تم کو اپنا خلیفہ اور نائب بنا کر جا رہا ہوں، لہٰذا جو مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک حضرت ہارون علیہ السلام کا تھا وہی مرتبہ ہماری بارگاہ میں تمہارا ہے۔ اس لئے اے علی! تمہیں خوش ہونا چاہیے۔ تو ایسا ہی ہوا کہ اس خوش خبری سے حضرتِ علی کرم اللہ وجہ الکریم کو تسلی ہو گئی۔

حضرتِ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے علی کو برا کہا تو تحقیق کہ اس نے مجھ کو برا کہا۔ (مشکوۃ شریف، 526)

یعنی حضرتِ علی کرم اللہ وجہ الکریم کو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنا قرب اور نزدیکی حاصل ہے کہ جس نے ان کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کی گویا اس نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی و بے ادبی کی۔ خلاصہ یہ ہے کہ ان کی توہین کرنا حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی و توہین کرنا ہے، حضرتِ علی کرم اللہ وجہ الکریم نے 17 رمضان المبارک 40ھ کو علی الصبح بیدار ہو کر اپنے بڑے صاحبزادے حضرتِ امام حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آج رات خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی امت نے میرے ساتھ کج روی اختیار کی ہے اور سخت نزع برپا کر دیا ہے۔

تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ظالموں کے لیے دعا کرو، تو میں نے اس طرح دعا کی؛ یا الہ العالمین! تو مجھے ان لوگوں سے بہتر لوگوں میں پہنچا دے اور میری جگہ ان لوگوں پر ایسا شخص مسلط کر دے جو برا ہو، ابھی آپ یہ بیان فرما ہی رہے تھے کہ ابن نباح مؤذن نے آواز دی "الصلوٰۃ الصلوٰۃ" حضرتِ علی کرم اللہ وجہ الکریم نماز پڑھنے کے لئے گھر سے چلے، راستے میں لوگوں کو نماز کے لیے آواز دے دے کر آپ جگاتے جاتے تھے کہ اتنے میں ابنِ ملجم آپ کے سامنے آ گیا اور اس نے اچانک آپ پر تلوار کا بھرپور وار کیا۔ وار اتنا سخت تھا کہ آپ کی پیشانی کنپٹی تک کٹ گئی اور تلوار دماغ پر جا کر ٹھہری، شمشیر لگتے ہی آپ نے فرمایا: رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ (تاریخ الخلفاء)

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہ

امہاتُ المومنین رضی اللہ عنہن کے فضائل ومناقب میں بہت سی آیات واحادیث ہیں۔ حضرتِ سیدتنا خدیجہ رضی اللہ عنہ عنہا حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلی رفیقہ حیات ہیں، آپ خاندان قریش کی بہت ہی معزز اور نہایت ہی دولت مند خاتون تھیں۔ آپ کی پاکدامنی اور پارسائی کی بنا پر آپ کو "طاہرہ" کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ آپ نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق وعادات اور جمال صورت و کمال سیرت کو دیکھ کر خود ہی حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی رغبت ظاہر کی اور پھر باقاعدہ نکاح ہو گیا۔ حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرتِ جبرئیل علیہ السلام اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور عرض کیا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ خدیجہ ہیں جو آپ کے پاس ایک برتن لے کر آ رہی ہیں جس میں کھانا ہے۔ جب یہ آپ کے پاس آ جائیں تو آپ ان سے ان کے رب کا اور میرا سلام کہہ دیں اور ان کو یہ خوشخبری سنا دیں کہ جنت میں ان کے لیے موتی کا ایک گھر بنا ہے جس میں نہ کوئی شور ہو گا نہ کوئی تکلیف ہو گی۔

(بخاری شریف، جلد 1، صفحہ 539)

اسی طرح ایک اور روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے حضرتِ خدیجہ رضی اللہ عنہ کی بہت زیادہ تعریف سنی تو انہیں غیرت آ گئی اور انہوں نے یہ کہہ دیا کہ اب تو اللہ تعالیٰ نے آپ

کو ان سے بہتر بیوی عطا فرمادی، یہ سن کر آپ نے ارشاد فرمایا! نہیں۔ خدا کی قسم خدیجہ سے بہتر مجھے کوئی بیوی نہیں ملی۔ جب سب لوگ مجھے جھٹلارہے تھے اس وقت انہوں نے میری تصدیق کی اور جس وقت کوئی شخص مجھے کوئی چیز دینے کے لیے تیار نہ تھا اس وقت خدیجہ نے مجھے اپنا سارا مال دے دیا اور انہیں کے شکم سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد عطا فرمائی۔ (سیرتِ مصطفیٰ)

حضرتِ خدیجہ رضی اللہ عنہا پچیس سال تک حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گزاری سے سرفراز رہیں، ہجرت سے تین برس قبل پینسٹھ برس کی عمر پا کر ماہ رمضان المبارک میں مکہ مکرمہ میں آپ نے وفات پائی۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کے مشہور قبرستان حجون (جنت المعلیٰ) میں خود بنفس نفیس ان کی قبر میں اتر کر اپنے مقدس ہاتھوں سے ان کو سپردِ خاک فرمایا۔ چونکہ اس وقت تک نمازِ جنازہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا، اس لیے آپ نے ان کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی۔ 10 رمضان المبارک آپ کی وفات کا دن ہے۔ اس روز ان کی یادوں کو تازہ کریں اور ان کی روح مقدسہ کو ایصالِ ثواب کرنے کا اہتمام کریں۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نورِ نظر اور دخترِ نیک اختر ہیں۔ آپ چھ برس کی تھیں جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت کے دسویں سال ماہ شوال المکرم میں ہجرت سے تین سال قبل نکاح فرمایا اور شوال المکرم 02ھ میں مدینہ منورہ کے اندر یہ کاشانہ نبوت میں داخل ہوئیں اور نو برس تک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے سرفراز رہیں۔ ازواجِ مطہرات میں یہی کنواری تھیں اور سب سے زیادہ بارگاہِ نبوت میں محبوب ترین بیوی تھیں، حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جن وجوہات کی بنیاد پر دیگر ازواجِ مطہرات پر فضیلت حاصل ہے وہ یہ ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کے سوا کسی دوسری کنواری عورت سے نکاح نہیں فرمایا۔

آپ کے سوا ازواجِ مطہرات میں سے کوئی بھی ایسی نہیں جن کے ماں باپ دونوں مہاجر ہوں۔ اللہ رب العزت نے آپ کی برآت اور پاکدامنی کا بیان قرآن مجید میں فرمایا۔ نکاح سے پہلے حضرتِ جبرئیل علیہ السلام نے ریشمی کپڑے میں لا کر آپ کی صورت حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھلا دی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین راتیں آپ کو دیکھتے رہے۔ آپ اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے پانی لے کر غسل کیا کرتے تھے، یہ شرف ازواجِ مطہرات میں سے کسی اور کو نہیں حاصل ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ تہجد پڑھا کرتے تھے اور آپ ان کے آگے سوئی ہوتی تھیں۔

ازواجِ مطہرات میں سے کوئی اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کریمانہ محبت سے سرفراز نہیں ہوئیں۔ آپ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک ہی لحاف میں سوئی ہوتیں اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر خدا کی وحی نازل ہوتی رہتی۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت آپ کا سر مبارک حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حلق اور سینے کے درمیان تھا اس حالت میں آپ کا وصال ہوا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ کی قبر مبارک خاص آپ کے گھر میں بنی ہے۔ (سیرتِ مصطفیٰ)

فقہ وحدیث کے علوم میں ازواجِ مطہرات کے اندر آپ کا درجہ بہت ہی بلند ہے۔ دو ہزار دو سو دس احادیثِ مبارکہ آپ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہیں۔ آپ کی روایت کی ہوئی احادیث میں سے ایک سو چوہتر حدیثیں ایسی ہیں جو بخاری و مسلم دونوں کتابوں میں ہیں اور چون حدیثیں ایسی ہیں جو صرف بخاری شریف میں ہیں اور اڑسٹھ حدیثیں وہ ہیں جن کو صرف امام مسلم نے اپنی کتاب صحیح مسلم میں تحریر کیا ہے، ان کے علاوہ باقی حدیثیں احادیث کی دوسری کتابوں میں مذکور ہیں۔

علم طب اور مریضوں کے علاج ومعالجہ میں بھی آپ کو کافی مہارت حاصل تھی۔ حضرتِ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک دن حیران ہو کر حضرتِ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ اے اماں جان! مجھے اس بات پر بہت ہی حیرانی ہے کہ آخر یہ طبی معلومات اور علاج ومعالجہ کی مہارت

آپ کو کہاں سے اور کیسے حاصل ہوگئی؟ یہ سن کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی آخری عمر میں اکثر علیل ہو جایا کرتے تھے اور عرب و عجم کے اطبا آپ کے لیے دوائیں تجویز کرتے تھے اور میں ان دواؤں سے آپ کا علاج کرتی تھی اس لیے مجھے طبی معلومات بھی حاصل ہوگئیں۔ (سیرتِ مصطفیٰ)

عبادت میں بھی آپ کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ آپ کے بھتیجے حضرتِ امام قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہم کا بیان ہے کہ حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روزانہ بلاناغہ نمازِ تہجد پڑھنے کی پابند تھیں اور اکثر روزہ دار بھی رہا کرتی تھیں۔ سخاوت اور صدقات وخیرات کے معاملے میں بھی تمام امہاتُ المومنین میں خاص طور پر ممتاز تھیں۔ ام درہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی اس وقت ایک لاکھ درہم کہیں سے آپ کے پاس آئے آپ نے اسی وقت ان سب درہموں کو لوگوں میں تقسیم کر دیا اور ایک درہم بھی گھر میں باقی نہیں چھوڑا، اس دن وہ روزہ دار تھیں۔ (تواریخ حبیب الہ)

17 رمضان المبارک شب سہ شنبہ 57ھ یا 58ھ میں مدینہ منورہ کے اندر آپ کا وصال ہوا۔ حضرتِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور آپ کی وصیت کے مطابق رات میں لوگوں نے آپ کو جنت البقیع کے قبرستان میں دوسری ازواجِ مطہرات کی قبروں کے پہلو میں دفن کیا۔ (سیرتِ مصطفیٰ)

حضرتِ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

رمضان المبارک مسلمانوں کے لیے جہاں اس لیے محترم ہے کہ اس میں رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوتا ہے اور اللہ رب العالمین کی خصوصی توجہ اس میں دنیا والوں پر ہوتی ہے۔ اس کی برکت سے جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، اس کے صدقے میں اللہ رب العزت کی خصوصی رحمتیں اور مغفرتیں ہمیں ملتی ہیں وہیں اس لیے بھی یہ ماہ مبارک ہمارے لیے قابلِ قدر و یادگار ہے کہ اس ماہِ مبارک کی تین تاریخ میں حضرت خاتونِ جنت سیدتنا فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا کا وصال با کمال ہوا۔

خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کا مقام مرتبہ کیا ہے اور کتنا عظیم رتبہ ہے یہ کسی پر مخفی نہیں۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے؛ ترجمہ: تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت۔ (شوریٰ 23)

یعنی اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ لوگوں سے کہہ دیجئے کہ میں نے تمہارے مابین جو رشد و ہدایت کی ہے اور تمہیں ظلمات کفر سے نکال کر اسلامی انوار سے منور کیا ہے، اس پر مجھے تمہاری اجرت نہیں چاہیے ہاں اتنا مطالبہ ضرور ہے کہ میرے قریبی رشتہ داروں سے محبت رکھنا، اُنہیں کوئی ایزا و تکلیف نہ پہنچانا، اس سے معلوم ہوا کہ اہل بیت اطہار کی محبت فرائضِ دینیہ میں سے ہے۔

حضرتِ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نے ایک مرتبہ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قربی سے مراد کون لوگ ہیں؟ تو آپ نے فرمایا "علی فاطمہ اور ان کے بیٹے" لہٰذا! معلوم ہوا کہ حضرتِ سیدتنا فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہ کی محبت مطلوب مصطفیٰ بھی ہے اور مرضی خدا بھی، اسی لئے تمام مسلمانوں پر ضروری ہے کہ ان کی محبت دل میں بسائے رکھیں اور ان کی شان میں ادنی سی بے ادبی سے بھی بچیں، اللہ رب العزت ہم سب کو ہمیشہ ان کے محبین میں رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرتِ سیدتنا فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ صاحبزادی ہیں جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب تھیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ لاڈلی شہزادی فاطمہ کے نام اور زہرہ و بطول کے لقب سے جانی جاتی ہیں۔ حضرتِ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہ کے بطن مبارک سے آپ کی ولادت ہوئی، آپ کی ولادت کی تاریخ میں علمائے مؤرخین نے اختلاف کیا ہے، کسی نے کہا ہے کہ اعلان نبوت کے پہلے سال پیدا ہوئیں، کسی نے کہا کہ اعلان نبوت سے ایک سال قبل ان کی ولادت ہوئی جبکہ علامہ ابنِ جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کہنا ہے کہ اعلان نبوت سے پانچ سال قبل ان کی پیدائش ہوئی۔

پندرہ برس کی عمر میں جنگ احد کے بعد یا پہلے آپ کا نکاح

مولائے کائنات حضرتِ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ الکریم سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کر دیا، حضرتِ سیدتنا فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہ کو جب یہ معلوم ہوا تھا کہ وہ حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں داخل کر دی گئی ہیں تو رونے لگیں تھیں، پھر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا اے فاطمہ! واللہ میں نے تمہارا نکاح ایسے شخص سے کر دیا ہے جس کا علم سب سے زیادہ ہے، جو علم میں سب سے افضل ہے، جو سب سے پہلے اسلام لانے والا ہے۔ جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں جنازہ کھلالے جانے کو ناپسند کرتی ہوں، اس پر حضرت اسماء نے عرض کیا اے بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے سرزمین حبشہ میں ایک طریقہ دیکھا ہے کہ جنازہ کی چارپائی پر درخت کی شاخیں ڈال کر اس پر کپڑا ڈال دیتے ہیں۔

حضرتِ سیدتنا فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہ کو یہ طریقہ پسند آ گیا، تو اُنہوں نے فرمایا جب میری وفات ہو جائے تو تم اور حضرتِ علی مل کر مجھے غسل دینا اس کے علاوہ کوئی اور داخل نہ ہو۔ چناچہ ایسا ہی کیا گیا۔ حضرت سیدتنا فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہ اسلام کی وہ پہلی ہستی ہیں جن کے جنازے کو اوپر سے ڈھانپ کر لے جایا گیا جبکہ ان سے پہلے جنازہ کو چارپائی پر رکھ کر ایک چادر ڈال دیتے تھے اور جنازہ کھلا جاتا تھا۔

وصال نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے چھ ماہ بعد 3 رمضان المبارک 11ھ منگل کی رات کو جب آپ نے داعئ اجل کو لبیک کہا: اس وقت آپ کی عمر مبارک تیس سال تھی۔ حضرتِ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ الکریم نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور آپ کی وصیت کے مطابق رات میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ حضرتِ علی، حضرتِ عباس اور حضرتِ فضل بن عباس رضی اللہ عنہم نے آپ کو قبر میں اتارا، آپ جنت البقیع شریف میں مدفون ہیں۔

خاص کر ماہ رمضان المبارک کی 3 تاریخ کو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہزادی پاک کی بارگاہ میں خراجِ عقیدت پیش کریں اور ان کی محبت نیز اہل بیت اطہار و ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن اجمعین کی محبت سے اپنے سینے سرشار رکھیں اور ان کی محبت و الفت ہی میں آخرت کی بھلائی سمجھیں اور ہر اس شخص سے محبت رکھیں جو ان کا محب ہو اور جو ان سے بغض و عداوت رکھتا ہو اس سے کنارہ کشی اختیار کریں اور کبھی بھی ان مقدس بیبیوں کے تعلق سے بے ادبی کا ادنیٰ لفظ بھی اپنی زبان پر نہ آنے دیں، اللہ رب العزت ہم سب کو ان کے فیوض و برکات سے مالامال فرمائے اور مزکورہ باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

□□□

ص ۳۲ کا بقیہ

اس کے برعکس خوشحال خاندان اپنی جھوٹی شان، سماجی مقابلہ بازی اور نام نہاد معیار کے چکر میں اتنی تاخیر کر دیتے ہیں کہ دیکھتے ہی دیکھتے عمر ڈھل جاتی ہے اور ہزاروں بچیاں سنِ یاس کو پہنچ جاتی ہیں جس کا ازالہ پھر ممکن نہیں رہتا۔

ایسے والدین کو چاہیے کہ وہ لمحہ بھر رک کر یہ سوچیں کہ آیا وہ اپنی بچیوں کے ساتھ واقعی خیر خواہی کر رہے ہیں یا نادانستہ طور پر انہیں آزمائشوں کے دہانے پر کھڑا کر رہے ہیں۔ تاریخ اور معاشرہ دونوں اس بات کے گواہ ہیں کہ شادی میں غیر ضروری تاخیر نے نہ جانے کتنے گھروں کو بربادی، بدنامی اور ندامت کے اندھیروں میں دھکیل دیا ہے۔

عقل مندی یہی ہے کہ آگ لگنے سے پہلے اس کی تدبیر کر لی جائے کیونکہ جب نقصان ہو چکتا ہے تو صرف افسوس باقی رہ جاتا ہے۔ اسی لیے دل سے نکلنے والی یہ صدا ہر ماں باپ کے لیے ہے کہ وہ اپنی بچیوں کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈریں، ان کی جوانی، عزت اور مستقبل کو محض دنیاوی خواہشات کی بھینٹ نہ چڑھائیں۔ یاد رکھیے! آج جو گھر جل رہا ہے ضروری نہیں کہ کل وہ آپ کا نہ ہو۔ عبرت کی آنکھ کھول کر دیکھنے والا ہی حقیقت کو پہچان پاتا ہے۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہر بیٹی کا نصیب اچھا فرمائے۔ صالح، دیندار اور بااخلاق شریکِ حیات عطا کرے، والدین کو درست فیصلے کرنے کی توفیق دے اور ہمارے معاشرے کو فتنوں سے محفوظ رکھے، آمین۔

□□□

از: حافظ محمد ہاشم قادری مصباحی *

فتح مکہ

دشمنوں کے ساتھ رحمت عالم ﷺ کا اخلاقِ کریمانہ

اللہ رب العزت کے لیے ہی تمام تعریف ہے جو تمام کائنات کا رب ہے، اسی نے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیے انبیائے کرام کو مبعوث فرمایا تا کہ وہ اللہ کی کتاب کے احکام لوگوں کو بتائیں۔ مقصد یہ تھا کہ اللہ کے دین کی سربلندی قائم ہو اور لوگ یہ نہ کہہ سکیں کہ انہیں پتا نہیں چلا کہ اللہ کی عبادت و فرماں برداری کیسے کی جاتی ہے۔ دنیا میں بہت سے پیغمبر آئے، انہوں نے اللہ کے بندوں تک اس کا پیغام پہنچایا اور اپنی زندگی کا عملی نمونہ پیش کیا، مگر کچھ عرصے بعد ان کی تعلیمات ختم ہوگئیں، یا ان میں بہت سی غلط باتوں کی آمیزش ہوگئی اور ان کی زندگی و تعلیمات کو لوگ بھلا بیٹھے۔

لیکن یہ امتیاز و اعجاز صرف رحمت للعالمین ﷺ کو حاصل ہے کہ آپ کا لایا ہوا پیغام قرآن مجید اسی شکل میں حرف بہ حرف محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گا، اسی طرح آپ کی حیات طیبہ بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ آپ کی زندگی کا ہر پہلو جزویات تک آپ کی سیرت میں موجود ہے، آپ کی سیرت پر اتنی زیادہ کتابیں اور مضامین لکھے گیے ہیں کہ ان کا شمار ممکن نہیں، قرآن مجید میں آپ کے اعلیٰ اخلاق کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے:

"وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ۔ [القلم:4] ترجمہ: اور بے شک تمہاری خو (خلق) بڑی شان کی ہے۔" (کنز الایمان)

آپ ﷺ کے طریقے کو اللہ تعالیٰ نے اسوۂ حسنہ قرار دیا، چناں چہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: (ترجمہ) بے شک تمہارے لیے اللہ کے رسول (ﷺ) ایک بہترین نمونہ ہے، اس کے لیے جو اللہ اور یوم آخر کا امیدوار ہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرے، اس میں شک نہیں کہ آپ کی زندگی انسانیت کے لیے ایک نمونۂ کامل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو رحمت للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ ﷺ کی خوبیوں کو قرآن کریم میں بیان فرمایا۔ بے شمار خوبیوں میں رحمت للعالمین ہونا یہ سبھی کے لیے باعث رحمت وافتخار ہے۔

وہ ہر عالم کی رحمت ہیں کسی عالم میں رہ جاتے
یہ ان کی مہربانی ہے کہ یہ عالم پسند آیا

اپنے حبیب ﷺ کے بارے میں رب نے فرمایا:

"وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ۔ [الأنبياء:107]

ترجمہ: اور ہم نے تمہیں نہیں بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔" (کنز الایمان)

صحیح مسلم میں ہے کہ: ایک موقع پر اصحابِ رسول ﷺ نے عرض کیا کہ آپ ان کافروں کے لیے بددعا کیجیے، آپ ﷺ نے فرمایا میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا ہوں بلکہ رحمت وہدایت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ آپ ﷺ کی نجی زندگی کا ایک پہلو یہ ہے کہ آپ اپنے متعلقین اور اصحاب کے ساتھ ساتھ غیروں کے ساتھ بھی لطف وکرم، محبت ومؤدت اور نرمی کا برتاؤ کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے مزاج میں سختی نام کی کوئی چیز نہ تھی۔

یہاں تک کہ آپ اپنے دشمنوں پر شفقت ومحبت سے پیش آتے۔ سیرت رسول میں بہت سے واقعات موجود ہیں۔ بخاری شریف تیسری جلد باب المغازی میں ہے، حضور ﷺ ایک جنگ سے واپس آئے اور ایک ببول کے درخت کے سایہ میں قیلولہ فرمانے لگے۔ اتنے میں ایک اعرابی آیا۔ آپ ﷺ کی آنکھ کھلی تو دیکھا اعرابی تلوار کھینچے ہوئے سرہانے کھڑا ہے اور کہہ رہا ہے "**من یمنعک منی**" آپ کو ہم سے کون بچائے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" مجھے اللہ تعالیٰ بچائے گا۔ اس کے بعد اس کے ہاتھ سے

* مضمون نگار مسجد ہاجرہ رضویہ، اسلام پور جمشید پور کے امام وخطیب ہیں۔

تلوار گر گئی اور حضور ﷺ نے تلوار اٹھائی اور فرمایا: اب تو بتا کہ تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟ پھر وہ کانپنے لگا اور لرزنے لگا اور حضور ﷺ سے معذرت خواہ ہوا، پھر حضور ﷺ نے اسے چھوڑ دیا اور معاف فرمادیا۔ اس کے بعد وہ اپنی قوم میں گیا اور کہنے لگا؛ میں تمہارے پاس سب سے بہتر شخص کے پاس سے آیا ہوں، اور ایک روایت میں ہے کہ اس شخص نے آپ ﷺ کے اخلاقِ کریمانہ اور شانِ عفوو درگزر سے متاثر ہوکر اسلام قبول کرلیا اور اسی کے سبب بہت سے افراد نے اسلام قبول کیا۔"

سیرت رسول ﷺ میں ایسے انمول واقعات بہت سے ہیں، اسلام آپ ﷺ کے اخلاق وعفوو درگزر سے پھیلا ہے، تلوار کے زور سے نہیں۔ آپ ﷺ کی نرم مزاجی اور عفوو درگزر کو قرآن کریم نے جابجا بیان کیا ہے اور اس وصف، خوبی کو اللہ تعالیٰ نے رحمت قرار دیا ہے۔ ارشاد باری ہے:

"فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ۔ [آل عمران:159] ترجمہ: تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب! تم ان کے لیے نرم دل ہوا اور اگر تند مزاج، سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہوجاتے تو تم انہیں معاف فرماؤ۔" (کنزالایمان)

فتح مکہ کون نہیں جانتا کہ اس دن رسول اللہ ﷺ کا عفوو درگزر کتنا اعلیٰ تھا، تمام تاریخوں میں اس واقعہ کو آپ پائیں گے، صحابہ نے فرمایا: آج بدلہ لینے کا دن ہے۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: آج معاف کرنے کا دن ہے اور آپ نے عام معافی کا اعلان فرمایا۔ آپ کے اس معافی کا اثر یہ ہوا کہ کثیر تعداد میں لوگوں نے جوق درجوق اسلام میں داخل ہوکر کلمۂ توحید پڑھا۔ یہ تھا آپ کا اخلاقِ کریمانہ۔

بیعت رضوان

فتح مکہ کی بنیاد تو بیعت رضوان یعنی صلح حدیبیہ کے دن ہی پڑ گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فتح کی بشارت سنائی:

"إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا۔ [الفتح:1] ترجمہ: اے نبی ﷺ، ہم نے تم کو کھلی فتح عطا کردی۔"

آگے اور ارشاد باری ہے:

"لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا۔ [الفتح:18] ترجمہ: بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے تو اللہ نے جانا جو ان کے دلوں میں ہے تو ان پر اطمینان اتارا اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا۔" (کنزالایمان)

صلح حدیبیہ دس سال کے لیے ہوئی تھی۔ مگر 630ء عیسوی کے بالکل شروع میں مشرکین مکہ کے اتحادی قبیلہ بنو بکر نے مسلمانوں کے اتحادی بنوخزاعہ پر حملہ کیا اور کئی آدمی قتل (شہید) کردیئے۔ اسی دوران مکہ کے مشرکینِ قریش نے چہروں پر نقاب ڈال کر بنو بکر کی مدد کی مگر یہ بات راز نہ رہ سکی۔ یہ صلح حدیبیہ کا اختتام تھا۔ مسلمان اس وقت تک بہت طاقتور ہوچکے تھے۔ ابوسفیان نے بھانپ لیا تھا کہ اب مسلمان اس بات کا بدلہ لیں گے، اس لیے اس نے صلح کو جاری رکھنے کی کوشش کی، مدینہ طیبہ کا دورہ کیا۔ ابوسفیان اپنی بیٹی ام حبیبہ کے گھر پہنچا، جو اسلام لے آئی تھیں اور حضور ﷺ کی زوجہ تھیں۔ جب وہ بستر پر بیٹھنا چاہا تو حضرت ام حبیبہ نے بستر اور چادر کو لپیٹ دیا اور ابوسفیان کو بیٹھنے نہ دیا۔ اس نے حیران ہوکر پوچھا کہ بستر کیوں لپیٹا گیا تو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ آپ مشرک ہیں اور ناپاک ہیں اس لیے میں نے مناسب نہ سمجھا کہ آپ رسول اللہ ﷺ کی جگہ بیٹھیں۔ ابوسفیان نے حضور ﷺ سے صلح کی تجدید کے لیے رجوع کیا، رسول اللہ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔

اسی دوران قبیلہ بنوخزاعہ کے لوگوں نے حضور ﷺ سے مدد کی فریاد کی۔ بنوخزاعہ حضور ﷺ کے پاس اپنے ایک شاعر عمرو ابن خزاعہ کو بھیجا جس نے دردناک اشعار پڑھے اور بتایا کہ وہ "وتیرہ" کے مقام پر رکوع وسجود میں مشغول تھے، تو مشرکین مکہ

نے ان پر حملہ کر دیا اور ہمارا قتل عام کیا۔حضور ﷺ نے کہا ہم تمہاری مدد کریں گے۔

جنگ کی تیاری

حضور ﷺ نے روانگی کا مقصد بتائے بغیر اسلامی فوج کو تیار کیا اور مدینہ وقریبی قبائل کے لوگوں کو بھی ساتھ ملالیا۔لوگوں کے خیال میں صلح حدیبیہ ابھی قائم تھی، اس لیے کسی کے گمان میں نہ تھا کہ یہ تیاری مکہ جانے کے لیے ہے، حضور ﷺ نے مدینہ سے باہر جانے والے تمام راستوں میں نگرانی بٹھا دیا تاکہ یہ خبر قریش مکہ کے جاسوس باہر نہ لے جاسکیں۔حضور ﷺ نے دعا فرمائی کہ خدایا! آنکھوں اور خبروں کو قریش سے پوشیدہ کر دے تاکہ ہم اچانک ان کے سروں پر ٹوٹ پڑیں۔10/رمضان 8ھ کو روانگی ہوئی۔کسی کو معلوم نہ تھا کہاں جانا ہے۔تیز رفتاری سے ایک ہفتہ کے اندر مدینہ سے مکہ کا فاصلہ طے ہو گیا۔مکہ سے کچھ فاصلے پر" مرالظہران" کے مقام پر لشکرِ اسلام خیمہ زن ہو گیا، لوگوں کو معلوم ہو چکا تھا کہ مکہ کا ارادہ ہے، جنگ تو ہوئی نہیں۔

مختصراً حوال یہ ہیں کہ مرالظہران کے مقام پر حضور ﷺ نے تاکید فرمائی، لشکر کو بکھیر (پھیلا) دیا جائے اور آگ جلائی جائے تاکہ قریش مکہ یہ سمجھیں کہ لشکر بہت بڑا ہے اور بری طرح ڈر جائیں اور اس طرح شاید بغیر خون ریزی کے مکہ فتح ہو جائے، یہ تدبیر کارگر رہی۔مشرکین کے سردار ابوسفیان نے دور سے لشکر اسلام کو دیکھا، اس سے ایک شخص نے کہا کہ شاید یہ بنوخزاعہ کے لوگ ہیں جو بدلہ لینے آئے ہیں۔ابوسفیان نے کہا نہیں ان کے پاس اتنے لوگ کہاں، ابوسفیان حضور ﷺ سے پناہ لینے کے لے آپ کے چچا حضرت عباس کی پناہ میں چل پڑا۔

کچھ لوگوں نے اسے مارنا چاہا مگر چوں کہ عباس بن عبدالمطلب نے پناہ دے رکھی تھی، اس لیے باز آئے، آقا ﷺ نے کہا کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ایک خدا کو تسلیم کرو اور تم یہ جانو کہ میں خدا کا پیغمبر ہوں۔اس پر ابوسفیان نے کہا مجھے اس میں تردد ہے کہ آپ رسول ہیں۔اس کو پناہ دینے والے عباس بن مطلب سخت ناراض ہوئے۔فرمایا اگر تو اسلام نہ لایا تو تیری جان کی ضمانت نہیں، حضور ﷺ نے پورے لشکر کو اس کے سامنے سے گزارا، اس پر ہیبت بیٹھ گئی، مرعوب ہو گیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابوسفیان لوگوں کو اطمینان دلا سکتا ہے کہ جو کوئی اس کی پناہ میں آجائے امان پائے گا، جو شخص اپنے ہتھیار رکھ کر اس کے گھر چلا جائے، دروازہ بند کر لے یا مسجد الحرام میں پناہ لے وہ سپاہِ اسلام سے محفوظ رہے گا۔اس کے بعد ابوسفیان کو رہا کر دیا گیا، جس کا فائدہ یہ ہوا کہ اس نے مکہ جا کر اسلامی لشکر کی عظمت بتا کر مکہ والوں کو خوب ڈرایا۔حضور نے لشکر کو چار دستوں میں تقسیم کیا اور مختلف سمتوں سے شہر میں داخل ہونے کا حکم دیا اور تاکید کی کہ جو تم سے لڑے اس کے علاوہ کسی سے جنگ نہ کرنا۔چاروں طرف سے شہر گھر گیا اور مشرکین کے پاس ہتھیار ڈالنے کے علاوہ کوئی راستہ نہ بچا، صرف ایک چھوٹے سے گروہ نے لڑائی کی جس میں صفوان بن امیہ بن ابی خلف اور عکرمہ بن ابی جہل شامل تھے۔ان کا ٹکراؤ خالد بن ولید کی قیادت والے دستہ سے ہوا۔مشرکین کے 28/آدمی انتہائی ذلت سے مارے گئے۔

لشکر اسلام انتہائی فاتحانہ طریقہ سے شہر مکہ میں داخل ہوا، جہاں سے آٹھ سال پہلے حضور ﷺ کو ہجرت کرنا پڑی تھی۔کچھ آرام کے بعد حضور ﷺ مجاہدین کے ہمراہ کعبہ کی طرف روانہ ہوئے۔کعبہ پر نظر پڑتے ہی گھوڑے پر سواری کی ہی حالت میں حجر اسود کو بوسہ دیا، آپ ﷺ تکبیر بلند کرتے تھے اور لشکر اسلام آپ ﷺ کے جواب میں تکبیر بلند کرتا، کعبہ میں داخل ہونے کے بعد آپ ﷺ نے تمام تصاویر کو نکال دیا، جس میں حضرت ابراہیم کی تصویر بھی شامل تھی اور تمام بتوں کو توڑ دیا، آپ ﷺ نے حضرت علی ابن ابی طالب کو اپنے مبارک کاندھوں پر سوار کیا اور بتوں کو توڑنے کا حکم دیا اور اپنے ہاتھوں سے بھی توڑتے رہے، یہاں تک کہ کعبہ کو شرک کی تمام غلاظتوں سے پاک کر دیا۔

فتح مکہ بھی ماہ رمضان جیسے مبارک مہینے میں ہوا، 20/رمضان المبارک 8/ہجری بمطابق جنوری 630 عیسوی کو ہوا۔اللہ سبحانہ تعالی نے فتح مکہ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

بقیہ ص ۲۲/پر

اہل بیت اور حضرت فضہ کے تین روزے اور عجیب وغریب افطار

از: عبد الوحید قادری*

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں آپ فرماتے ہیں کہ حضرت اِمام حسن وحضرت اِمام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیمار ہوئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام کی جماعت کے ساتھ عیادت کے لئے تشریف لے گئے، حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم وحضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وحضرت فضہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تین روزوں کی نذر مانی دونوں شہزادے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بہت جلد صحت یاب ہو گئے تو اُن پانچوں حضرات نے روزے رکھ لئے مگر کاشانہ مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم میں اُس دِن کھانے کے لئے کُچھ بھی نہیں تھا، حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم خیبر کے شمعون یہودی کے پاس گئے اور تین صاع جَو بطورِ قرض لے آئے، خاتونِ جنت حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک تہائی حصہ جَو اپنے ہاتھ سے پیسا اور پانچ آدمیوں کے حساب سے روٹیاں تیار فرمالیں اور افطار کے وقت کھانا سامنے لاکر رکھ دیا، ابھی روزہ افطار کرنے کی تیاری ہی تھی کہ اچانک کاشانۂ علی پر کوئی آواز دیتا ہے:

"اے اہلِ بیت رسولُ اللہ! میں مسکین مسلمان ہوں، بھوکا ہوں، اللہ تعالیٰ کے نام پر کچھ کھانا دے دو۔"

یہ سن کر اُن مقدس حضرات نے وہ ساری روٹیاں اُس مسکین کو دے دیں اور خود پانی پی کر روزہ افطار کرلیا۔

دوسرے روز پھر روزہ رکھا اور تہائی جَو کی روٹیاں بنائیں اور جب افطار کرنے بیٹھے تو پھر دروازے پر دستک ہوئی اور کوئی آواز دینے والا آواز دے رہا ہے کہ اہلِ بیت رسولُ اللہ! میں یتیم ہوں، بھوکا ہوں، مجھے اللہ تعالیٰ کے لئے کُچھ کھانا دے دو، اُن حضرات نے پھر تمام روٹیاں اُس یتیم کو دے دیں اور خود پانی پی کر روزہ افطار کرلیا۔

تیسرے روز پھر روزہ رکھا اور بقیہ جَو پیس کر روٹیاں بنائیں کہ اچانک کاشانہ مولا علی پر پھر ایک سائل نے آواز دی اے اہلِ بیت رسولُ اللہ میں اسیر (قیدی) ہوں، بھوکا ہوں، اللہ تعالیٰ کے لئے کُچھ کھانا دے دو، تیسرے روز بھی اُن حضرات نے تمام کی تمام روٹیاں اُس قیدی کو دے دیں اور خود پانی پی کر روزہ افطار کرلئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ ہماری نذر پوری ہوگئی۔

چوتھے روز صبح اُٹھے، مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے حضرت امام حسن وحضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہاتھ پکڑا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، دونوں شہزادے بھوک کی شدت کی وجہ سے کانپ رہے تھے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دیکھا تو بہت رنج پیدا ہوا، پھر حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے کاشانہ پر تشریف لے گئے تو اُس وقت حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نماز پڑھ رہی تھیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دیکھا تو بے قرار ہوگئے، یہاں تک کہ آنکھیں اشک بار ہوگئیں، اُسی وقت حضرت جبریل امین علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسولَ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ کے اہلِ بیت کو مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شان میں اپنے مقدس کلام میں فرمارہا ہے

"یُوۡفُوۡنَ بِالنَّذۡرِ وَ یَخَافُوۡنَ یَوۡمًا کَانَ شَرُّہٗ مُسۡتَطِیۡرًا وَ یُطۡعِمُوۡنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسۡکِیۡنًا وَّ یَتِیۡمًا وَّ اَسِیۡرًا، اِنَّمَا نُطۡعِمُکُمۡ لِوَجۡہِ اللّٰہِ لَا نُرِیۡدُ مِنۡکُمۡ جَزَآءً وَّ لَا شُکُوۡرًا۔

(پارہ سورہ الدہر رکوع 19 آیت 7 تا 9) ترجمہ کنز الایمان: اپنی منتیں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی پھیلی ہوئی ہے اور کھانا کھلاتے ہیں بقیہ ص ۳۴ پر

* مضمون نگار پرسونا، اترولہ، بلرامپور، یوپی کے متوطن ہیں۔

لڑکیوں کی جلد شادی کی ترغیب کیوں ضروری ہے؟

از: حافظ افتخار احمد قادری*

اسلام ایک ایسا دین فطرت ہے جو انسانی زندگی کے ہر مرحلے میں توازن، پاکیزگی اور تحفظ کو مقدم رکھتا ہے۔ اس نے نہ صرف عبادات کا جامع نظام عطا کیا بلکہ معاشرت، خاندانی نظام اور اخلاقی قدروں کی بھی ایسی مضبوط بنیاد رکھی جو ہر دور میں انسانیت کے لیے رحمت ثابت ہو۔ نکاح اور شادی بھی اسی فطری نظام کا ایک نہایت اہم اور حساس حصہ ہے۔ بالخصوص جب معاملہ اولاد خصوصاً بیٹیوں کا ہو تو والدین پر اس کی ذمہ داری اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ والدین کی جانب سے اکثر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ بچیوں کی شادی میں جلدی کرنے کی آخر ضرورت ہی کیا ہے؟ کیا تعلیم، معاشی استحکام اور سماجی حیثیت کو دیکھنا ضروری نہیں؟ بظاہر یہ سوال معقول محسوس ہوتا ہے لیکن اگر ہم شریعتِ اسلامیہ، سیرتِ نبوی ﷺ اور عصر حاضر کے حالات پر گہری نظر ڈالیں تو یہ حقیقت پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ بلاوجہ تاخیر دراصل خیر نہیں بلکہ کئی فتنوں اور آزمائشوں کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق جب لڑکی سنِ بلوغت کو پہنچ جائے اس کے لیے نکاح کی صلاحیت پیدا ہو جائے اور اللہ تعالیٰ اسباب مہیا فرما دے تو والدین پر لازم ہے کہ وہ اس فریضے کو اولین ترجیح دیں۔ خاص طور پر آج کے دور میں جب فتنوں کا سیلاب امڈ آیا ہے، بے حیائی عام ہے، اخلاقی قدریں زوال کا شکار ہیں اور گناہ تک پہنچنے کے راستے نہایت آسان ہو چکے ہیں، ایسے میں بچیوں کی شادی میں غیر ضروری تاخیر نہایت خطرناک نتائج کا سبب بن سکتی ہے۔

رسولِ اکرم ﷺ نے اس معاملے میں امت کو نہایت واضح اور دوٹوک رہنمائی عطا فرمائی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب تمہارے پاس کسی ایسے شخص کی طرف سے نکاح کا پیغام آئے جس کے دین اور اخلاق سے تم راضی ہو تو اس سے نکاح کر دو، اگر تم نے ایسا نہ کیا تو زمین میں فتنہ و فساد برپا ہو جائے گا۔" (مشکوٰۃ شریف)

یہ حدیث پاک ایک انتباہ ہے کہ نکاح میں تاخیر معاشرے کے بگاڑ کا ذریعہ بن جاتا ہے، افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ معاشرے میں دین اور اخلاق کے بجائے دولت، منصب، ڈگری، پیشہ، گاڑی اور کوٹھی کو معیار بنا لیا گیا ہے۔ والدین دیندار اور صالح رشتوں کو اس لیے رد کر دیتے ہیں کہ لڑکا ڈاکٹر نہیں، انجینئر نہیں یا مالی اعتبار سے ان کے تصوراتی معیار پر پورا نہیں اترتا، حالانکہ تجربہ شاہد ہے کہ محض مال و دولت پر قائم ہونے والے رشتے اکثر دیرپا ثابت نہیں ہوتے جبکہ دین داری، اخلاق اور خوفِ خدا پر قائم گھرانے مشکلات میں بھی مضبوط رہتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے عورت سے نکاح کے حوالے سے جو اصول بیان فرمایا وہ قیامت تک کے لیے رہنمائی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ عورت سے چار چیزوں کی بنا پر نکاح کیا جاتا ہے: مال، خاندان، حسن اور دین، پھر تاکید فرمائی کہ دین والی کو ترجیح دو یہی کامیابی کا راستہ ہے۔ یہ ارشاد اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ دین کو پسِ پشت ڈال کر کیے گئے فیصلے وقتی چمک تو رکھتے ہیں مگر انجام کے اعتبار سے خسارے کا سودا ہوتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ غریب اور متوسط طبقے کے لوگ وسائل کم ہونے کے باوجود اپنی بچیوں کی شادی نسبتاً جلد کر دیتے ہیں۔ اگر اسباب مکمل نہ بھی ہوں تو وہ صاحب خیر حضرات کے تعاون سے، سادگی اختیار کر کے اور توکل علی اللہ کے ساتھ اس ذمہ داری سے سبکدوش ہو جاتے ہیں۔

بقیہ ص ۲۷ ر پر

*مضمون نگار کریم گنج، پورن پور، ضلع پیلی بھیت، یوپی کے متوطن ہیں۔

از: مولانا محمد زاہد علی مرکزی *

ملک میں بہت کچھ عجیب ہو رہا ہے

منظر نامہ (1)

آسام کے وزیر اعلیٰ ہیمنت بسوا شرما الگ ہی امداز اپنائے ہوئے ہیں کھلے عام مسلمانوں کے چار پانچ لاکھ ووٹ کاٹنے کی بات کرتے ہیں۔ کھلے عام مسلمانوں کو پریشان کرنے کی بات اور اپیل کرتے ہیں کہ اگر کوئی مسلمان رکشے والا پانچ روپیہ مانگے تو اسے چار روپیہ ہی دو۔ جی اس سے بھی نہیں بھرا تو پھر دو مسلمانوں پر بندوق سے نشانہ سادھتے ہوئے ویڈیو عام کیا جاتا ہے جسے بی جے پی اپنے اکاؤنٹ سے ریلیز کرتی ہے اور ہنگامہ ہونے پر ڈلیٹ کرتی ہے۔

منظر نامہ (2)

اتر پردیش میں ہر گاؤں قصبے میں بی ایل او کو فارم 7 پرنٹ کرا کر دیے جا رہے ہیں اور لوگوں کے نام کاٹنے کو لے کر دھمکیاں دی جا رہی ہیں، بی ایل او انکار کر رہے ہیں تو نوکری جانے کی بات کی جا رہی ہے۔ ایک نہیں ایسے کئی ویڈیوز آڈیوز سوشل میڈیا پر گردش میں ہیں لیکن کسی پر کوئی کارروائی نہیں ہونا، ڈرافٹ لسٹ 6 فروری کو آنا تھی جسے آگے بڑھا دیا گیا ہے۔

منظر نامہ (3)

پارلیمنٹ میں راہل گاندھی کو بولنے نہیں دیا جا رہا ہے اور اسپیکر اوم برلا کہتے ہیں کہ وزیر اعظم کو پارلیمنٹ میں آنے سے میں نے روکا تھا کیوں کہ کانگریس کی خواتین سانسدان پر حملہ کر سکتی تھیں۔ مطلب کچھ بھی، اب اگر پارلیمنٹ ہی محفوظ نہیں تو پھر ملک کی بات کیا کہنا! کل ایک خاتون اسپیکر نے پہلے راہل گاندھی کو بولنے کی اجازت دی اور پھر بی جے پی وزرا کے اشارے کئے جانے پر یہ کہتے ہوئے منع کر دیا کہ آپ کا میرے پاس کوئی نوٹس نہیں ہے اس لیے نہیں بول سکتے۔

اس کے بعد مرکزی وزیر کرن رجی جو نے تو کمال ہی کر دیا وہ بولے کہ " اسپیکر اوم برلا سے بولنے کے متعلق بات تو ہوئے ہے لیکن سارے لوگوں کے اتفاق کے ساتھ، نیز اس بات کا کوئی ایگریمنٹ نہیں ہوا کہ آپ بولیں گے، لو بھیا! اب سنسد میں بولنے کے لیے اراکین پارلیمنٹ کو ایگریمنٹ کرانا ہوگا، ویسے کانگریس اور حزب اختلاف کی یہ حالت دیکھ کر ان پر ترس آ رہا ہے کہ جو بے چارے مسلمانوں کے معاملات میں نہیں بولنا چاہتے اب انھیں پارلیمنٹ میں اپنی بات کہنے کے لیے بھی ایگریمنٹ کرانا ہوگا۔

منظر نامہ (4)

اکثر دیکھا جاتا ہے کہ نہایت ہی سنگین معاملات میں صوبائی ہائی کورٹ کے علاوہ سپریم کورٹ بھی از خود نوٹس لے لیتا ہے مگر مسلمانوں کے خلاف دھرم سنسد، مہا پنچایت اور وزیر اعلیٰ جیسے اہم عہدوں پر بیٹھے افراد پر کوئی نوٹس نہیں لیتا، مطلب آپ کسی لسٹ میں ہیں ہی نہیں۔

منظر نامہ (5)

فی الحال پورے حزب اختلاف میں بنگال کی ممتا بنرجی ہی دکھائی دے رہی ہیں اور کچھ حد تک کامیاب بھی ہیں۔ ای ڈی کے ہاتھوں سے فائلیں چھین لینا ہو یا الیکشن کمیشن کے خلاف کورٹ جانا ہر جگہ ممتا، ممتا زا یکشن میں دکھ رہی ہیں، سپریم کورٹ میں فی الحال انھیں ایک کامیابی بھی ملی ہے کہ بنگال ایس آئی آر میں بنگال کا ہی ہیڈ ہوگا، ابھی تک گجرات سے آفیسر آتے تھے لیکن یہاں ایسا نہیں ہوگا۔

منظر نامہ (6)

راہل، اکھلیش، تیجسوی تو کمروں میں بیٹھ کر ہی سیاست کر رہے ہیں، بہار کے بڑبولے نیتا پپو یادو ایک تیس سال قبل کے

* مضمون نگار تحریک علمائے بندیل کھنڈ کے چیئرمین ہیں۔

معاملے میں اٹھا لیے گئے ہیں۔ کچھ نیتا کہ رہے ہیں کہ اب تیجسوی کا نمبر ہے آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا؟ بہرحال ابھی نفسی نفسی کا عالم ہے کوئی کسی کا پرسان حال نہیں ہے جو ہو رہا ہے اسے ہر کوئی ٹھیک ہی مان رہا ہے کہیں کوئی شنوائی نہیں ہے۔ ہاں ناامید نہیں ہونا۔ ہمارے ساتھ ساتھ بہت لوگ ڈوب رہے ہیں، جو کل تک مزے لیتے تھے آج ان کے گھروں تک آگ پہنچ گئی ہے۔ امید رکھیے محمد دیپک جیسے لوگ ہی اس نفرت کو کم کریں گے، شروعات ہوگئی ہے قافلہ بڑھ رہا ہے ان شاء اللہ نتیجے بھی بہتر ہوں گے، اللہ کے قریب رہیے دعائیں کرتے رہیے کب رحمت کا جھونکا آجائے کہا نہیں جاسکتا۔

□□□

ص ۳۱ رکا بقیہ ....

اُس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو اُن سے کہتے ہیں ہم تمہیں خاص اللہ تعالیٰ کے لئے کھانا دیتے ہیں تم سے کوئی بدلہ یا شکر گزاری نہیں مانگتے۔

(تفسیر کبیر عربی الجزء التاسع والعشر ون صفحہ 24)

یہ سخاوت ہے اہلِ بیت رسول اللہ کی، کہ تین دِن تک لگا تار صرف پانی سے افطار کرلیا اور اپنے حصّے کی تمام روٹیاں سائل کو دے دیں لیکن سائل کو واپس نہیں کیا۔

□□□

جماعت رضائے مصطفٰے

یہ اعلیٰ حضرت کی قائم فرموہ ایک روشن تاریخ کی حامل جماعت ہے، جس کی نشاۃ ثانیہ حضور تاج الشریعہ قدس سرہ العزیز کے ہاتھوں ہوئی۔

برادران اہل سنت اپنے اپنے علاقے میں اس کی شاخیں قائم کریں، اس عظیم جماعت کے ممبر بنیں اور مرکز سے جڑ کر اپنی ملّی و مذہب خدمات انجام دیں اور کامیابیوں سے ہمکنار رہوں۔

مزید معلومات کیلئے 7055078621 پر رابطہ کریں۔

ص ۳۵ رکا بقیہ ....

خانہ جنگی سے فرصت ہی نہیں ہے، کوئی کسی کو اپنا پیشوا اور رہنما ماننے کو تیار نہیں، آخر کب تک ہم یہ در در کی ٹھوکریں کھائیں گے؟ آخر کب ہم بیدار ہوں گے اور اپنے حق کی آواز اٹھائیں گے؟

ہم ہندی حکومت سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ ہند میں امن و امان قائم کریں، مذہبی دیوار کو توڑ کر حق و سچ کے ساتھ فیصلہ کریں، جگہ جگہ ہو رہے ظلم و بربریت پر شکنجہ کسیں اور شرری وفسادی لوگوں کو سخت سزا دی جائے، اللہ تعالیٰ ہمیں استقامت عطا فرمائے، صحت منداور سکون کی زندگی عطا فرمائے، آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

□□□

ص 94 رکا بقیہ ....

اعلیٰ حضرت ریسرچ سینٹر تشریف لے گئے اور دُعا کے ذریعہ سینٹر کا افتتاح فرمایا، اس موقع پر سینٹر اور بیرونی کشادہ شاہراہ شرکا سے پُر تھی، شب دیر گئے حضور قائدملت ہزاروں سنی نوجوانوں کو دُعائیں دے کر عازم ممبئی ہوئے، بلاشبہ حضرت کا یہ دورہ یادگار اور روح پرور رہا جس کے اثرات عاشقانِ رسول مدتوں محسوس کریں گے، انتظامی امور کو غلام مصطفیٰ رضوی، فرید رضوی، معین پٹھان رضوی، نعیم رضوی، شاداب رضوی، یاسین رضوی، آصف رضوی، سعد رضوی، شہزاد برکاتی، شعیب رضوی و دیگر احباب نے انجام دیا۔

رپورٹ: نوری مشن مالیگاؤں

قارئین کرام توجہ فرمائیں

ادارہ ہر ماہ پابندی کے ساتھ آپ کو رسالہ بھیجتا ہے مگر ڈاک کی لاپرواہی کی وجہ سے کچھ لوگوں کو رسالہ نہیں پہنچ پاتا، ایسے ممبران سے التماس ہے کہ ہمیں فون کر کے مطلع فرمائیں تاکہ محکمۂ ڈاک میں شکایت کر کے رسالہ پہنچایا جاسکے۔

8755096981 پر ہمیں ضرور مطلع فرمائیں۔

از: مولانا محمد تحسین رضا نوری*

جب قانون خاموش ہو جائے

عدالت، پارلیامنٹ، پولس اہلکاروں اور وکیلوں کے چیمبر میں رکھے قوانین کے ضخیم دفتر یہ بتاتے ہیں کہ قدیم ہندوستان میں راجاؤں اور بادشاہوں کی سالہا سال کی ریاستیں اور حاکمانِ دورِ جدید کی حکومتیں ایک نظام اور ضابطہ کے تحت چلتی آئی ہیں۔ جب تک قوانین کی پاسداری اور عدل وانصاف زندہ رہتا ہے تب تک ملک میں امن وامان اور دلوں میں محبتیں باقی رہتی ہیں اور جب انصاف اور اصول وقوانین اور قومی وملی مفاد کی خاطر قوانین کے ساتھ کھلواڑ کیا جاتا ہے تب تب قوم میں خوف وہراس، ظلم و بربریت، اضطراب و بے چینی اور جرائم پیش آنے لگتے ہیں۔

موجودہ ہندوستان کی صورتِ حال سے یہ بخوبی ظاہر ہے کہ آج یہ عزیز ملک کس طرف جا رہا ہے، یہاں بھائی چارگی سے رہنے والے اور محبت ومودت، اتفاق واتحاد کا درس دینے والے لوگ آج کس تیزی سے مذہبی بنیادوں پر پھیلی نفرتی گرداب میں پھنستے جا رہے ہیں، کل تک جو لوگ ایک آنگن میں کھیل کر ایک ساتھ بڑے ہوئے آج وہی ایک دوسرے کو نگاہ نفرت ورمیدگی سے دیکھ رہے ہیں، آپسی تہواروں میں شرکت، شادی پارٹیوں میں شمولیت اور ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہونے والے لوگوں کے بیچ میں آج مذہبی دیوار کھڑی کر دی گئی ہے، لوگ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں، کہیں ٹوپی دیکھ کر مارا جا رہا ہے تو کہیں نام پوچھ کر قتل کیا جا رہا ہے۔ بستی بستی بے خوف تجارت کرنے والے تاجرین آج دہشت وہیبت سے لرزہ براندام ہیں۔

فسادی قسم کے آوارہ لوگ جگہ جگہ دنگا بھڑکانے کا کام کرتے ہیں، یہ فتنہ وفساد پھیلانے والے لڑکے اس قدر شتر بے مہار ہوتے جا رہے ہیں کہ کہیں ہاسپٹل میں ڈیلیوری کے سلسلے میں آئی نقاب پوش خاتون کے پیٹ پر لات ماری جا رہی ہے تو کہیں نام پوچھ کر مسلم لڑکے کو ڈنڈوں اور لاٹھیوں سے پیٹا جا رہا ہے، کہیں خود صوبائی وزیر اعلیٰ مسلم نقاب پوش خاتون کا نقاب کھینچتا ہے تو کہیں بنگلہ دیشی مسلم کہہ کر کسی تاجر کو موت کی نیند سلایا جا رہا ہے۔

وہیں مساجد ومدارس پر آئے دن قسم قسم کی پابندیاں عائد کی جا رہی ہیں، اسلاموفوبیا کے شکار افراد پر کسی طرح کی کوئی سنوائی نہیں ہے، میڈیا اور ادارے دانستہ طور پر اسلاموفوبیا کو ہوا دے رہے ہیں جس بنا پر مذہبی منافرت، فرقہ واریت اور اقلیتوں پر ظلم وتشدد بڑھتا جا رہا ہے۔

اِدھر عوام الناس کے مابین نفرتوں کی جنگیں چھڑی ہوئی ہیں اُدھر حکومتی اداروں اور پولس اہلکاروں کی جانب سے ان موولیچنگ کرنے والوں کے زد وکوب پر کوئی توجہ نہیں اور مظلوم مسلمانوں پر کوئی کان دھرنے کو تیار نہیں۔ سارے قانون اور ساری کورٹ کچہری مسلمانوں کے لیے مانوں بند ہو چکے ہیں، حکومتی کارکنان جیسا چاہتے ہیں عدالت سے ویسا فیصلہ آ جاتا ہے، مدارس ومساجد اور مزارات کو شہید کیا جا رہا ہے، وقف کی جائیدادیں ضبط کی جا رہی ہیں، مسلمانوں سے اُن کے وطنی ہونے کا ثبوت مانگا جا رہا ہے۔ آخر ہندی مسلمان کب تک یہ مظالم سہیں گے؟ کب تک ذمہ داران نفرت اور مذہب ومسلک کے نام پر روٹیاں سکتے رہیں گے؟

دوسری جانب ہمارا یہ حال ہے کہ ہم سدھرنے اور جامہ اتحاد پہننے کو راضی نہیں، سب کو اپنی اپنی پڑی ہے، کوئی کسی اپنے کا سپورٹ کرنے کو راضی نہیں، ہمیں اپنی بقیہ ص ۳۴ پر

* مضمون نگار جامعہ فاطمہ شاہجہاں پور یوپی کے استاد ہیں۔

از: مفتی غلام مصطفےٰ نعیمی*

اپسٹین فائلز! آنکھیں کھلی رکھیں

اپسٹین فائلز کے صفحات نے سیاست، تجارت، سائنس اور آرٹ سے وابستہ بڑے بڑے ناموں کو بے نقاب کر دیا ہے، جیسے جیسے فائلز کھل رہی ہیں، ویسے ویسے شریفوں کی شرافت بھی سامنے آتی جارہی ہے، امریکہ کے محکمہ انصاف (DOJ) کے مطابق ابھی تک محض چنندہ فیصد فائلز ہی کھولی گئی ہیں، اچھا خاصا مواد ابھی زیر جائزہ اور باقی ہے۔ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ چنندہ فائلز کی زد میں امریکہ و یوروپ سے ایشیا تک کے بڑے بڑے نام آچکے ہیں تو باقی ماندہ صفحات میں خدا جانے کیسے کیسے نام نکل کر آسکتے ہیں، لوگ بڑی شدت کے ساتھ ان تمام فائلز کے عوامی ہونے کا انتظار کر رہے ہیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ سفید پوشوں کی دنیا میں کونسے سے بدتر افراد کون کون ہیں۔

اگر اپسٹین زندہ ہوتا؟

اپسٹین کا کیس بڑا عجیب وغریب ہے، محض سترہ سال کی عمر میں یہ شخص بغیر ڈگری کے نیویارک کے ڈالٹن اسکول میں ریاضی (Mathematics) ٹیچر بنا ہوا تھا، انتیس سال کی عمر میں اپنی خود کی فرم بنا چکا تھا، یہ فرم ایک ارب ڈالر سے زائد جائدادوں کا انتظام وانصرام سنبھالتی تھی، دیکھتے ہی دیکھتے اپسٹین چھ سو ملین ڈالر یعنی تقریباً ساڑھے پانچ ہزار کروڑ ہندوستانی روپوں کا مالک بن چکا تھا۔ سن 1998 میں اپسٹین نے قریب سات ارب کی خطیر رقم سے ایک 75 ایکڑ کا جزیرہ (Island) خریدا، یہی جزیرہ دنیا بھر کے نام نہاد مہذب لوگوں کی عیاشیوں کا سب سے محفوظ اڈا بن گیا۔

اپسٹین کے تعلقات سابق امریکی صدر بل کلنٹن، موجودہ صدر ڈونلڈ ٹرمپ، برطانوی شہزادے اینڈریو، مائکروسافٹ کے بانی بل گیٹس، سابق اسرائیلی وزیر اعظم ایہود بارک اور مشہور سائنس داں اسٹیفن ہاکنگ جیسے لوگوں سے بنتے چلے گیے۔ دنیا کے سامنے مہذب دکھنے والے یہ گندے لوگ اسی جزیرے میں حاضر ہوتے اور آٹھ دس سال کی نوخیز بچیوں کے ساتھ جنسی درندگی کا ایسا گھناؤنا کھیل کھیلتے جس کی تصویریں آپ کو بے چین کر دیں۔ اب انہیں عیاشیوں کی تصویریں اور ویڈیوز نے دنیا بھر کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔

اپسٹین پر 2005 میں جنسی زیادتی کا کیس درج ہوا تھا۔ اٹھارہ مہینے کی جیل ہوئی لیکن اس کے تعلقات اور کاروبار پر کوئی فرق نہیں پڑا۔ جولائی 2019 میں اپسٹین کو کم عمر بچیوں کا جنسی ریکٹ چلانے کے جرم میں دوبارہ گرفتار کیا گیا لیکن گرفتاری کے محض ایک مہینے بعد ہی جیل میں انتہائی پراسرار طریقے سے اپسٹین کی موت ہوگئی، جسے خودکشی کا نام دیا گیا، جس سیل میں اپسٹین بند تھا، موت والے دن حفاظتی گارڈ غیر حاضر تھے اور سی سی ٹی وی کیمرے بند تھے، اس طرح اپسٹین کی موت کے ساتھ ہی بہت سارے ایسے راز بھی ختم ہوگیے جسے صرف اس کی زبان ہی کھول سکتی تھی۔

غنیمت یہ رہی ہے کہ اس نے اپنے جزیرے میں خفیہ کیمروں کے ذریعے ان تمام لوگوں کی تصویریں اور ویڈیوز ریکارڈ کر رکھے تھے، ای میلز پر ہونے والی ساری گفتگو ریکارڈ تھی، اب وہی ریکارڈ دنیا کے سامنے آرہے ہیں اور جنسی حیوانوں کے چہروں سے نقاب اٹھتا جارہا ہے۔

اپسٹین کے گراہک

اپسٹین بنیادی طور پر ایلیٹ کلاس کے فنانس کے کام دیکھتا تھا، اس لیے اس کے گاہکوں میں دنیا بھر کے سیلبریٹیز شامل ہیں، کئی عرب حکمرانوں اور تاجروں کے نام بھی اپسٹین فائلز میں سامنے آئے ہیں، دودن پیش تر بھارت کے مشہور صنعت

* مضمون نگار ماہنامہ سواد اعظم دہلی کے چیف ایڈیٹر ہیں۔

کارانل امبانی کا نام بھی اپسٹین فائل میں نکل آیا۔ Bloomberg کی رپورٹ کے مطابق سال 2017 سے 2019 کے درمیان جیفری اپسٹین اور انل امبانی کے بارہا بات چیت ہوئی اور مین ہٹن میں واقع اس کے گھر پر ملاقات بھی ہوئی۔

ایک میٹنگ کو" مزے دار اور دل چسپ" بنانے کے لیے امبانی نے کسی" لمبی اور خوب صورت سویڈش لڑکی" کا انتظام کرنے کی خواہش بھی ظاہر کی، واضح رہے کہ گفتگو اس وقت ہوئی جب اپسٹین اٹھارہ ماہ کا سزا یافتہ قیدی اور جنسی ٹریفکنگ کے لیے بدنام تھا، اس کے باوجود بھارت کا اتنا بڑا صنعت کار اس سے ملاقات کرتا ہے اور سویڈش لڑکی کی فرمائش بھی، اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اخلاقی اعتبار سے یہ لوگ کتنے گرے ہوئے ہیں۔ امبانی کے علاوہ بھارت کے وزیر اعظم اور مرکزی وزیر ہردیپ پوری کے نام بھی اپسٹین فائل میں آئے ہیں لیکن تا حال اس کی تفصیلات منظر عام پر نہیں ہیں۔ یہ دیکھنا دل چسپ ہوگا کہ ہمارے ملکی لیڈران کا اپسٹین جیسے شخص سے کس نوعیت کے تعلقات تھے اور تعلقات کی منشا و مقصد کیا تھا؟

اپسٹین مہرہ تھا یا مالک؟

اپسٹین جیسے انسان کا دنیا بھر کے نمائندہ افراد تک رسائی حاصل کرنا، سمندر میں انتہائی محفوظ اور لگژری جزیرہ تیار کرنا، کم عمر لڑکیاں جمع کرنا، سامان عیاشی فراہم کرنا اور انتہائی ہوشیاری سے سب کچھ خفیہ کیمروں میں ریکارڈ کرنا، کیا تن تنہا اپسٹین اور اس کی خاتون دوست گسلین میکسویل (Ghislaine Maxwell) ہی کا کام تھا؟ آپ کتنا بھی سمجھنے کی کوشش کر لیں لیکن کسی طور پر یہ سمجھ نہیں آتا کہ ایک فنانس ایڈوائزر اتنا بڑا منصوبہ اور سازش کیسے بنا سکتا ہے جس میں کلنٹن اور ٹرمپ جیسے امریکی صدر، بل گیٹس اور ایلون مسک جیسے صنعت کار اور اسٹیفن ہاکنگ اور پرنس اینڈریو جیسے جانے مانے لوگ بھی پھنس جائیں۔

آپ باریکی سے سارے معاملات کا تجزیہ کریں، ساری کڑیوں کو جوڑ کر دیکھیں تو واضح ہو جائے گا کہ اپسٹین صرف مہرہ بھر تھا، اس کے پیچھے یقیناً کچھ ایسے لوگ تھے جن کا مقصد محض دولت نہیں بل کہ کچھ اور بھی تھا۔ دوسرے ممالک کی پالیسیوں پر اثر انداز ہونے کے منصوبے اور مخصوص حکمرانوں کو دام فریب میں لینے کی سازشیں اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ معاملہ اتنا ہی نہیں ہے جتنا دکھائے جانے کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ اس وقت سارا معاملہ اپسٹین اور اس کی خاتون دوست تک محدود کرنے کی پالیسی پر کام چل رہا ہے۔ اپسٹین پراسرار حالات میں مر چکا، اس کی خاتون دوست بیس سال کی سزا کاٹ رہی ہے۔ ممکن ہے کسی دن اس کی بھی خودکشی یا کسی اور معاملے میں موت کی خبر آ جائے۔ اس طرح بہت سارے حقائق یوں ہی ختم ہو جائیں گے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ اپسٹین کے مقاصد، طریقۂ کار اور پالیسیاں بنانے والوں کے مزاج و اطوار پر نظر رکھی جائے، تعلیم، صحت اور فلاح و چیرٹی سے متعلق کسی بھی عالمی تنظیم یا آرگنائزیشن کی پالیسی پر آنکھ بند کر کے یقین نہ کریں۔ پس پردہ حقائق جاننے کی بھرپور کوشش کریں تا کہ کوئی ایجنسی تعلیم یا بچپن کے نام پر کم عمر بچوں کو اپنے گندے مقاصد کا ذریعہ بنا کر دنیا پر قبضہ کرنے کی کوشش نہ کر سکے، ہم اور ہماری نسلیں کسی ایجنسی کی ذہنی غلام نہ بن سکیں۔

□□□

ص ۹۱ رکا بقیہ..........................

ایک مدت سے لیے آنکھوں میں حسرت دید کی
منتظر بے مثل عاشق ثور کے اک بل میں ہے
بحر عشق مصطفی میں ڈوب کر جو مل گیا
وہ مزہ ہرگز نہ دنیا کے کسی ساحل میں ہے
اس کو بھی نور محمد کا ہی صدقہ جانئے
روشنی قائم جو جسم و روح کی منزل میں ہے
چاشنی فرقانؔ ان کے ذکر میں ہے منفرد
اور بحمد اللہ ان کا چرچا ہر محفل میں ہے

□□□

از: مدثر فاروقی

پڑھیں تو سہی، آپ حیران رہ جائیں گے

تاریخ کے دسترخوان پر جب بھی انسانیت کی تذلیل کا تذکرہ ہوگا، مغرب کی اس موجودہ "مہذب جاہلیت" کا نام سرفہرست ہوگا، آج ہم جس تہذیب کو روشنی کا منبع سمجھ کر اس کے طواف میں مگن ہیں وہ دراصل ایک ایسا غسل خانہ ہے جس کی بدبو نے آفاق کو آلودہ کر دیا ہے۔

جیفری ایپسٹین کی یہ فائلیں محض کاغذ کے ٹکڑے نہیں ہیں، یہ اس "تہذیبی فرعونیت" کا کچا چٹھا ہیں جو انسانی حقوق کے لبادے میں معصوموں کے لہو سے ہولی کھیلتی آئی ہیں۔ کیا آپ جانتے ہیں؟ مارکوئس ڈی ساڈ (Marquis de Sade) کو؟ یہ 18ویں صدی کا ایک فرانسیسی اشرافیہ (Aristocrat) اور مصنف تھا، آپ یہ جان کر چونک جائیں گے کہ نفسیات میں استعمال ہونے والی اصطلاح "Sadism" (دوسروں کو تکلیف دے کر جنسی تسکین حاصل کرنا) اسی کے نام سے نکلی ہے۔

یہ اپنے محل میں غریب عورتوں اور مردوں کو اغوا کر کے لاتا، انہیں زنجیروں سے جکڑتا اور ان پر وہ تشدد کرتا جس کا ذکر کرنا بھی انسانیت کی توہین ہے۔ اس کا ماننا تھا کہ "مطلق آزادی" کا مطلب یہ ہے کہ انسان پر کوئی اخلاقی یا مذہبی پابندی نہ ہو، یہاں تک کہ اسے دوسرے کا قتل یا ریپ کرنے کی بھی آزادی ہو، کچھ سمجھے ہیں آپ؟ سمجھیں تو سہی، آج کا مغرب جس "آزادی" کا ڈھول پیٹتا ہے، اس کی نظریاتی جڑیں اسی درندے سے ملتی ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟ پروفومو اسکینڈل (Profumo Affair) کو؟ یہ 1963 کا واقعہ ہے جس نے برطانوی حکومت گرا دی تھی۔ یہ ایپسٹین کیس کا ہی قدیم ورژن تھا جہاں سیاست، جاسوسی اور جنسی استحصال ایک جگہ جمع تھے۔ برطانیہ کا وزیر جنگ (John Profumo) ایک ایسی لڑکی (Christine Keeler) کے ساتھ ملوث پایا گیا جو ایک روسی جاسوس کے ساتھ بھی تعلقات میں تھی۔ اس پورے کھیل کا ماسٹر مائنڈ ایک ڈاکٹر (Stephen Ward) تھا، جو ایپسٹین کی طرح بڑے لوگوں کو "لڑکیوں کی سپلائی" کا کام کرتا تھا، وہ بااثر لوگوں کی نجی محفلیں سجاتا اور ان کے جنسی رازوں کو اقتدار کے لیے استعمال کرتا تھا۔

جب بھانڈا پھوٹا تو معلوم ہوا کہ لندن کی اعلیٰ ترین اشرافیہ اس گندگی میں ڈوبی ہوئی تھی، کچھ سمجھے آپ؟ کیا آپ جانتے ہیں؟ جمی ساویل (Jimmy Savile) برطانوی میڈیا کے "ایپسٹین" کو؟ یہ وہ کیس ہے جو ایپسٹین کے بالکل متوازی ہے۔ جمی ساویل بی بی سی کا مشہور ترین پریزنٹر اور شاہی خاندان کا قریبی دوست تھا۔ بھیانک انکشاف یہ ہے کہ اس کی موت کے بعد (2011 میں) انکشاف ہوا کہ اس نے 50 سال تک برطانوی اسپتالوں، اسکولوں اور بی بی سی کے دفاتر میں سینکڑوں بچوں اور بچیوں کا جنسی استحصال کیا۔

جی جی! ٹھیک پڑھا، وہی بی بی سی اور اسی بی بی سی کا "سٹار" جمی ساویل (Jimmy Savile) صرف ایک پریزنٹر نہیں تھا، وہ بی بی سی کا چہرہ تھا۔ اس نے 1955 سے 2009 تک بی بی سی کی عمارتوں، ڈریسنگ رومز اور اسٹوڈیوز کے اندر معصوم بچوں اور بچیوں کو اپنی ہوس کا نشانہ بنایا۔ تحقیقات (The Pollard Review) میں یہ ثابت ہوا تھا کہ بی بی سی کے کئی اعلیٰ افسران کو جمی ساویل کی ان حرکات کا علم تھا، مگر انہوں نے ہمیشہ اسے "تحفظ" دیا۔

یہاں تک کہ جب ساویل مر گیا اور ایک تحقیقاتی ٹیم (Newsnight) نے اس کے کرتوتوں پر پروگرام بنانا چاہا، تو بی بی سی کے بڑوں نے وہ پروگرام رکوا دیا تاکہ ادارے کی "ساکھ"

نہ گرے۔ سب سے ہولناک بات یہ تھی کہ برطانوی اسٹیبلشمنٹ، پولیس اور بی بی سی کو سب معلوم تھا لیکن اسے اس لیے تحفظ دیا گیا کیونکہ وہ "بڑا نام" تھا اور چیریٹی (خیراتی کاموں) کا ڈھونگ رچاتا تھا۔

یہ وہی بی بی سی ہے جو پاکستان کے کسی مدرسے یا کسی عالمِ دین پر معمولی سا الزام لگ جائے تو اسے "عالمی خبر" بنا دیتا ہے، یہ وہی بی بی سی ہے جو ہمیں "انسانی حقوق" اور "عورت کی آزادی" کا سبق پڑھاتا ہے، مگر اس کے اپنے اسٹوڈیوز پچاس سال تک بچیوں کے ریپ کے لیے استعمال ہوتے رہے اور اس نے اپنے "سٹار" کو بچانے کے لیے حقائق کو دفن کیے رکھا۔

کیا آپ جانتے ہیں؟ ڈوٹرکس کیس (Dutroux Affair) کو؟ 1990 کی دہائی میں بیلجیئم میں ایک شخص مارک ڈوٹرکس پکڑا گیا جس نے بچیوں کو اغوا کر کے تہ خانوں میں رکھا ہوا تھا۔ جب تحقیقات ہوئیں تو معلوم ہوا کہ پولیس اور عدلیہ کے اعلیٰ افسران اس نیٹ ورک کو بچا رہے تھے۔ پورے بیلجیئم میں لاکھوں لوگ سڑکوں پر نکل آئے کیونکہ انہیں یقین تھا کہ اس درندگی کے پیچھے ملک کی اعلیٰ ترین سیاسی قیادت ملوث ہے، جس نے تفتیش کو آگے نہیں بڑھنے دیا۔

کیا آپ نے سنی ہیں؟ چرچ کے تہ خانے اور معصوموں کی چیخیں؟ (Catholic Church Crisis) آہ کہ مغرب میں مذہب کا سب سے بڑا مرکز "چرچ" بھی اس غلاظت سے پاک نہ رہ سکا۔ پچھلی کئی دہائیوں میں امریکہ، آئرلینڈ، فرانس اور جرمنی کے چرچوں میں ہزاروں پادریوں (Priests) کے ہاتھوں بچّوں کے جنسی استحصال کے کیسز سامنے آئے۔ صرف فرانس میں ایک آزادانہ تحقیقات (Sauvé Report) نے انکشاف کیا کہ 1950 سے اب تک پادریوں نے 3 لاکھ سے زائد بچوں کو اپنی ہوس کا نشانہ بنایا۔ اس کیس میں بھی وہی "ایپسٹین مائنڈ سیٹ" تھا یعنی اوپر کے لوگوں کو سب معلوم تھا مگر وہ مجرم پادریوں کو سزا دینے کے بجائے ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل کر دیتے تھے تاکہ "ادارے کی بدنامی" نہ ہو۔

کیا آپ جانتے ہیں؟ ہالی وڈ کا "ہاروی وائنسٹین" (Harvey Weinstein) اور کاسٹنگ کاؤچ کو؟ جس ہالی وڈ کی فلموں کو دیکھ کر ہماری نسل "مغربی لائف اسٹائل" کی دیوانی ہوئی، اس کا اصل چہرہ 2017 میں بے نقاب ہوا۔ ہاروی وائنسٹین ہالی وڈ کا طاقتور ترین پروڈیوسر تھا (ایپسٹین کی طرح با اثر) اس نے دہائیوں تک سینکڑوں اداکاراؤں کا استحصال کیا۔ اس کا طریقہ واردات بھی ایپسٹین جیسا تھا، وہ ہوٹل کے کمروں میں میٹنگ کے بہانے بلاتا اور طاقت کے زور پر اپنی ہوس پوری کرتا۔ اس کیس نے یہ بھی ثابت کیا کہ مغرب میں عورت کی "آزادی" محض ایک نعرہ ہے؛ وہاں آج بھی عورت کو کامیابی کے لیے ان درندوں کے سامنے سے گزرنا پڑتا ہے۔

کیا آپ کے علم میں ہے؟ آسٹریلوی اسکولوں اور فلاحی اداروں کا گند (Royal Commission Report) آسٹریلیا کی حکومت نے ایک رائل کمیشن بنایا جس کی 2017 کی رپورٹ نے پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا۔ اس رپورٹ کے مطابق آسٹریلیا کے اسکولوں، کلبوں اور یتیم خانوں میں دہائیوں تک بچوں کا منظم استحصال ہوتا رہا، ہزاروں متاثرین نے گواہی دی کہ جن اداروں کو ان کی حفاظت کرنی تھی، وہی ان کے شکاری بن گئے۔

مغرب کی یہ درندگی صرف ایپسٹین کے جزیرے تک تھوڑی نا محدود ہے، بلکہ یہ ان کے کلیساؤں سے لے کر ہالی وڈ کے ایوانوں اور بی بی سی کے اسٹوڈیوز تک ایک سرطان کی طرح پھیلی ہوئی ہے۔ یہ وہ قوم ہے جس نے آزادیِ نسواں کا ڈھول بجا کر عورت کو ہوس کا مال بنایا اور بچوں کے حقوق کی آڑ میں ان کی معصومیت کا بیوپار کیا، ان کی پوری تاریخ ادارہ جاتی منافقت کی وہ داستان ہے جہاں درندوں کو قانون کا تحفظ حاصل ہے اور مظلوموں کو خاموشی کا کفن پہنا دیا جاتا ہے۔

آج ایپسٹین کی فائلوں سے اٹھنے والی تعفن نے دنیا کے نتھنوں کو جھنجھوڑ دیا ہے، لیکن کیا یہ کوئی نیا حادثہ ہے؟ کیا یہ غلاظت یکا یک آسمان سے ٹپکی ہے؟ نہیں! یہ تو اس زہریلے درخت کا پھل ہے جس کی جڑوں کو مغرب نے صدیوں سے

انسانیت کے لہو، عصمتوں کے سودے اور اخلاقیات کے قتلِ عام سے سینچا ہے، جسے ہم "مہذب دنیا" کہتے ہیں، وہ دراصل ایک ایسا قدیم بت خانہ ہے جس کے در و دیوار پر روزِ اول سے ہی معصوموں کی چیخیں لکھی ہوئی ہیں، وہ ایک ایسا "مقتلِ انسانیت" نکلی جس کے در و دیوار معصوموں کے لہو سے رنگین اور عصمتوں کی چیخوں سے لرزاں ہیں، مغرب کی یہ "مہذب جاہلیت" کوئی اتفاقی حادثہ نہیں، نہ ہی یہ ایپسٹین جیسے ناموں کی انفرادی وحشت ہے۔ یہ تو اس زہریلے نظام کا منطقی انجام ہے جس نے "آزادی" کے نام پر ابلیسیت کی چادر اوڑھی اور "عقل" کے نام پر ضمیر کو ذبح کر دیا۔

جس قوم کی تاریخ استعمار کی خون آشامی سے شروع ہوئی ہو، جس کے تہذیبی سفر کا پہلا ورق ہی "مارکوئس ڈی ساڈ" جیسے درندوں کے لہو سے رنگا ہو، اس کے بطن سے ایپسٹین اور جمی ساویل جیسے ناسوروں کا برآمد ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کیا یہ حیران کن بات نہیں کہ وہ دماغ جو کائنات کے اسرار و رموز حل کرنے کے دعویدار تھے (اسٹیفن ہاکنگ) وہ شہزادے جو خون کی طہارت کے علمبردار تھے اور وہ صدور جو اقوامِ عالم کے مقدر کے مالک بنے بیٹھے تھے، آج وہ سب ایک ہی "گٹر" میں غوطہ زن پائے گئے۔

افسوس تو ان فریب خوردہ مصلحین اور دیسی روشن خیالوں پر ہے جو ابھی کل تک ہمیں اس "مہذب فاتح" کے قصیدے سنا رہے تھے۔ وہ جو اسلام کے نظامِ عفت و حیا کو "تاریک خیالی" کہتے تھے، آج ان کی زبانیں کیوں گنگ ہیں؟ جب ان کے سائنسی بتوں اور سیاسی خداؤں کے کرتوت ایپسٹین کے جزیرے پر برہنہ ہوئے تو ان کا "انسانی وقار" کہاں روپوش ہو گیا؟ یہ تہذیب جس نے عورت کو "آزادی" کا جھانسہ دے کر اسے بازار کی زینت بنا دیا، آج اسی کے سامنے غیسلین میکسویل جیسے کردار کھڑے ہیں۔

یہ وہ عورت ہے جس نے ثابت کر دیا کہ جب حیا کا رشتہ ٹوٹتا ہے تو عورت ہی عورت کی سب سے بڑی دشمن بن جاتی ہے، یہ درندگی، یہ ہوس اور یہ معصوم کلیوں کا استحصال! یہ سب اس مغرب کا اصل چہرہ ہے جو اپنی کراہت کو "میڈم ٹوساڈ" کے موم کے پتلوں کی طرح چمکا کر پیش کرتا رہا ہے۔ مغرب کی تاریخ تو دراصل ایسی ہزاروں "ایپسٹین فائلوں" سے بھری پڑی ہے، جو دراصل اسی "سلسلۂ ابلیسیت" کا وہ ورق ہیں جو آج ہم دیکھ رہے ہیں، مغرب کا سورج غروب ہو رہا ہے اور اس کی آخری شعاعیں اس کی اپنی غلاظت کو بے نقاب کر رہی ہیں اور یہ تہذیب بھی بالآخر اپنے انجام کو پہنچ رہی ہے۔

⬜⬜⬜

ص ۴۴ کا بقیہ

فرمایا: ہم میں بہترین رائے رکھنے والے علی رضی اللہ عنہ ہیں اور ہم میں بہترین قاری ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں۔

(مستدرک الحاکم جلد سوم حدیث:5328)

اس طرح سے علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کریم کی بے شمار فضیلتیں احادیث نبوی ﷺ اور اقوال صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں ملتی ہے بس ہمیں اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے اور اگر حقیقی معنوں میں کسی نے علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کریم کو جان لیا اور ان کی زندگی کو اپنے لیے سرمایہ سمجھ کر اس عملِ پیرا ہوا تو اس کی دنیا بھی سنور جائے گی اور آخرت بھی کیوں کہ رسولِ اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: جس نے علی سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی اور جس نے علی سے دشمنی مول لی اس نے مجھ سے دشمنی مول لی اور جس نے مجھ سے دشمنی مول لی اس نے اللہ سے دشمنی مول لی۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی سیرت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان جیسا بننے کی توفیق عطا فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین۔

⬜⬜⬜

قارئین کرام
یہ شمارہ آپ کو کیسا لگا؟
ہم آپ کے تأثرات کے منتظر ہیں

از: محمد فداء المصطفیٰ قادری

امیر المومنین شیرِ خدا حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ
تاریخِ اسلام کا درخشاں باب

جس کی قوت دین اسلام کی طاقت ٹھہری
وہ علی جس کی رضا حق کی مشیت ٹھہری

کہہ دے کوئی گھیرا ہے بلاؤں نے حسن کو
اے شیر خدا بہر مدد تیغ بکف جا

یہ خاکدانِ گیتی آمد و رفت کی ایک مسلسل داستان ہے، جہاں روزانہ بے شمار انسان جنم لیتے ہیں، اپنی زندگی کی مقررہ مدت پوری کرتے ہیں اور پھر داعیِ اجل کی صدا پر لبیک کہتے ہوئے اس دارِفانی کو الوداع کہہ جاتے ہیں۔ مگر وقت کا یہ بے رحم بہاؤ سب کو یکساں طور پر یاد نہیں رکھتا۔ جو لوگ اس عالمِ رنگ و بو میں کسی بھی میدان میں نمایاں خدمات انجام دیتے ہیں، تاریخ کے اوراق انہیں مدتِ دراز تک محفوظ کر لیتے ہیں، جبکہ وہ زندگیاں جو مقصد اور اثر سے خالی ہوں، رفتہ رفتہ صفحہ ہستی سے مٹ جاتی ہیں۔ تاریخ کے اوراق پر نظر ڈالیں تو واضح ہوتا ہے کہ کچھ انسانوں نے دنیاوی نظم، معاشرتی بہتری اور انسانی سہولتوں کو اپنی جدوجہد کا محور بنایا، اور کچھ ایسے بھی تھے جنہوں نے اپنی زندگی کو دین کی خدمت، سنت کے استحکام اور اسلام کی اشاعت کے لیے وقف کر دیا۔ یہ وہ نفوس تھے جن کے نزدیک دنیا محض قیام گاہ تھی اور اصل توجہ حیاتِ اخروی کی تعمیر پر مرکوز رہی۔ اسی نسبت سے وہ دین کے علم بردار بنے اور اپنے بعد فکری و اخلاقی وراثت چھوڑ گئے۔

اسی انسانی ہجوم میں اکثر افراد ایسے گزرے جن میں کوئی نمایاں امتیاز نہ تھا، اور کچھ وہ تھے جنہیں چند صفات کا حصہ ملا؛ مگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی ذاتِ اقدس ایک ایسی جامع شخصیت کے طور پر سامنے آتی ہے جس میں کمالات کا تنوع بھی ہے اور ہر وصف میں امتیازی شان بھی۔ آپ شیرِ خدا بھی ہیں اور رسولِ اکرم ﷺ کے داماد بھی؛ حیدرِ کرار بھی اور ذوالفقار کے مالک بھی۔ آپ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رفیقِ حیات اور حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے شفیق والد ہیں، آپ کی زندگی سخاوت اور شجاعت، عبادت اور بصیرت، علم اور حلم کا حسین امتزاج ہے۔ آپ فاتح خیبر بھی ہیں اور فکر و بیان کے میدان میں بھی بے مثال، یوں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ایسی ہمہ جہت شخصیت کے طور پر جلوہ گر ہوتے ہیں جو محض ایک تاریخی کردار نہیں بلکہ اقدار اور کمالات کا زندہ استعارہ ہیں۔ اسی لیے دنیا انہیں مظہرُ العجائب والغرائب کے نام سے یاد کرتی ہے اور یہ یاد قیامت تک تازہ و تابندہ رہے گی۔

نام ونسب

آپ رضی اللہ عنہ کا نام ''علی بن ابی طالب'' اور کنیت ابوالحسن وابوتراب'' ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ سرکار اقدس ﷺ کے چچا ابو طالب کے صاحبزادے ہیں یعنی حضور ﷺ کے چچا زاد بھائی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ کا اسم گرامی فاطمہ بنت اسد بن ہاشم ہے اور یہ پہلی خاتون ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا اور ہجرت فرمائی۔ آپ کرم اللہ وجہہ الکریم کا سلسلہ نسب اس طرح ہے۔ علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف، آپ رضی اللہ عنہ واقعہ فیل کے 30 سال بعد پیدا ہوئے۔

(سیرتِ خلفاء راشدین، ص: 251)

شجرۂ نسب پدری

حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ کریم کا شجرۂ نسب پدری کچھ اس طرح ہے: علی المرتضی کرم رضی اللہ عنہ بن ابو طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصیٰ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی۔ (طبقات ابن سعد، ج: سوم، ص: 150)

شجرۂ نسب مادری

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کریم کا شجرۂ نسب پدری کچھ اس طرح ہے: فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف بن قصیٰ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی۔ (طبقات ابن سعد، ج: سوم، ص: 150)

حلیہ مبارکہ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قد میانہ، رنگ گندمی، آنکھیں بڑی، سینہ چوڑا اور جسم پر بال بکثرت تھے۔ آپ ہی ان کے بازو اور پنڈلیوں پر گوشت زیادہ تھا اور جسم مبارک قدرے فربہ تھا۔ آپ بھی بیوی کے کندھے چوڑے اور مضبوط تھے اور سر مبارک کے بال قدرے کم تھے۔ آپ پیسے کی ریش مبارک گھنی تھی اور جو کوئی آپ ٹایا ہے کے سراپا کو دیکھتا تھا وہ اس میں کھو جاتا تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ یا سادہ لباس زیب تن فرماتے تھے اور آپ نبی کا لباس دو چادروں سے زیادہ نہ ہوتا تھا، آپ میلی مولوی سر پر ہمیشہ عمامہ باندھتے تھے۔ (تاریخ طبری جلد سوم، ص: 360)

سرکار ﷺ کی پرورش میں

اعلانِ نبوت سے پہلے ہی مولائے کل سید الرسل جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش میں آئے کہ جب قریش قحط میں مبتلا ہوئے تھے تو حضور ﷺ نے ابو طالب پر عیال کا بوجھ ہلکا کرنے کے لیے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو لے لیا تھا۔ اس طرح حضور ﷺ کے سائے میں آپ رضی اللہ عنہ نے پرورش پائی اور انہیں کی گود میں ہوش سنبھالا، آنکھ کھلتے ہی حضور ﷺم کا جمالِ جہاں آراء دیکھا۔ آپ ﷺم ہی کی باتیں سنیں اور آپ ﷺ ہی کی عادتیں سیکھیں۔ اس لیے بتوں کی نجاست سے آپ کرم اللہ وجہہ الکریم کا دامن کبھی آلودہ نہ ہو یعنی آپ کرم اللہ وجہہ الکریم نے کبھی بت پرستی نہ کی اور اسی لیے ''کرم اللہ تعالیٰ وجہہ'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب ہوا۔

آپ کی ہجرت

سرکار اقدس ﷺ نے جب خدائے تعالیٰ کے مطابق مکہ معظّمہ سے مدینہ طیبہ کی ہجرت کا ارادہ فرمایا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو بلا کر فرمایا کہ مجھے خدائے تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کا حکم ہو چکا ہے، لہٰذا میں آج مدینہ روانہ ہو جاؤں گا۔ تم میرے بستر پر میری سبز رنگ کی چادر اوڑھ کر سو رہو۔ تمہیں کوئی تکلیف نہ ہوگی قریش کی ساری امانتیں جو میرے پاس کو رکھی ہوئی ہیں ان کے مالکوں کو دے کر تم بھی مدینے چلے آنا۔

یہ موقع بڑا ہی خوفناک اور نہایت خطرہ کا تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو معلوم تھا کہ کفار قریش سونے کی حالت میں حضور ﷺ کے قتل کا ارادہ کر چکے ہیں اسی لیے خدائے تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنے بستر پر سونے سے منع فرمادیا ہے۔ آج حضور ﷺ کا بستر قتل گاہ ہے لیکن اللہ کے محبوب دانائے خفایا و غیوب جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے اس فرمان سے کہ ''تمہیں کوئی تکلیف نہ ہوگی قریش کی امانتیں دے کر تم بھی مدینہ چلے آنا'' حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو پورا یقین تھا کہ دشمن مجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکیں گے میں زندہ رہوں گا اور مدینہ ضرور پہنچوں گا، لہٰذا سرکار اقدس ص ﷺم کا بستر جو آج بظاہر کانٹوں کا بچھونا تھا، وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لیے پھولوں کی سیج بن گیا اس لیے کہ ان کا عقیدہ تھا کہ سورج مشرق کے بجائے مغرب سے نکل سکتا ہے مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے خلاف نہیں ہو سکتا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ میں رات بھر آرام سے ہے سویا صبح اُٹھ کر لوگوں کی امانتیں ان کے مالکوں کو سونپنا شروع کیں اور کسی سے نہیں چھپا، اسی طرح مکہ میں تین دن رہا پھر امانتوں کے ادا کرنے کے بعد میں بھی کی مدینہ کی طرف چل پڑا۔ راستہ میں بھی کسی نے مجھ سے کوئی تعرض نہ کیا یہاں تک کہ میں قبا میں پہنچا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت کلثوم رضی اللہ عنہا کے مکان میں تشریف فرما تھے میں بھی وہی ٹھہر گیا۔

(اسد الغابۃ، علی بن ابی طالب، 104/4)

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور کشف و کرامات

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم صاحب کشف و کرامت تھے اور آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں اور بعد وصال بھی کئی کرامتوں کا ظہور ہوا، ذیل میں آپ کی چند کرامات اختصار

کے ساتھ بیان کی جارہی ہیں:

بوسیدہ دیوار

حضرت امام جعفر صادق علی اللہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت علی المرتضی یا بیوی ایک خستہ حال دیوار کے سائے میں بیٹھے کسی مقدمہ کا فیصلہ ناز رہے تھے، مقدمہ کے دوران لوگوں نے شور مچایا کہ امیر المومنین! یہ دیوار خستہ حال ہے اور ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں یہ گر نہ جائے؟ حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اطمینان سے فرمایا کہ مقدمہ کی کاروائی جاری رکھو اللہ عزوجل بہترین حفاظت فرمانے والا ہے۔ پھر آپ کرم اللہ وجہہ الکریم نے انتہائی اطمینان کے ساتھ مقدمہ سنا اور اس مقدمہ کا فیصلہ کرنے کے بعد وہاں سے چل دیئے، جیسے ہی آپ کرم اللہ وجہہ الکریم اس دیوار کے سایہ سے اٹھ کر روانہ ہوئے وہ خستہ حال دیوار گر گئی۔ (تاریخ الخلفاء، ص:258)

سیلاب میں کمی

حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم کے زمانہ خلافت میں ایک مرتبہ نہر فرات میں شدید طغیانی کے باعث سیلاب آ گیا جس سے تمام لوگ متاثر ہوئے اور فصلیں برباد ہوگئیں۔ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دادرسی کی درخواست کی، آپ اس وقت اٹھ کھڑے ہوئے اور حضور نبی کریم ﷺ کا جبہ مبارک و عمامہ شریف اور چادر پاک زیب تن فرمائی پھر گھوڑے پر سوار ہوئے اور ایک جماعت آپ کے ساتھ روانہ ہوئی جس میں حضرت سیدنا امام حسن اور حضرت سیدنا امام حسین مبنی یہ بھی تھے۔ حضرت علی المرتضی علی کرم اللہ وجہہ الکریم نہر فرات کے پل پر پہنچے اور اپنے عصا سے نہر فرات کی جانب اشارہ کیا تو نہر کا پانی فوری طور پر کم ہو گیا، آپ بھی یونین نے دوسری مرتبہ اشارہ فرمایا تو مزید پانی کم ہو گیا، پھر جب آپ کی اللہ نے تیسری مرتبہ اشارہ فرمایا تو سارا پانی اتر گیا اور سیلاب ختم ہو گیا یہ دیکھ کر لوگوں نے شور مچانا شروع کر دیا امیر المومنین! بس کیجئے اس قدر ٹھیک ہے۔ (شواہد النبوۃ صفر 282,283)

ایک ساعت میں قرآن ختم کرنا

حضرت علی المرتضی مالی ان کو اللہ عزوجل نے یہ قوت عطا فرمائی تھی کہ آپ الایہ گھوڑے پر سواری کے وقت ایک رکاب میں پاؤں ڈالتے تو قرآن مجید شروع کرتے اور دوسرے رکاب میں پاؤں ڈالنے تک آپ کی یہ قرآن مجید ختم کر لیا کرتے تھے۔

مدفن امام حسین رضی اللہ عنہ سے آگاہی

حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ہمراہ سفر کر رہے تھے کہ ہمارا گزر اس جگہ سے ہوا جہاں آج امام حسین بھی کنید کی قبر مبارک ہے۔ آپ بھی اللہ نے فرمایا اس جگہ آنے والے دور میں آل رسول سے یم کا ایک قافلہ قیام کرے گا اور اس جگہ ان کے اونٹ بندھے ہوئے ہوں گے اور اسی میدان میں جوانان اہل بیت میں کی شہادت ہوگی اور یہ جگہ شہیدوں کا مدفن بنے گی اور زمین و آسمان ان لوگوں پر روئیں گے۔ (شواہد اہر وصفر، ص:386)

بینائی جاتی رہی

حضرت علی المرتضی علی ان کی خدمت میں ایک شخص آپ بڑی طیبہ کے مخالفین کا جاسوس بن کر رہتا تھا اور آپ کی ان کی خفیہ باتوں کی اطلاعات آپ کی الیون کے مخالفین کو پہنچاتا رہتا تھا، ایک دن آپ طی نرینہ نے اس سے اس بارے دریافت کیا تو اس نے قسمیں کھانا شروع کر دیں اور اپنی بے گناہی کا یقین دلانا شروع کر دیا۔ حضرت علی المرتضی علی نے اس کی دیدہ دلیری دیکھ کر جلال میں آگئے اور فرمایا اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ عزوجل تیری آنکھوں کی بینائی چھین لے۔ چند دن ہی گزرے تھے کہ اس شخص کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی اور وہ نابینا ہو گیا اور لوگ اسے لاٹھی پکڑا کر چلاتے تھے۔ (شواہد النبوۃ صفر 229)

فضیلت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم بروئے احادیث

حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم کی فضیلت کے بارے میں متعدد احادیث مروی ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ نے کئی مواقع پر آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان فرمائے، ذیل میں چند احادیث بطور نمونہ پیش کی جارہی ہیں۔

مومن بغض نہیں رکھتا

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی

ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ منافق علی رضی اللہ عنہ سے محبت نہیں رکھتا اور مومن علی رضی اللہ عنہ سے بغض نہیں رکھتا۔

علی رضی اللہ عنہ سے محبت، اللہ سے محبت ہے

حضور نبی کریم ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا جس نے علی رضی اللہ عنہ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی اور جس نے علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی مول لی اس نے مجھ سے دشمنی مول لی اور جس نے مجھ سے دشمنی مول لی اس نے اللہ سے دشمنی مول لی۔ (تاریخ الخلفاء، ص:935)

حضرت علی شہر علم کا دروازہ

حضور نبی کریم ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا کہ جس نے علی رضی اللہ عنہ کو برا کہا بلاشبہ اس نے مجھے برا کہا اور میں علم کا شہر ہوں اور علی رضی اللہ عنہ شہر علم کا دروازہ ہے۔

(مستدرک الحاکم جلد چہارم، حدیث 3994)

میں اور علی ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمام لوگ مختلف درختوں کی شاخیں ہیں جبکہ میں اور علی ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں۔

(تاریخ اطلاعاء، صفحہ:832)

علی رضی اللہ عنہ کو دیکھنا بھی عبادت ہے

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھنا بھی عبادت ہے۔ (تاریخ الطلعاء، صفحہ 249)

تو میرا ہے میں تیرا ہوں

حضور نبی کریم سے ہم نے حضرت علی المرتضی علی رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا تو میرا ہے اور میں تیرا ہوں۔

(صحیح بخاری جلد دوم کتاب المناقب باب مناقب علی یا حدیث 897)

مردوں میں سب سے زیادہ محبت

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کو سب سے زیادہ محبت کس سے تھی؟ آپ نے فرمایا: حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے! سوال کرنے والے نے پوچھا: حضور نبی کریم ﷺ مردوں میں کس سے زیادہ محبت رکھتے تھے؟ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضرت علی المرتضیٰ سے۔ (جامع ترندی جلد دوم)

فضیلت علی بزبانِ صحابہ کرام

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بے شمار اقوال ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شرعی وفقہی مسائل میں آپ رضی اللہ عنہ سے برجوع کرتے تھے، ذیل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے چند اقوال یہاں بطور نمونہ پیش کئے جا رہے ہیں۔

حضرت صدیق اکبر کا چہرہ علی کو تکنا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں: میرے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اکثر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے چہرے کو غور سے دیکھا کرتے تھے میں نے ایک مرتبہ وجہ پوچھی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ علی رضی اللہ عنہ کے چہرے کو دیکھنا بھی عبادت ہے۔ (ابن عساکر بحوالہ تاریخ دمشق، حدیث:167)

حضرت عمر فاروق اعظم کا قول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو تین بہترین فضیلتیں ایسی عطا کی گئیں جن میں سے ایک بھی اگر مجھے مل جاتی تو وہ میرے نزدیک دنیا سے زیادہ محبوب ہوتی، لوگوں نے پوچھا کہ وہ تین فضیلتیں کون سی ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پہلی فضیلت یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا کا نکاح ان سے کیا، دوسری فضیلت یہ ہے کہ ان دونوں کو مسجد میں رکھا اور جو کچھ انہیں وہاں حلال ہے مجھے حلال نہیں۔ تیسری فضیلت یہ کہ غزوہ خیبر کے دن انہیں علم عطا فرمایا۔ (البدایہ والنہایہ، صفحہ:446)

حضرت عبد اللہ بن عباس کا قول

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بقیہ ص ۴۰ پر

از: علامہ سید اولاد رسول قدسی*

حضرت خاتون جنت! فضائل ومناقب

خاتون جنت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اللہ تبارک وتعالیٰ کے حبیبِ مکرم رسول محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبوب ترین صاحب زادی ہیں، یوں تونبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تین اور صاحب زادیاں بھی تھیں لیکن سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ سب سے زیادہ محبت وشفقت فرماتے تھے، صرف یہی نہیں بلکہ مولائے کائنات سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے بھی زیادہ سیدہ کائنات آپ کو محبوب تھیں۔

اس دعوے کے استشہاد میں الشرف المؤبد کے صفحہ کے اندر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مولائے کائنات کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا:

"اینا احب الیک انا ام فاطمہ۔ یعنی یارسول اللہ! ہم میں کون آپ کو زیادہ محبوب ہے میں یا فاطمہ۔"

سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا:

"فاطمۃ احب الی منک وانت اعزّ علی منھا۔ یعنی فاطمہ مجھے تم سے زیادہ محبوب ہے اور تم میرے نزدیک فاطمہ سے زیادہ عزت والے ہو۔"

اسی طرح مدارج النبوہ جلد دوم میں محدثین کرام کی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی حدیث یوں مذکور ہے کہ لوگوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ وہ کون ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہے تو آپ نے برجستہ فرمایا: سیدہ فاطمہ! اسی مدارج النبوہ حصہ دوم میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول بھی اس سلسلے میں بڑی صراحت ووضاحت کے ساتھ مندرج ہے۔

واقعہ یوں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دولت کدے میں تشریف لے گئے اور ان سے مخاطب ہوکر قسمیہ فرمایا کہ اے فاطمہ! خدا کی قسم میں نے رسولِ گرامی قدر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک تم سے زیادہ کسی اور کو محبوب نہیں دیکھا۔

سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت باسعادت سے متعلق مختلف اقوال ہیں۔ بعض حضرات نے آقائے نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعلانِ نبوت کے ایک سال بعد تو بعض نے اعلانِ نبوت کے ایک سال قبل سیدہ کی ولادت بتائی ہے لیکن علامہ ابن جوزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول یہ ہے کہ اعلانِ نبوت سے ایک سال پہلے نہیں بلکہ پانچ سال پہلے سیدہ ایسے سہانے وقت میں اس خاکدانِ گیتی میں جلوہ گر ہوئیں جب خانہ کعبہ تعمیری مراحل سے گذر رہا تھا۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نام وصفات کی جو وجوہِ تسمیہ بیان فرمائی ہیں، انھیں پڑھنے کے بعد سیدہ کے اقدار وفضائل کے مزید کئی گوشے اجاگر ہوجاتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ سیدہ کا نام فاطمہ اس لیے رکھا گیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو اور ان کے محبین کو نارِ جہنم سے محفوظ رکھا ہے۔ ان کے مشہور ومعروف لقب ''بتول'' سے متعلق آپ فرماتے ہیں کہ سیدہ کو بتول اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ عام عورتوں میں افضل وبرتر، حسن وجمال میں فقید المثال ہیں اور ایمان وتوکل کی یہ شان ہے کہ آپ ماسوی اللہ سے ہمیشہ بے نیاز رہیں۔

حضرت شیخ علی الاطلاق نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

*مضمون نگار کیلی فورنیا امریکہ میں مقیم اہل سنت معروف قلم کار اور نقاد ہیں۔

سے نہ صرف سیرت بلکہ صورت میں سب سے زیادہ مشابہت رکھتی تھیں۔حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیدہ سے غایتِ محبت کا یہ عالم تھا کہ جب آپ سفر کے لیے روانہ ہوتے تو سب سے آخر میں ان سے ملتے اور جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے انھیں اپنی زیارت سے شادکام فرماتے۔سفر میں جاتے وقت اخیر میں اور واپسی پر سب سے پہلے سرکار ابد قرار صلی اللہ وسلم کا سیدہ سے ملنا کس قدر محبت آمیز اور شفقت خیز ہے یہ اربابِ عقل و دانش سے پوشیدہ نہیں۔

جہاں تک سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح کا تعلق ہے یہ بات اچھی طرح ذہن نشیں رہے کہ نکاح کا انعقاد خداوندِ قدوس کے حکمِ وحی کے پیشِ نظر عمل میں آیا۔یہی وجہ ہے کہ مشکوۃ شریف ص ۵۶۵ میں یہ حدیث مرقوم ہے کہ مولائے کائنات کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے پہلے یارِ غارِ مصطفیٰ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کا پیغام بھیجا مگر آپ نے اسے منظور نہیں فرمایا۔ایسے ہی مرادِ رسول حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ نے بھی نکاح کا پیغام بھیجا اسے بھی آپ نے قبول نہیں فرمایا۔

حاشاوکلا اس کا یہ مطلب نہیں کہ مذکورہ شخصیات میں کچھ کمی تھی ایسا ہو ہی نہیں سکتا کیوں کہ یہ وہ ذواتِ مقدسہ ہیں جن کے ایمان وعمل اور تقویٰ وطہارت کی قسمیں کھائی جاتی ہیں۔جن کی صفاتِ حمیدہ پر قرآن مقدس کی آیات بینات اور احادیث معتبرہ و مستندہ وصحیحہ آج بھی ناطق ہیں۔برملا یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ دراصل مولائے کائنات کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے ساتھ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح میں رب کائنات کی مشیت و وحی کو خاص دخل تھا،یہی وجہ ہے کہ حضرات عمرین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد جوں ہی مولائے کائنات کرم اللہ وجہہ الکریم نے نکاح کا پیغام بھیجا تو حاملِ وحیِ الٰہی خدا کے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فوراً نہ صرف یہ کہ اس پیغام کو منظور فرمایا بلکہ بخوشی مولائے کائنات سے آپ نے سیدہ کا نکاح کردیا۔

انعقادِ نکاح ہجرت کے دوسرے سال ماہِ رمضان المبارک میں اس وقت ہوا جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کفر و ایمان کے مابین انتہائی اہم اور انوکھی جنگ جنگِ بدر کی شاندار فتح و کامرانی کے ساتھ مدینہ منورہ تشریف لائے ،روایت مشہورہ کے اعتبار سے بوقتِ نکاح سیدہ کی عمر شریف پندرہ سال ساڑھے پانچ ماہ اور مولائے کائنات کی انیس سال پانچ ماہ تھی۔

یاد رہے کہ نکاح سے پہلے مولائے کائنات کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کاشانۂ نبوت میں رہا کرتے تھے لیکن شادی کے بعد حضرت حارثہ بن نعمان انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا مکان آپ کو پیش کردیا اور آپ اسی مکان میں سیدہ کے ہمراہ رہنے لگے۔

زرقانی میں مرقوم ہے کہ جب سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے شوہر نامدار کے مکان میں جلوہ فگن ہوگئیں تو سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب وہاں تشریف لائے تو دروازے پر کھڑے ہوکر پہلے آپ نے اجازت چاہی پھر مکان کے اندر داخل ہوئے۔اس سے بہت ہی اہم بات مترشح ہوتی ہے کہ کسی کے گھر جاؤ خواہ اپنی بیٹی کا گھر ہی کیوں نہ ہو پہلے اجازت طلب کرو یعنی اذن کے بغیر گھر کے اندر جانا نہیں چاہیے،یہ ہے دینِ فطرت مقدس مذہب مہذب اسلام اور بانیٔ اسلام کا بے مثال لائق صد تحسین وآفریں عمل وارشاد۔

سرکارِ ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گھر کے اندر آنے کے بعد سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ ایک برتن میں پانی لاؤ۔جب پانی لایا گیا تو آپ نے اپنے دونوں دست مقدس کو اس میں ڈالا اور اسے مولائے کائنات اور سیدہ کائنات یعنی اپنی شہزادی اور داماد دنوں کے بدن پر چھڑکا اور انتہائی شفقت ومحبت بھرے لہجے میں آپ فرمانے لگے کہ اے میری پیاری بیٹی فاطمہ!میرے خاندان میں جو شخص سب سے بہتر ہے میں نے اس کے ساتھ تمہارا نکاح کیا ہے۔

کیا بات ہے رضا اس چمنستانِ کرم کی
زہرا ہیں کلی جس کے حسین اور حسن پھول

فتاویٰ رضویہ شریف کی پانچویں جلد میں سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مہرِ عقد کے سلسلے میں درج ہے کہ مہر جس پر عقدِ اقدس ہوا چار سو مثقال چاندی تھی یعنی پورے اکیس سو ساٹھ روپے بھر۔ سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی شہزادی کو بطور جہیز جو سامان عطا فرمایا تھا اس کی قدرے تفصیل کچھ اس طرح ہے، بان کی ایک چارپائی، چمڑے کا ایک گدا، ایک چھاگل، ایک مشک، دو چکیاں اور مٹی کے دو گھڑے، گدے کے سلسلے میں مذکور ہے کہ وہ گدا تھا تو چمڑے کا لیکن اس کے اندر روئی کا وجود نہیں تھا بلکہ گدا کھجور کے پتوں سے بھرا ہوا تھا۔

جہاں تک سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنا کے فضائل کا تعلق ہے اس سلسلے میں احادیث بھری ہوئی ہیں، شاید ہی کوئی ایسی حدیث کی کتاب ہو جس میں آپ کی فضیلتیں بیان نہ کی گئی ہوں، صحیح البخاری کے اندر سیدہ کی فضیلت پر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد عالی شان یوں مندرج ہے: فاطمة سيدة نساء اهل الجنة۔ یعنی سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔

دوسری حدیث جو ابن سیرین کی روایت کردہ الشرف المؤبد میں ہے، اس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ''يا بنية الا ترضين انک سيدة نساء العالمين۔ یعنی اے پیاری بیٹی! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم سارے جہان کی عورتوں کی سردار ہو۔ سیدہ کے اس سوال کے جواب پر قربان جائیے! آپ نے یہ نہیں کہا کہ ابا جان! میں اس بشارت سے بہت خوش ہوں۔ مجھے آپ کی وجہ سے اتنا بڑا مقام عطا ہوا بلکہ آپ نے فوراً عرض کیا ''یاابت فاین مریم'' یعنی اے میرے پیارے ابا جان! حضرت مریم کہاں ہیں یعنی جب میرا یہ مقام ہے تو پھر حضرت مریم کا مقام و مرتبہ کیا ہے۔

سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں سوال کرنا یقیناً جہاں آپ کی اعلیٰ فکر و شعور پر دال ہے وہیں آپ کی عظمتِ شان کی روشن وضاحت ہے، سرکارِ ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی ایسا پیارا جواب مرحمت فرمایا کہ اس سے نہ صرف یہ کہ سیدہ کو حضرت مریم کے بارے میں تشفی بخش جواب مل گیا بلکہ ان کی خوش بختیوں کے ستارے مسکرا پڑے۔ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا؟ تلک سيدة نساء عالمها۔ یعنی وہ (حضرت مریم) اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں۔

لفظ ''عالمھا'' سے جہاں یہ بات واضح ہوگئی کہ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں وہیں اس امر کی بھی صراحت ہوگئی کہ سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا تمام عالم کی عورتوں کی سردار ہیں کیوں کہ حضرت مریم کا عالم بھی تو عالمین میں شامل ہے، یہی وجہ ہے کہ اس ضمن میں کہ کئی ایک محققین نے بالخصوص علامہ نبہانی علیہ الرحمہ نے بڑے واضح انداز میں لکھا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جہان کی تمام عورتوں سے یہاں تک کہ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی افضل ہیں۔

ڈاکٹر اقبال نے حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فضیلت کے تناظر میں انتہائی اہم اور قابل صد مدحت چار اشعار یوں کہے ہیں:

مریم از یک نسبتِ عیسیٰ عزیز
وز سہ نسبت حضرت زہرا عزیز

نور چشم رحمۃ اللعالمین
آں امامِ اولین و آخرین

بانوئے آں تاجدارِ ھل اتیٰ
مرتضیٰ مشکل کشا شیرِ خدا

مادرِ آں مرکزِ پرکارِ عشق
مادرِ آں قافلہ سالارِ عشق

یعنی حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عیسی علیہ السلام کی ایک نسبت سے معزز ہیں اور حضرت زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا تین نسبتوں سے، ایک نسبت تو یہ کہ آپ امام اولین و آخرین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھوں کی نور ہیں۔ دوسری نسبت یہ کہ آپ مرتضیٰ مشکل کشا شیرِ خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی زوجۂ مطہرہ ہیں اور تیسری نسبت یہ کہ آپ مرکز پرکار

عشق اور قافلۂ سالار عشق یعنی حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مادرِ مشفقہ ومحترمہ ہیں۔

اس ضمن میں ''برکاتِ آلِ رسول'' کے اندر علامہ ابن داؤد کا مذکور جواب بے حد اہمیت کا حامل ہے، حضرت العلام کے سامنے جب اس بات کا سوال ہوا کہ آیا حضرت مریم افضل ہیں یا حضرت فاطمہ تو آپ نے مشکوۃ شریف میں مندرج حدیث ''فاطمہ بضعة منی'' یعنی آقائے نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہیں'' کی روشنی میں جواباً ارشاد فرمایا کہ میں اس ذات سے افضل تو افضل کسی اور کو مساوی بھی نہیں کہہ سکتا جو رسولِ برحق جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پارۂ جسم ولحم ہو۔

سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر چلا ہے تو یہ بھی یاد رہے کہ جو حدیث حضرت علامہ ابن داؤد نے پیش کی وہ جزءِ حدیث ہے، پوری حدیث یوں ہے: فاطمة بضعة من فمن اغضبها اغضبنی۔ یعنی سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے تو جس کسی نے اسے غضبناک کیا اس نے مجھے غضب ناک کیا۔

مشکوۃ شریف اور صحیحین شریفین میں جس جگہ یہ حدیث مرقوم ہے، وہاں وفی روایۃ کے بعد یہ بھی درج ہے: یریبنی ما ارابها ویوذینی ما اذاها۔ یعنی جو چیز فاطمہ کے لیے ناراضگی کا باعث ہے وہ میرے لیے بھی ناراضگی کا باعث ہے اور جو چیز فاطمہ کے لیے تکلیف دہ ہے وہ میرے لیے بھی تکلیف دہ ہے۔

مذکورہ احادیثِ معتبرہ ومستندہ کا جہاں رسول اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اپنی فقید المثال شہزادی سے بے لوث محبت پر دال ہیں وہیں ان شقی القلب لوگوں کے لیے تازیانۂ عبرت اور لمحۂ فکریہ ہے جنھوں نے امام حسنِ مجتبیٰ اور امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ سفاکانہ وظالمانہ سلوک کیا کیوں کہ ان کا یہ شرمناک ونازیبا اور قابلِ مذمت سلوک بلا شبہ سیدۂ کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے اذیت کا باعث رہا۔ دنیا میں تو ظالمین خائب وخاسر ہوئے ہیں اور آخرت میں بھی انھیں مذمت ورسوائی کا سامنا ہی نہیں بلکہ انھیں بھیانک انجام سے دوچار ہونا ہوگا۔

جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث آپ نے ملاحظہ فرمائی کہ رسول کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بڑی صراحت کے ساتھ فرمایا کہ جو چیز فاطمہ کے لیے تکلیف دہ ہے وہ میرے لیے بھی تکلیف دہ ہے۔ بیہقی کی روایت کردہ حدیث نور الابصار کے بیسویں صفحے میں اس طرح مرقوم ہے کہ رئیس المفسرین حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں ایک روز دوپہر کے وقت عالمِ رویا میں نے سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدار سے شرف یاب ہوا تو یہ دیکھ کر میری حالت دگرگوں ہونے لگی کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک روئے پاک پر بکھرے ہوئے اور گرد وغبار سے اٹے ہوئے نظر آئے اور آپ کے دستِ مقدس پر خون سے لبریز بوتل دیکھ کر مجھ پر کپکپی طاری ہوگئی۔ میں آپ کی خدمت میں سہمے سہمے بڑے ہی مؤدبانہ انداز میں عرض گذار ہوا کہ یارسول اللہ میرے والدین کی جانیں آپ پر نثار ہوں۔ یہ خون سے بھری ہوئی بوتل کیسی ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس میں میرے نورِ عین قلب وجگر کے چین حسین بن علی اور ان پر قربان ہونے والے ساتھیوں کا خون ہے جسے صبح سے اٹھا اٹھا کر اس بوتل میں جمع کیا ہے۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیدار ہونے کے بعد خواب کی تاریخ اور دن نوٹ فرما لیے۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ جب اس واقعہ کے کچھ دنوں کے بعد امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی ہمیں خبر معلوم ہوئی تو پتہ چلا کہ میرے خواب اور امام عالی مقام کی شہادت کی تاریخ اور دن بعینہ وہی تھے۔ سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عظمت شان صرف دنیا ہی تک محدود نہیں بلکہ کل روزِ قیامت بھی آپ کی رفعت وبرتری کی تجلیات بکھرتی نظر آئیں گی۔

بروز حشر اہل محشر کو کئی مشکل سے مشکل تر مراحل سے گذرنا ہوگا، ان مراحل میں پل صراط کا بھی ایک دشوار گذار مرحلہ ہے۔ اس پل سے متعلق حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ اپنی مایۂ ناز تصنیف لطیف بہار شریعت کی جلد اول میں رقم طراز ہیں کہ صراط

حق ہے۔ یہ ایک پل ہے کہ پشتِ جہنم پر نصب کیا جائے گا۔ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا۔ اس سلسلے میں مزید آپ فرماتے ہیں کہ جنت میں جانے کا یہی راستہ ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو اس پر چل نہ پائے گا وہ جنت کے بجائے جہنم میں گر جائے گا۔

اس لیے یہ بات احادیث سے ثابت ہے کہ پل صراط سے کافر گذر نہ سکے گا، برخلاف کافر کے مومنین اس پل کو عبور کر جائیں گے مگر اپنے اپنے اعمال کے اعتبار سے مختلف طریقوں پر! مثلاً بعض ایسے گزر جائیں گے جیسے پرندا اڑتا ہے، بعض ایسے جیسے گھوڑا دوڑتا ہے، بعض ایسے جیسے آدمی خوب تیز رفتار سے چلتا ہے، بعض چیونٹی کی طرح انتہائی آہستہ آہستہ اور بعض گرتے پڑتے کانپتے ہانپتے لنگڑاتے ہوئے، لیکن خاتون جنت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں صواعق محرقہ کے ص ۱۱۶ میں مندرج ہے کہ کل بروز قیامت سیدہ پل صراط سے بجلی کوندنے کی کی طرح تنہا نہیں بلکہ ستر ہزار حوروں کے جھرمٹ میں گذر جائیں گی۔ جب آپ گذریں گی تو اس وقت باطن عرش سے ندا آئے گی جیسا کہ اسی صواعق محرقہ میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بروز حشر ندا یوں آئے گی:

"یا اهل الجمع نکسوا رؤسکم وغضوا ابصاء کم حتی تمرّ فاطمة بنت محمد علی الصراط۔ یعنی اے محشر والو سر بہ خم ہو جاؤ اپنی آنکھیں بند کر لو تا کہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پل صراط عبور کر جائیں۔"

اس مختصر مقالے کا اختتام شعر رضا

سیدہ زاہرہ طیبہ طاہرہ
جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

پر جو میں نے تضمین کی ہے اس پر کرنا چاہوں گا۔

قدسی حضرات حسنین کی والدہ
مرشدہ راضیہ مرضیہ راشدہ
ناصحہ رافعہ صالحہ نافعہ
سیدہ زاہرہ طیبہ طاہرہ
جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عظمت و رفعت پر احادیث اس قدر وقیع و کثیر ہیں کہ اس مختصر سے مقالے میں ان کا احاطہ کرنا ممکن نہیں، پھر کسی موقع سے ان شاء اللہ بشرط زندگی تفصیلی گفتگو کی جائے گی، اللہ تبارک وتعالیٰ اس ماہ صیام میں سیدہ طیبہ طاہرہ زاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فیوض و برکات سے ہمیں مالا مال فرمائے، آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

□□□

شب برأت
دوزخ سے آزادی کی رات

شب برأت شریف یعنی عذاب دوزخ سے آزادی کی رات مبارک! اس مقدس و متبرک رات کو جس قدر ممکن ہو عبادت و ریاضت و نیک اعمال و افعال میں گزاریں، اپنے رب کے حضور اپنے گناہوں پر نادم ہوتے ہوئے توبہ و استغفار کی کثرت کریں، لوگوں اور خصوصاً والدین اور بہن بھائیوں سے معافی چاہیں، لوگوں سے لیے ہوئے قرض جس قدر ممکن ہو فوراً ادا کریں، دن میں روزہ رکھیں اور زیادہ سے زیادہ صدقہ و خیرات کا اہتمام کریں۔

اللہ کریم اس مبارک رات کے صدقے و طفیل دنیا بھر کے مسلمانوں کے ایمان، جان، مال اور عزت و آبرو کی حفاظت فرمائے۔ اس فقیر یا فقیر کے اہل خانہ و احباب کی طرف سے کوئی دل آزاری ہوئی ہو تو اللہ کریم اور اس کے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا کے لیے درگزر فرمائیں۔

فقیر محمد حسام احمد رضا حنفی قادری غفرلہ
۱۵ شعبان المعظم ۱۴۴۷ھ بمطابق ۳ فروری ۲۰۲۶ء بروز منگل
مرکز اہل سنت، بریلی شریف

از: مولانا عرفانی رضا*

بریلی شریف علم وسنیت کا مستند مرکز ہے

بعض لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ بریلی شریف علم کا مرکز نہیں، صرف سنیوں کا مرکز ہے حالانکہ یہ خیال حقیقت کے خلاف ہے، سب سے پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ علم کے مراکز کا معیار شہرت نہیں بلکہ علم کی گہرائی فقہی پختگی علمی خدمات اور اہل علم کی کاوشیں ہوتی ہیں، اس اعتبار سے بریلی شریف کا مقام بہت بلند ہے، بریلی شریف کو علمی مرکز ماننے کو سب سے پہلی دلیل خود وہ علمی شخصیت ہے، جس نے اس سرزمین کو علم سے روشن کیا اور دوسری دلیل ایسی شخصیت کی موجودگی خود اس شہر کو مرکز علم بنانے کے لیے کافی ہے، اسلام کی دنیا میں بہت سے مقامات ایسے ہیں، جہاں سے فیض و برکات کی نہریں جاری ہوئیں مگر بریلی شریف ان میں ایک ممتاز اور نمایاں مقام رکھتا ہے۔ یہ شہر محض ایک بستی نہیں بلکہ علم عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سنیت فقہ وفتاویٰ اور روحانیت کا عظیم مرکز ہے، صدیوں سے اہل ایمان اس سرزمین کو مرکز علم وہدایت اور سرچشمہ خیر سمجھتے آئے ہیں۔

بریلی شریف کی علمی عظمت، بریلی شریف کی شناخت

سب سے بڑھ کر اس کی علمی شان یہاں سے فنون حدیث و تفسیر، قواعد فقہ واصول، منطق وفلسفہ، تصنیف وتالیف اور تحقیق و تنقید کا وہ عظیم علمی سرمایہ سامنے آیا ہے جس نے برصغیر ہی نہیں پوری دُنیا میں اہل سنت وجماعت کی فکری بنیادوں کو مضبوط کیا، خصوصاً سرکار اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے جو علمی خدمات انجام دیں وہ رہتی دنیا تک مشعل راہ رہیں گی، ان کی ایک ہزار سے زائد تصانیف علم کا ایسا سمندر ہیں جن سے آج بھی علمائے کرام رہنمائی لیتے ہیں، سنیت کی حفاظت کا مرکز بریلی شریف ہمیشہ سے اہل سنت وجماعت حنفی کا قلعہ رہا ہے، یہاں سے ختم نبوت کی حفاظت، ادب مصطفیٰ کا پرچار، اولیائے کرام سے محبت اور امت کے عقائد صحیحہ کی ترویج کی وہ آواز بلند ہوئی جو سند بھی ہے اور دلیل بھی! یہی وجہ ہے کہ بریلی شریف کو دنیا علم وسنیت کا مرکز کہتی ہے کیونکہ یہاں سے صادر ہونے والی تعلیمات نے امت کے علمی وروحانی رخ کو مضبوط بنیادوں پر قائم رکھا۔

روحانیت اور نسبت اولیا

بریلی شریف کا ماحول اپنے اندر آداب محبت، ذکر واذکار اور نسبت اولیا کی خوشبو لیے ہوئے ہے، یہاں آنے والوں کے دل عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حرارت اولیائے کرام کے فیض اور دینی وابستگی سے منور ہو جاتے ہیں، عاشقان رسول کے لیے بریلی شریف محض ایک مقام نہیں بلکہ روحانی نسبت کا مرکز ہے، بریلی شریف سے ہونے والی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے، مدارس وجامعات کا قیام، فتویٰ اور شرعی رہنمائی، دینی تربیت اور اصلاح تصوف وروحانیت کی تعلیم، عوام وخواص کی دینی رہنمائی، کتابوں رسائل اور فتویٰ کی عالمی اشاعت یہ تمام خدمات اس مرکز کی عظمت کا واضح ثبوت ہیں۔

بریلی شریف آج بھی روشنی کا مینار

وقت کے بدلتے حالات میں بھی بریلی شریف کا کردار کم نہیں ہوا بلکہ پھلتا پھولتا جارہا ہے، یہ مرکز آج اہل سنت کی رہنمائی علمی استقامت، دینی خدمات اور عشق مصطفیٰ کی روشنی دنیا کے کونے کونے تک پہنچا رہا ہے۔ بریلی شریف علم وعرفان کا روشن مینار ہے جس کی کرنیں دلوں کو منور کرتی ہیں، عقائد کو مضبوط کرتی ہیں اور امت کو سنت نبوی کی طرف بلاتی ہیں، دعا اللہ تعالیٰ اس مرکز کو ہمیشہ قائم ودائم رکھے اور اسے دنیا بھر کے اہل ایمان کے لیے ہدایت وفیض اور برکات کا ذریعہ بنائے، آمین۔ ☐☐☐

* مضمون نگار راج محل صاحب گنج جھارکھنڈ کے متوطن ہیں۔

از: مولانا طارق انور مصباحی *

شیطان لعین کی غلطی اور تاویل باطل

ابلیس لعین نے سجدہ نہیں کیا۔ یہ اس کی غلطی تھی، پھر اس نے تاویل کی کہ میں تو افضل ہوں. میں آگ سے پیدا کیا گیا. میں مٹی سے پیدا کیے جانے والے کو سجدہ نہیں کر سکتا۔

(1) یہ اس کی تاویل باطل تھی، قرآن مقدس میں شیطان کی تاویل باطل کا ذکر موجود ہے، شیطان نے جنت سے نکلنا منظور کر لیا۔ وہ دربار خداوندی سے باہر ہونا قبول کر لیا، لیکن وہ توبہ نہ کر سکا۔ اس کی عقل ماری گئی تھی۔ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد میں توبہ کی خاص اجازت دی گئی، لیکن شیطان تیار نہ ہوا۔

(2) ماوشما بھی غلطیوں کی تاویل کرتے ہیں۔ یعنی شعوری طور پر یا لاشعوری طور پر ہم لوگ بھی شیطانی راہ پر چل پڑے ہیں۔ کیا ہم سب کو اس بارے میں غور نہیں کرنا چاہیے۔

(3) دیکھو! میرا نظریہ ہے کہ ہم سب کو دنیا و آخرت کی نعمتیں چاہئے۔ یہ نعمتیں اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے اور ہمارے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام تقسیم فرماتے ہیں، لہٰذا خلوص دل کے ساتھ فرمان الٰہی و ارشاد نبوی کے سامنے سر جھکا دیا جائے۔ اگر اٹھنے کہا جائے تو اٹھ جاؤ، بیٹھنے کہا جائے تو بیٹھ جاؤ، سر جھکانے کہا جائے تو سر جھکا دو۔

شیطان تو مقرب دربار الٰہی تھا، وہ اکڑ گیا تو مردود بارگاہ الٰہی قرار پایا اور جہنم کا مستحق بن بیٹھا۔ ہم لوگ تو شیطان کی طرح عبادت گزار بھی نہیں اور دربار خداوندی کے مقرب بھی نہیں، پھر ہم لوگوں کا کیا حال ہوگا۔ شیطان کی راہ پر جانے سے قبل ہزار بار شیطان کے انجام پر غور کر لو۔

(4) لوگ سمجھتے ہیں کہ تاویل باطل سے عزت بچ جائے گی۔ شیطان نے تاویل باطل کی، منافقین نے تاویل باطل کی، بلکہ ہر گمراہ تاویل کرتا ہے، ان کی عزت نہ بچ سکی تو ہماری اور آپ کی کیسے بچے گی۔ ہاں، اپ کا خاص گروہ اپ کو اچھا سمجھے گا اور اپنا سردار مانے گا تو یہ کوئی کمال نہیں۔ شیطانی گروہ بھی شیطان کو اپنا سردار مانتا ہے۔ دنیاوی سرداری مل سکتی ہے، لیکن دنیا اور آخرت کی نعمتیں نہیں مل سکیں گی، لہٰذا تاویل کی بجائے راہ حق کی طرف آئیں۔

جہاں تک لوگوں کی بات ہے تو بہت سے لوگ تو حضرات ائمہ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو برا بھلا کہتے تھے، پھر ہماری اور تمہاری حیثیت کیا ہے؟

(5) میں تو یہی مشورہ دیتا ہوں اور نیک مشورہ ہے کہ صدق دل سے حکم خداوندی کے آگے سر جھکا دو، لوگوں کا خیال دل سے نکال دو۔ جو آج تمہارا دوست ہے، کل وہ تمہارا دشمن ہو سکتا ہے۔ جو آج تمہاری تعریف کر رہا ہے، کل وہ تمہاری برائی کر سکتا ہے، لیکن اللہ و رسول (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یقیناً بھروسے کے لائق ہیں۔ اگر جھک جاؤ گے تو سر بلند کر دیئے جاؤ گے۔ اگر شیطان کی طرح سرکشی کرو گے تو ذلیل و خوار ہو جاؤ گے۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

(6) اگر تم کچھ عقل رکھتے ہو تو میرا مشورہ قبول کر لو۔ میں صرف مشورہ نہیں دیتا، بلکہ بفضلہ تعالیٰ اپنی غلطی معلوم ہو جانے پر اللہ تعالیٰ کے فرمان کے آگے سر بھی جھکا لیتا ہوں، جہاں تک لوگوں کی بات ہے تو میں شرعی معاملات میں دنیا والوں کی طرف ایک فی صد بھی توجہ نہیں دیتا کہ کون کیا کہتا ہے، بس یہ دیکھتا ہوں کہ میرے خداوند قدوس کی مرضی مبارک کیا ہے؟ اور ہمارے حبیب علیہ التحیۃ والثنا کیا ارشاد فرما رہے ہیں؟

(7) سنو! مسلم، ہندو، سکھ، عیسائی، یہودی و مجوسی سب لوگ کہتے ہیں کہ پھل دار درخت جھکا رہتا ہے، یعنی یہ بقیہ ص ۱۴ر پر

* مضمون نگار پیغام امن ایڈوائزنگ کمیٹی کے بانی ہیں۔

از: مولانا انیس الرحمن حنفی رضوی *

منبر رسول ﷺ کی حرمت اور عصر حاضر کے تماشائی واعظین

اسلامی تہذیب میں بعض مقامات، بعض مناصب اور بعض ذمہ داریاں ایسی ہیں جنہیں محض ظاہری حیثیت میں نہیں بلکہ روحانی، شرعی اور اخلاقی عظمت کے ساتھ دیکھا جاتا ہے، انہی میں سب سے نمایاں اور مقدس مقام منبر رسول ﷺ ہے، یہ وہ مقام ہے جہاں سے نبی اکرم ﷺ نے امت کو ایمان، اخلاق، شریعت اور آخرت کی راہوں سے آگاہ فرمایا۔

منبر محض وعظ کا پلیٹ فارم نہیں بلکہ نبوت کی نیابت، علم دین کی امانت اور اصلاحِ امت کی ذمہ داری کا مرکز ہے، اسی لیے ائمۂ امت نے منبر پر بیٹھنے اور بولنے کو ہمیشہ ایک عظیم بوجھ اور بھاری ذمہ داری سمجھا، نہ کہ شہرت، مقبولیت یا عوامی داد وتحسین کا ذریعہ، لیکن افسوس کہ موجودہ دور، خصوصاً سوشل میڈیا کے غلبے کے بعد، منبر کے ساتھ جڑا ہوا یہ فہم کمزور پڑتا جا رہا ہے۔

آج منبر کو بہت سے لوگوں نے اسٹیج، جلسہ گاہ اور تفریحی پلیٹ فارم بنا لیا ہے، خطابت کا مقصد دلوں کی اصلاح کے بجائے قہقہے بکھیرنا، تالیاں سمیٹنا اور ویڈیوز کو وائرل کروانا بنتا جا رہا ہے، ایسے ماحول میں بعض نام نہاد واعظین ابھر کر سامنے آرہے ہیں جن کی مقبولیت علم، تقویٰ اور فہمِ دین پر نہیں بلکہ غیر سنجیدہ گفتگو، من گھڑت قصوں، جھوٹے واقعات اور بازاری مزاح پر قائم ہے، حالیہ دنوں میں سوشل میڈیا پر وائرل ہونے والا ایک جھارکھنڈی بابا اسی ذہنیت کی ایک نمایاں مثال ہے، جس کی دعوتوں میں اضافہ اس لیے ہو رہا ہے کہ عوام کی ایک بڑی تعداد جلسہ کو عبادت اور اصلاح کے بجائے تفریح اور ذہنی مشغلے کے طور پر لینے لگی ہے۔

یہاں بنیادی سوال یہ نہیں کہ فلاں بابا کیا کہتا ہے، بلکہ اصل سوال یہ ہے کہ منبر پر کیا کہا جانا چاہیے اور کس انداز میں کہا جانا چاہیے، شریعت اسلامیہ اس باب میں نہایت واضح ہے، رسول اللہ ﷺ نے دین کے نام پر جھوٹ گھڑنے کو سخت ترین گناہوں میں شمار فرمایا۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔ یعنی جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھے، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔"

یہ وعید محض حدیث گھڑنے والوں کے لیے نہیں بلکہ ہر اس شخص کے لیے ہے جو دین کے نام پر ایسی بات بیان کرے جس کی کوئی اصل نہ ہو، چاہے وہ بات مزاح کے پیرائے میں ہو یا عوام کو ہنسانے کے لیے کہی گئی ہو، کیونکہ دین میں جھوٹ ہی رہتا ہے، اس کا مقصد خواہ کچھ بھی بتایا جائے۔ جھارکھنڈی بابا اور اس طرز کے واعظین کی گفتگو اگر سنجیدہ علمی پیمانے پر پرکھی جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ان کی اکثر باتیں یا تو من گھڑت قصہ کہانیوں پر مشتمل ہوتی ہیں، یا پھر سنی سنائی حکایات کو بلا تحقیق، بلا حوالہ اور بلا ذمہ داری بیان کیا جاتا ہے۔

ان قصوں کا مقصد سامعین کے دلوں میں خشیت الٰہی پیدا کرنا نہیں بلکہ وقتی ہنسی، داد اور واہ واہ سمیٹنا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسٹیج پر بیٹھے بعض لوگ بھی ہنس پڑتے ہیں اور عوام اس ہنسی کو جلسہ کی کامیابی سمجھ لیتی ہے، حالانکہ حقیقت میں یہ منبر کی ناکامی اور دعوت کے زوال کی علامت ہوتی ہے۔ قرآن کریم نے دعوتِ دین کے اصول نہایت واضح انداز میں بیان فرمائے ہیں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ۔ یعنی اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلاؤ۔"

* مضمون نگار جامعہ خوشتر رضائے فاطمہ گرلس اسکول سوار ضلع رامپور کے استاذ ہیں۔

حکمت کا مفہوم یہ ہے کہ بات علم، فہم اور بصیرت کے ساتھ کی جائے اور موعظتِ حسنہ کا مطلب یہ ہے کہ نصیحت ایسی ہو جو دل کو نرم کرے، نفس کو جھنجھوڑے اور انسان کو اپنے انجام پر غور کرنے پر مجبور کرے، اس آیت میں کہیں بھی اس بات کی اجازت نہیں دی گئی کہ دین کو لطیفہ، قصہ یا اسٹیج شو بنا دیا جائے۔ سلف صالحین کے طرزِ عمل پر نظر ڈالی جائے تو منبر کی عظمت کا تصور اور بھی واضح ہو جاتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی منبر پر کھڑے ہو کر اپنے آپ کو جواب دہ سمجھتے تھے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ جیسے عظیم محدث فتویٰ دینے سے پہلے بارہا سوچتے اور اکثر "لا أدری" کہنے میں عافیت سمجھتے تھے۔

اس کے برعکس آج کے بعض واعظین ہر موضوع پر بلا جھجھک بولتے ہیں، نہ تحقیق کی پرواہ، نہ حوالہ کی فکر اور نہ اس بات کا احساس کہ وہ کس مقام پر کھڑے ہو کر کیا کہہ رہے ہیں۔ اس پورے منظر نامے میں صرف واعظین ہی قصوروار نہیں بلکہ عوام کا ذوق بھی اس خرابی کو بڑھا رہا ہے۔ جب جلسہ کی کامیابی کا معیار یہ بن جائے کہ مجمع کتنا ہنسا، کتنی ویڈیوز وائرل ہوئیں اور کتنے فالوورز بڑھے، تو لازماً ایسے ہی خطبا سامنے آئیں گے جو دین کے بجائے عوامی مزاج کی پیروی کریں گے۔

حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے واضح فرمایا کہ اللہ تعالیٰ علم کو یک دم نہیں اٹھاتا بلکہ علما کو اٹھا لیتا ہے اور جب جاہل لوگ رہنما بن جائیں تو وہ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ منبر رسول ﷺ کو جھوٹ، تماشہ اور تفریح کا ذریعہ بنانا دراصل صرف ایک اخلاقی خرابی نہیں بلکہ ایک دینی سانحہ ہے۔ یہ طرزِ عمل دین کی سنجیدگی کو ختم کرتا ہے، نئی نسل کے دلوں میں دین کی وقعت کم کرتا ہے اور حقیقی علما و داعیان کی محنت کو پسِ پشت ڈال دیتا ہے۔

منبر سے نکلنے والی بات اگر انسان کو اپنے گناہوں پر رلانے کے بجائے ہنسا دے، اگر آخرت کی فکر جگانے کے بجائے محض وقتی خوشی دے، تو ایسی خطابت اصلاح نہیں بلکہ تخریب ہے، چاہے اس کے نام پر کتنی ہی بڑی بھیڑ کیوں نہ جمع ہو جائے۔

آخر میں یہ بات پوری وضاحت کے ساتھ سمجھنی چاہیے کہ اس مضمون کا مقصد کسی ایک جھارکھنڈی بابا کو نشانہ بنانا نہیں بلکہ اس پورے رجحان کا علمی رد ہے جو منبر کو تماشہ اور دین کو تفریح بنا رہا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ منبر کی حرمت کو دوبارہ زندہ کیا جائے، اہلِ علم کو آگے لایا جائے، جھوٹ اور من گھڑت باتوں سے سختی سے روکا جائے اور عوام کو یہ شعور دیا جائے کہ دین کی مجلس کا مقصد ہنسی نہیں بلکہ ہدایت ہے۔

اگر منبر محفوظ رہا تو دین محفوظ رہے گا اور اگر منبر کو بازار بنا دیا گیا تو پھر امت کو فکری زوال سے کوئی نہیں بچا سکے گا، اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو منبر رسول ﷺ کی عظمت پہچاننے اور اس کے تقاضے پورے کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

□□□

ص 91 / کا بقیہ ....

اے سائلو! تم دامن امید پسارو
جاری نبی کے جود کا دریا ہے رات دن

اپنے درِ کرم پہ کب بلوائیں گے حضور
یہ سوچ کر غریب تڑپتا ہے رات دن

رزاق رب ہے، قاسم نعمت ہیں مصطفےٰ
ان کے ہی در سے کل جہاں پلتا ہے رات دن

نعت رسول پاک کی برکت سے دوستو
اک کیف اک سرور سا رہتا ہے رات دن

ہے یہ نعیم قادری واصف حضور کا
بس اس لیے جہاں میں چمکتا ہے رات دن

□□□

صوموا لرؤيته
وأفطروا لرؤيته فإن غم عليكم
فأكملوا عدة شعبان ثلاثين

(از: مفتی غلام مصطفےٰ نعیمی*)

جائز وناجائز کے دہرے پیمانے

ہمارے ایک منہ لگے دہلوی دوست کہا کرتے ہیں:

"مرنے کے بعد دیوبندی بھی آدھا بریلوی ہوجاتا ہے۔"

چند دن پہلے جب دیوبندی مکتب فکر کے معروف مبلغ پیر ذوالفقار نقشبندی کی پھولوں سے سجی ہوئی قبر اور اس پر مراقبہ جمائے ان کے محبین کی تصویریں نگاہوں سے گزریں تو مذکورہ دوست کی بات ایک بار پھر سے صحیح ثابت ہوئی کہ واقعتاً جو کام دیوبندی مکتب فکر میں زندگی بھر بدعت اور خلاف سنت مانے جاتے ہیں، بعد انتقال وہی سارے کام عین ثواب اور اسلامی ہوجایا کرتے ہیں۔ چاہے قبروں پر پھول ڈالنا ہو یا قبروں کو محفوظ رکھنا، ہلکے پھلکے گھماؤ پھراؤ کے ساتھ وہ سارے کام کرلیے جاتے ہیں جن کے خلاف زندگی بھر محاذ آرائی کی جاتی ہے۔

قبروں پر پھول اور دیوبندی نظریات

قبروں پر پھول ڈالنے کے متعلق دیوبندی مکتب فکر میں خاصی سختی پائی جاتی ہے۔علمائے دیوبند نے اس عنوان پر نہ صرف روایتی سختی سے کام لیا بل کہ مجوزین کے خلاف تحریری و زبانی ردوتردید کا بازار بھی گرم رکھا۔ پہلے ایک نظر علمائے دیوبند کے ان فتاویٰ پر ڈال لیں جو انہیں قبروں پر پھول ڈالنے سے متعلق صادر فرمائے ہیں، مفتی محمود حسن گنگوہی لکھتے ہیں:

"قبر پر پھول وغیرہ ڈالنا آنحضرت، صحابہ، تابعین، ائمہ مجتہدین اور سلفِ صالحین سے ثابت نہیں؛ لہٰذا یہ عمل قابلِ ترک ہے۔" (فتاویٰ محمودیہ ۹/ ۱۷۲)

مفتی سلمان منصور پوری لکھتے ہیں:

"قبر پر پھول وغیرہ ڈالنے کی رسم بدعت ہے، دورِ نبوت سے لیکر اکابر امت تک اس کا کہیں ثبوت نہیں ہے اس لئے ایسی رسم سے اجتناب ضروری ہے۔" (برقی فتویٰ مفتی سلمان)

مفتی یوسف بنوری کراچوی لکھتے ہیں:

"قبروں پر پھول ڈالنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور ائمۂ مجتہدین سے ثابت نہیں ہے، اس لیے قبر پر پھول ڈالنا درست نہیں ہے، بلکہ پھول کے بجائے یہ رقم صدقہ وخیرات کرکے میت کو ثواب پہنچادے، یہ زیادہ بہتر ہے، تاکہ میت کو بھی فائدہ ہو اور رقم بھی ضائع نہ ہو۔" (ویب سائٹ جامعہ اسلامیہ بنوریہ، فتویٰ نمبر: 144103200355)

مذکورہ اقتباسات مشتے نمونہ از خروارے کی قبیل سے ہیں، وگرنہ اس عنوان پر ہر دیوبندی دارالافتا سے انہیں جیسے الفاظ اور اس سے بھی سخت لب ولہجے کے فتاویٰ جاری ہوتے رہتے ہیں۔ مجوزین کو بدعتی اور مخالف سنت قرار دے کر ان کے ایمان وعقیدے کی پیمائش کی جاتی ہے اور عوامی سطح پر اختلاف وانتشار کی کاشت کی جاتی ہے۔

قصہ پرانا ہے

قبروں کو محفوظ رکھنے یا پھول ڈالنے کو لے کر مخالفین اہل سنت نے نظری وعملی طور پر جو تشدد اختیار کیا ہے، وہ حد درجہ خطرناک کرتے تھے، سچ ہے ''والفضل ماشھدت بہ الاعداء''

آپ کی زندگی کا لمحہ لمحہ دین متین کی خدمت اور بندگان خدا کی رشد وہدایت میں صرف ہوا، اگر آپ کی سیرت وسوانح کا بنظر عمیق مطالعہ کیا جائے تو ہر قاری پر یہ بات آفتاب نیم روز کی طرح عیاں ہوجائے گی کہ آپ کی پاکیزہ حیات کا گوشہ گوشہ خدمت دین، اشاعت واقع ہوا۔ اسی فکری تشدد کی بنیاد پر جنت البقیع شریف میں صحابۂ کرام کی قبریں مسمار کی گئیں۔

پاکستان کے خیبر پختونخوا، اور بلوچستان میں دیوبندی نظریات کی تنظیموں نے متعدد مزارات اور قبروں کو شہید کیا، آگ

*مضمون نگار ماہنامہ سواد اعظم دہلی کے چیف ایڈیٹر ہیں۔

لگائی اور عوامی طور پر بے حرمتی کی۔ اس جارحیت کے پیچھے وہی متشدد سوچ کارفرما ہے جو دیوبندی/وہابی مکاتب فکر کے اداروں سے پروان چڑھائی جاتی ہے۔

مگر حیرت بالائے حیرت ہے

ایک طرف مزارات اور قبور بزرگاں کے خلاف یہ کہہ کر مہم چلائی جاتی ہے کہ یہ طرزِ عمل خلاف اسلام ہے، وہیں خود اپنے اکابرین کی قبریں نہ صرف محفوظ رکھی گئیں بل کہ ارد گرد سنگ مرمر کی خوب صورت جالیاں لگا کر احاطہ بندی بھی کی گئی۔ سالہا سال پھولوں کی چادریں پیش کی جاتی ہیں۔ مخصوص مواقع پر خصوصی زیارت کی جاتی ہے، خاص مہمانوں کو بہ طور خاص وہاں حاضریاں کرائی جاتی ہیں، آخر اس دُہری پالیسی کو کیا کہا جائے؟

سال بھر پیش تر دیوبندی مکتب فکر کے ہی معروف مبلغ طارق جمیل کے جواں سال بیٹے کی قبر پر بھی وہی رسومات ادا کی گئیں جن کے لیے اہل سنت کو بدعتی ہونے کا طعنہ دیا جاتا ہے۔ دیوبندی مکتب فکر کے اکابرین میں شامل مولانا قاسم نانوتوی، مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا تھانوی کی قبریں آج تک محفوظ ہیں، باضابطہ "مزار مبارک، مرقد مبارک" کے کتبے لگے ہوئے ہیں تاکہ "زائر وزیارت" کا تصور پوری طرح برقرار رہے۔

اسی طرح جماعت اسلامی کے بانی مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کی قبر بھی خوب صورت سنگ مرمر کی جالیوں سے مرصع بنی ہوئی ہے۔ سر سید احمد خان کی قبر بھی مزار کی شکل میں موجود ہے، جہاں باضابطہ پھولوں کی چادریں پیش کی جاتی ہیں، مزارات کے خلاف نہایت جارحانہ مہم چلانے والے مولانا اسماعیل دہلوی بھی ایک عدد پکی قبر گھیرے ہوئے ہیں۔

اب یہاں یہ عذر لا حاصل ہوگا کہ ہمارے اکابرین کی قبریں ارد گرد ہی سے پکی ہیں۔ مکمل قبریں پختہ نہیں ہیں، اس پر بس اتنا ہی کہا جا سکتا ہے کہ؛ میاں! دیواریں تو اٹھا ہی دی گئی ہیں، بس چھت ہی تو باقی ہے، کسی مناسب موقع پر چھت بھی ڈال دی جائے گی۔

فی الحال دیواریں اور سالانہ لیپائی پتائی ہی قبر کو پختہ بنائے رکھنے کے لیے کافی ہے۔ پختہ کا مفہوم صرف چھت ڈالنے ہی پر نہیں بہر صورت قبر کو محفوظ رکھنے پر بھی صادق آتا ہے، کہ مقصد دونوں کا ایک ہی ہے، بس کوئی ذرا کھل کر کر رہا ہے اور کوئی ہاتھ جھاڑ کر!

کاش! قبور مسلمین کے متعلق من مانی تشریحات اور تشدد کے بجائے اسلامی رواداری سے کام لیا گیا ہوتا تو نہ امت مسلمہ میں اختلاف وانتشار برپا ہوتا اور نہ آج خود دہرے کردار کا شکار ہونا پڑتا۔ ہم ہرگز ہر کہ و مہ کی قبر پختہ بنانے کے حامی و قائل نہیں لیکن قبور مسلمین کی بے حرمتی حد درجہ سنگین جرم ہے۔

اسی طرح پھول ڈالنے جیسی رسومات کو لے کر غیر ضروری تشدد اور دل آزاری نے امت کو تقسیم ہی کیا ہے اور کچھ نہیں! طرفہ تماشا یہ ہے یہی سارے اپنے یہاں بھی جاری وساری ہیں۔ ؎

تم کرو تو مصلحت، ہم کریں تو غداری
کیا خوب تیرا معیار، کیا تیری رواداری

ص 92 کا بقیہ ....

تصوف اور طریقت کے وہ ایسے رازداں ٹھہرے
کہ ان کی ذات پر اب تک طریقت ناز کرتی ہے

دکھائی اجتہادی شان اپنی دنیا والوں کو
تری فکر و بصیرت پر بصیرت ناز کرتی ہے

بہت سارے صحابی کی زیارت تم نے فرمائی
اسی باعث تو تم پر تابعیّت ناز کرتی ہے

عیالِ بی حنیفہ ہے یہ قولِ شافعی برحق
عیالِ فقہ ہونے پر یہ امت ناز کرتی ہے

فضائل کے وہ جامع ہیں، محاسن کے وہ پیکر ہیں
امام اعظم پہ ہر وصف و فضیلت ناز کرتی ہے

شریعت کے محافظ، خادم دینِ رسول اللہ
تمہارے جیسے ہی خادم پہ خدمت ناز کرتی ہے

رہے تا زندگی پابند سنت اس طرح اشرفؔ
کہ ان پر آج تک آقا کی سنت ناز کرتی ہے

□□□

از: مولانا محمد جسیم اکرم مرکزی*

امام اعظم اور قیاس سے استدلال! ایک جائزہ

امام المجتہدین، شرح "من یرد اللہ بہ خیرا یفقہ فی الدین" سند المحدثین، امام الائمہ، کاشف الغمہ، امام اعظم ابو حنیفہ حضرت نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ عنہ، آسمانِ فقاہت کے اس چمکتے دمکتے سورج کا نام ہے جس کی ضیا پاشیوں سے عالمِ انس وجن منور و تابناک ہے۔

آپ نے قرآن وحدیث سے مسائل کا استنباط واستخراج کیا، اصول وضوابط وضع کیے اور منصب عظیم مجتہد فی الشرع پر فائز ہوئے۔ آپ نے فقہ کی تدوین فرمائی۔ جن مسائل کا سراغ صراحتاً قرآن وحدیث میں نہیں ملا، ان مسائل کو قرآن وحدیث کی روشنی میں قیاسِ شرعی کے ذریعے استنباط فرمایا۔

قیاس کی لغوی اور اصطلاحی تعریف

قیاس لغت میں" تقدیر" یعنی" اندازہ لگانا" کو کہتے ہیں، کہا جاتا ہے"قست الثوب بالذراع" (میں نے گز کے ذریعے کپڑا ناپا) اور"قست النعل بالنعل" (میں نے جوتے کو جوتے سے ناپا) اور اصطلاح میں"مساواۃ المسکوت للمنصوص فی علۃ الحکم۔ **یعنی حکم کی علت میں مسکوت کا منصوص کے برابر ہونا۔**" [ملخصا فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت ص ۳۰۵]

المنار مع نور الانوار میں ہے: القیاس فی اللغۃ: التقدیر و فی الشرع: تقدیر الفرع بالاصل فی الحکم و العلۃ۔ **یعنی قیاس لغت میں اندازہ لگانے کو کہتے ہیں اور شریعت میں قیاس حکم اور علت میں اصل پر فرع کا اندازہ لگانے کو کہتے ہیں۔**

[جلد دوم ص ۲۳۹ دار نور الصباح مکتبہ امیر]

قیاس کا ثبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں

اللہ جل وعلا کا ارشاد ہے: فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ۔

[الحشر-۲] **تو عبرت لو اے نگاہ والو۔** [کنز الایمان]

قیاس کی دلیل میں صاحب المنار نے مذکورہ بالا آیت کریمہ کو ارقام فرمایا اور المنار کی شرح نور الانوار میں ملا جیون احمد رضی اللہ عنہ نے اسی کی شرح یوں فرمائی:

"لأن الاعتبار رد الشيء إلى نظيره، فكأنه قال: قيسوا الشيء على نظيره، وهو شامل لكل قياس، سواء كان قياس المثلات على المثلات أو قياس الفروع الشرعية على الأصول، فيكون إثبات حجية القياس به ثابتاً بالنص۔ [جلد دوم، ص ۲۴۱] ترجمہ: **اس لیے کہ شے کو شے کی نظیر کی طرف پھیرنے کو اعتبار کہتے ہیں، تو گویا کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا: شے کو اس کی نظیر پر قیاس کرو اور وہ تمام قیاس کو شامل ہے، خواہ وہ قیاسِ مثلات بر مثلات (یعنی عقوبات کو عقوبات پر قیاس کرنا) ہو یا فروعِ شرعیہ کا قیاس اصولِ شرعیہ پر ہو، تو اس طریقے سے حجیتِ قیاس کا اثبات نص سے ثابت ہوا۔"**

حدیث شریف میں ہے:

"عن معاذ بن جبل: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لما بعثه إلى اليمن قال: كيف تقضي إذا عرض لك قضاء؟ قال: أقضي بكتاب الله قال: فإن لم تجد في كتاب الله؟ قال: فبسنة رسول الله صلى الله عليه و سلم قال: فإن لم تجد في سنة رسول الله؟ قال: أجتهد رأيي ولا آلو قال: فضرب رسول الله صلى الله عليه و سلم على صدره وقال: الحمد لله الذي وفق رسول رسول الله لما يرضى به رسول الله۔ [مشکوۃ المصابیح ۳۶۷۳، سنن أبو داود رقم الحدیث ۳۵۹۲، والبیہقی فی "الکبری" ۱۰/۱۱۴، والترمذی رقم الحدیث ۱۳۲۷] ترجمہ: **حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے**

* مضمون نگار جامعۃ الرضا بریلی شریف کے فاضل ہیں۔

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جب یمن (کا والی بنا کر) بھیجا تو ارشاد فرمایا کہ جب تمہارے سامنے کوئی مسئلہ آئے گا تو کیسے فیصلہ کروگے؟ تو کہا: میں کتاب اللہ سے فیصلہ کروں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اگر کتاب اللہ میں نہ پاؤ (تو کیا کروگے)؟ کہا: تو میں سنت (حدیث) رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کروں گا۔ فرمایا: اگر سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ ملے تو (کیا کروگے)؟ کہا: تو میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور میں اجتہاد کرنے میں کوتاہی سے کام نہیں لوں گا۔ راوی نے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست اقدس حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے سینے پر مارا اور فرمایا: تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد معاذ بن جبل کو اس چیز کی توفیق عطا کی جس سے اللہ اور اس کا رسول راضی ہو۔"

ایک وہم کا ازالہ

وہم: بعض حضرات کو یہ وہم ہوا کہ قیاس کی کیا ضرورت ہے جب کہ قرآن مجید میں سب کچھ ہے، جیسا کہ اللہ جل جلالہ کا ارشاد ہے:

" وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ۔[النحل ۸۹] ترجمۂ کنز الایمان: اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے اور ہدایت اور رحمت اور بشارت مسلمانوں کو۔"

"مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ۔[الانعام ۳۸] ترجمۂ کنز الایمان: ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا۔"

ازالۂ وہم

اس وہم کا ازالہ یہ ہے کہ بے شک قرآن مقدس میں سب کچھ ہے لیکن کسی کو قرآن میں کسی مسئلے کا نہ ملنا اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ وہ قرآن میں نہیں ہے کیونکہ عدم وجدان عدم کون (یعنی نہ پایا جانا نہ ہونے) کو مستلزم نہیں۔ نور الانوار میں ہے:

" ان عدم الوجدان لا يقتضي عدم كونه في الكتاب [جلد دوم، ص ۲۴۲] یعنی قرآن مجید میں کسی چیز کا نہ پایا جانا اس کے نہ ہونے کو مستلزم نہیں ہے۔"

تو جب مسئلہ قرآن وحدیث میں نہ ملے تو پھر انسان کیا کرے؟ کس پر عمل کرے؟ اس کی حلت و حرمت کو کیسے پہچانے؟ تو ضروری ہوا کہ وہ قرآن وحدیث کے معانی ومفاہیم پر غور وفکر کر کے قیاس کرے اور پھر اس کے بعد جو نتیجہ نکلے اس پر عمل کرے۔ مثال: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"التمر بالتمر، والحنطة بالحنطة، والشعير بالشعير، والملح بالملح، مثلا بمثل، يدا بيد، فمن زاد أو استزاد فقد أربى، إلا ما اختلفت ألوانه ۔[رواہ الإمام أحمد و مسلم] ان چھ چیزوں میں زیادتی کے ساتھ بیچنے میں ربا ہونے پر تو نص ہے لیکن جو اشیاستہ کے علاوہ ہیں ان پر نص نہیں تو لازم آیا کہ حدیث میں غور وفکر کیا جائے کہ آخر کیوں ان چیزوں میں فضل حرام ہے؟"

تو معلوم ہوا کہ یہ بعض مکیلی بعض موزونی چیزیں ہیں اور ہم جنس ہیں اس لیے فضل حرام ہے تو اسی پر دوسری چیزوں کو قیاس کیا گیا اگر وہ موزونی یا مکیلی ہوں اور ہم جنس ہوں تو ان میں بھی فضل کے ساتھ بیچنا حرام اور برابری کے ساتھ بیچنا جائز ہوگا جیسے چونے کو چونے سے بیچنا تو اشیاستہ میں فضل کی حرمت نص سے ثابت ہوئی اور ان کے علاوہ میں قیاس سے ہر شخص کو قیاس سے استدلال کی اجازت کیوں نہیں؟

ہر ایک شخص کو اتنا علم نہیں کہ وہ قرآن مجید کے ناسخ و منسوخ، حقیقت و مجاز، مشترک و مؤول، عبارت و دلالت، اقتضاء و اشارت، ظاہر و نص، مفسر و محکم، خفی و مشکل، مجمل و متشابہ، قرآن کے دیگر معانی ومفاہیم پر مطلع ہو سکے، اسلوب قرآن مجید سمجھ سکے اور اس سے اپنا مسئلہ حل کر سکے۔ ایسے ہی حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ناسخ ومنسوخ، علل خفیہ، غوامض دقیقہ پر نظر کر سکے۔ صحاح وسنن، مسانید وجوامع ومعاجم واجزاء وغیرہا کتب احادیث میں اس کے طرق مختلفہ و الفاظ متنوعہ، احوال رواۃ پر نظر تام کر پائے۔

قیاس تو دور کی بات ہے امام کے قیاس کیے ہوئے مسئلے کے خلاف کوئی حدیث مل جائے تو اس پر عمل کرنے کے لیے کیسے کیسے قواعد وضوابط قیود وشرائط ہیں ان کا اندازہ امام اہل سنت اعلی حضرت شاہ امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی کتاب مستطاب "الفضل الموھبی فی معنی اذا صح الحدیث فھو مذھبی" سے لگا سکتے ہیں جس میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کے قول کے خلاف کوئی حدیث صحیح مل جائے تو اس پر عمل کب روا ہے؟ اور کس کے لیے روا ہے؟ اس پر نفیس تحقیق کی گئی ہے۔ اس میں امام اہل سنت نے چار منزلوں کا ذکر فرمایا، جن میں سے ہر ایک دوسری سے سخت تر ہے۔ ان میں سے پہلی منزل کا اقتباس قارئین ملاحظہ فرمائیں اور حیرت و استعجاب میں ڈوب جائیں۔ فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۲۷ ص ۷۰ میں مرقوم ہے:

" نقد رجال کہ اُن کے مراتب ثقہ وصدق وحفظ وضبط اور اُن کے بارے میں ائمہ شان کے اقوال و وجوہ طعن ومراتب توثیق ومواضع تقدیم، جرح وتعدیل وحوامل طعن ومناشی توثیق ومواضع تحامل وتساہل وتحقیق پر مطلع ہو، استخراج مرتبہ اتقان راوی بنقد روایات وضبط مخالفات و اوہام وخطیات وغیرہا پر قادر ہو، ان کے اسامی والقاب وکنی وانساب ووجوہ مختلفہ تعبیر رواۃ خصوصا اصحابہ تدلیس شیوخ وتعیین مبہمات و متفق ومتفرق ومختلف موتلف سے ماہر ہو۔ ان کے موالید و وفیات و بلدان ورحلات ولقاء وسماعات و اساتذہ وتلامذہ و طرق تحمل ووجوہ اداوتدلیس وتسویہ وتغیر واختلاط آخذین من قبل وآخذین من بعد وسامعین حالین وغیرہما تمام امور ضروریہ کا حال اس پر ظاہر ہو، اُن سب کے بعد صرف سند حدیث کی نسبت اتنا کہہ سکتا ہے صحیح یا حسن یا صالح یا ساقط یا باطل یا معضل یا مقطوع یا مرسل یا متصل ہے۔

جب ایک حدیث کو حسن، صحیح، یا معطل یا ساقط یا مرسل کہنے کے لیے اتنے قیود وشرائط ہیں تو پھر قرآن وحدیث سے استدلال کے لیے کتنے علوم وفنون کی ضرورت ہے؟ جب پہلی منزل میں نہیں پہنچ سکے تو چاروں منزل کیسے عبور کر سکتے ہیں؟ جب چاروں منزلیں عبور نہیں کر سکتے تو قول امام کے خلاف رائے کیسے قائم کر سکتے ہیں؟ جب اس بارگاہ میں یہ بے مائیگی ہے تو پھر از خود قرآن و حدیث سے کیسے مسائل نکال سکتے ہیں؟ اسی لیے امام اہل سنت نے منزل سوم میں فرمایا: علل خفیہ غوامض دقیقہ پر نظر کرے جس پر صدہا سال سے کوئی قادر نہیں۔ [فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۲۷ ص ۷۱]

اسی لیے لازم آیا کہ کسی نہ کسی امام کی تقلید کی جائے اور ان کے نقش قدم پر چل کر زندگی بسر کی جائے کیونکہ ؎

ترے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

نیز امام اجل سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں: الحدیث مضلۃ الا للفقھاء۔ یعنی حدیث سخت گمراہ کرنے والی ہے مگر مجتہدوں کو۔ علامہ ابن الحاج مکی "مدخل" میں فرماتے ہیں:

"یرید ان غیرھم قد یحمل الشیئ علی ظاھرہ ولد تأویل من حدیث غیرہ او دلیل یخفی علیہ او متروک اوجب ترکہ غیر شیئ مما لا یقوم بہ الا من ستبحر و تفقہ۔ [المدخل لابن الحاج فصل فی ذکر النعوت دار الکتب العربی بیروت جلد ۱ ص ۱۲۲] ترجمہ: امام سفیان کی مراد یہ ہے کہ غیر مجتہد کو کبھی ظاہر حدیث سے جو معنی سمجھ میں آتے ہیں، اُن پر جم جاتا ہے۔ حالانکہ دوسری حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ یہاں مراد کچھ اور ہے، یا وہاں کوئی اور دلیل ہے جس پر اس شخص کو اطلاع نہیں، یا متعدد اسباب ایسے ہیں، جن کی وجہ سے اس پر عمل نہ کیا جائے گا۔ ان باتوں پر قدرت نہیں پاتا مگر وہ جو علم کا دریا بنا اور منصب اجتہاد تک پہنچا۔"

امام اعظم پر بے بنیاد اعتراض کا تحقیقی جواب

بعض حضرات یہ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کو حدیثیں یاد نہیں تھیں، وہ تو فقط قیاس آرائیاں کرتے تھے اور اپنے قیاس کے ذریعہ مسائل کا استنباط کرتے تھے، بعض نے کہا صرف سات حدیثیں یاد تھیں۔ لیکن اگر اس امر کو حقائق

کے تناظر میں پرکھا جائے تو پتہ چلے گا کہ بخاری ومسلم وترمذی وغیرہم سب امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مرہون منت ہیں امام اعظم کولاکھوں حدیثیں ضبط واتقان، لوازمات حدیث کے ساتھ یاد تھیں جن سے آپ مسائل کا استنباط فرماتے تھے۔

امام بخاری جیسے محدث آپ کے شاگرد کے شاگرد کے شاگرد کے شاگرد کے شاگرد کے شاگرد ہیں۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ "انوار المنان فی توحید القرآن" میں رقمطراز ہیں:

"أما البخاري فتلميذ تلميذ تلميذ تلميذ تلميذ تلميذ الإمام الأعظم. لأنه: (١) تلمذ على إمام السنة عصام الإسلام في المحنة أحمد بن حنبل. (٢) وأحمد تلمذ على عالم قريش الإمام المطلبي محمد بن إدريس الشافعي. (٣) والشافعي تلمذ على الإمام الرباني محمد بن الحسن الشيباني. (٤) ومحمد تلمذ على قاضي الشرق والغرب الإمام أبي يوسف. (٥) وأبو يوسف تلمذ على إمام دار الهجرة عالم المدينة مالك. (٦) ومالك تلمذ على إمام الأئمة، فقيه الأمة أبي حنيفة النعمان رضي الله تعالى عنه وعنهم فالبخاري تلميذ إمامنا في الدرجة السادسة. (٧) والإمام مسلم تلميذه في الدرجة السابعة. لأنه تلمذ على البخاري، وإن لم يرو عنه في صحيحه. (٨) والإمام الترمذي تلميذه في الثامنة تلمذ على مسلم. وبالجملة الأئمة الثلاثة وأصحاب الصحاح الستة كلهم من تلاميذه وتلاميذ تلاميذه بدرجات. رحمة الله تعالى عليهم أجمعين. ترجمہ: رہے بخاری تو وہ تو امام اعظم کے شاگرد کے شاگرد کے شاگرد کے شاگرد کے شاگرد کے شاگرد ہیں۔ اس لیے کہ (۱) انہوں نے امام السنۃ، زمانۂ شدت میں اسلام کی بولتی زبان احمد بن حنبل کی شاگردی اختیار کی اور (۲) احمد بن حنبل عالم قریش امام معلی امام محمد بن ادریس شافعی کے شاگرد ہیں اور (۳) شافعی، امام ربانی محمد بن حسن شیبانی کے شاگرد ہیں اور (۴) امام محمد، قاضی شرق وغرب امام ابو یوسف کے شاگرد ہیں، (۵) اور امام ابو یوسف امام عالم مدینہ طیبہ امام مالک کے شاگرد ہیں اور (۲) امام مالک امام الائمہ فقیہ الامہ ابوحنیفہ کے شاگرد ہیں۔ تو بخاری تو ہمارے امام کے چھٹے درجہ میں شاگرد ہیں اور امام مسلم ہمارے امام کے ساتویں درجہ میں شاگرد ہیں؛ اس لیے کہ وہ بخاری کے شاگرد ہیں اگرچہ انہوں نے اپنی صحیح میں ان سے حدیث روایت نہ کی اور امام ترمذی امام اعظم کے آٹھویں درجہ میں شاگرد ہیں، انہوں نے امام مسلم کی شاگردی اختیار کی اور مختصر یہ کہ ائمۂ ثلاثہ اور اصحاب صحاح ستہ سب کے سب ہمارے امام کے شاگردوں میں ہیں اور کئی درجوں میں شاگردوں کے شاگردوں کے شاگردوں کے قبیل سے ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔" [انوار المنان فی توحید القرآن ص ۲۶۳ مشمولہ المعتقد المنتقد]

اسی میں ہے:

"قال الإمام ابن حجر المكي الشافعي في شرح المشكوة، وعنه نقل لي المرقاة في ترجمة الإمام الأعظم رضي الله تعالى عنه: تلمذ لـه كبار مـن الأئمة المجتهدين، العلماء الراسخين عبد الله بن المبارك، والليث بن سعد، الإمام مالك بن أنس. امام ابن حجر مکی شافعی شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں: اور انہی سے "مرقاۃ المفاتیح" میں علامہ ملا قاری نے امام اعظم کے ترجمہ (تعارف) میں نقل کیا رضی اللہ عنہ، ائمۂ مجتہدین اور علماء راسخین میں سے بڑے بڑوں نے ان کی شاگردی اختیار کی جیسے عبد اللہ بن مبارک، لیث بن سعد، امام مالک بن انس۔" [انوار المنان فی توحید القرآن ص ۲۶۳ – ۲۶۴ مشمولہ المعتقد المنتقد]

ان اقتباسات میں واضح طور پر ہے کہ بڑے بڑے محدثین خصوصا امام مالک، امام بخاری اصحاب صحاح ستہ رضوان اللہ علیہم اجمعین واسطہ بلا واسطہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں تو کوئی عاقل یہ گمان کرسکتا ہے کہ امام اعظم قرآن وحدیث

کو چھوڑ کر محض اپنی رائے سے مسائل بیان فرماتے تھے؟ ہرگز نہیں! بلکہ آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں قیاس فرماتے تھے کیونکہ قیاس مظہر کتاب وسنت ہے اور واضح رہے کہ آپ قیاس نص کی عدم موجودگی میں کرتے نہ کہ نص کی موجودگی میں، جیسا کہ میزان الاعتدال میں امام ابوجعفر شیزاماری سے منقول ہے:

"فعلم ان الامام لا يقيس ابدا مع وجود النص كما يزعمه بعض المتعصبين وانما يقيس عند فقد النص.

ترجمہ: مذکورہ عبارت سے یہ بات واضح ہوگئی کہ نص کی موجودگی میں حضرت امام کبھی بھی قیاس نہیں کرتے تھے، جیسا کہ بعض تعصب پرستوں کا خیال ہے۔ ہاں نص کی عدم موجودگی میں قیاس کرتے تھے۔" [بحوالہ غرائب البیان ص ۵۹]

امام اعظم اور قیاس

امام اعظم رضی اللہ عنہ جب قرآن وحدیث میں صراحۃً مسئلہ نہ پاتے پھر قیاس فرماتے اسی کو امام عارف عبدالوہاب شعرانی کی کتاب "المیزان" کے حوالے سے امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری برکاتی بریلوی رضی اللہ عنہ نے فتاویٰ رضویہ شریف میں ارقام فرمایا:

"امام اجل سیدنا جعفر صادق وامام سفیان ثوری ومقاتل بن حیان وحماد بن سلمہ وغیرہم ائمۂ مجتہدین پیش امام اعظم سیدنا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم آمدہ گفتند بمارسیدہ است کہ تو درمسائل قیاس بکثرت میکنی امام باایشاں مناظرہ کردو مذہب خود پیش نمود وگفت کہ پیش از ہمہ عمل بقرآن عظیم میکنم باز بحدیث باز باجماع باز باقوال صحابہ وچوں دریں ہمہ نیابم آں گاہ براہ قیاس شتابم ایں مناظرہ درمسجد جامع کوفہ روز جمعہ از آغاز نہار تا وقت زوال جاری بود آخر با ہمہ ائمۂ مذکورین برخاستند وبوسہ برسروزانوئے امام اعظم دادند وگفتند توسردار علمائے پیش ازیں انچہ نادانستہ بحق تو گفتہ بودیم بما عفو کن امام گفت حق جل وعلا ما وشما ہمہ را مغفرت کند

الامام العارف الشعرانی قدس سره فی المیزان کان ابومطیع یقول کنت یوما عندالامام ابی حنیفة فی جامع الکوفة فدخل علیه سفین الثوری و مقاتل بن حیان وحماد بن سلمة وجعفر الصادق وغیرهم من الفقهاء فکلموا الامام ابا حنیفة و قالوا قد بلغنا انک تکثر من القیاس فی الدین وانا نخاف علیک منه فان اول من قاس ابلیس فناظر هم الامام من بکرة نهار الجمعة الی الزوال وعرض علیهم مذهبه وقال انی اقدم العمل بالکتاب ثم بالسنة ثم باقضیة الصحابة مقدما مااتفقوا علیه علی مااختلفوا فیه وحینئذ اقیس فقاموا کلهم وقبلوا یدیه ورکبته وقالوا له انت سید العلماء فاعف عنافیما مضی منامن وقیعتنا فیک بغیر علم فقال غفر االلّٰہ لناولکم اجمعین انتهی۔[فتاویٰ رضویہ شریف قدیم جلد ۹ ص ۶۶–۶۷] ترجمہ: امام کبیر سیدنا امام جعفر صادق، امام سفیان ثوری، مقاتل بن حیان اور حماد بن سلمہ اور ان کے علاوہ دیگر ائمۂ مجتہدین امام اعظم سیدنا امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں گئے اور امام صاحب سے فرمانے لگے کہ ہمیں یہ اطلاع پہنچی ہے آپ مسائل شرعیہ میں بہت زیادہ قیاس آرائی سے کام لیتے ہیں۔ امام صاحب نے ان سے مناظرہ کیا اور وضاحت سے اپنا مذہب (نظریہ) پیش کیا اور فرمایا: میں تو سب سے پہلے قرآن پر عمل کرتا ہوں، اس کے بعد حدیث، پھر اجماع امت، پھر اقوال صحابہ کرام پر، جب ان سب میں کوئی مسئلہ نہ ملے، تو پھر قیاس سے کام لیتا ہوں۔ یہ مناظرہ جامع مسجد کوفہ میں جمعہ کے دن صبح سے لے کر زوال کے وقت تک جاری رہا۔ بالآخر مذکورہ تمام امام اٹھ کھڑے ہوئے اور انھوں نے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سر اور زانوؤں پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ آپ علماء کرام کے سردار ہیں اور ہم اس سے پہلے بے خبری میں آپ کے متعلق جو سنی سنائی کہتے رہے وہ ہمیں معاف کردیں۔ امام صاحب نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بزرگ وبرتر مجھے اور آپ سب کو معاف فرمائے۔"

فتاویٰ رضویہ شریف رسالہ "الفضل الموهبی فی معنی

اذا صح الحدیث فھو مذھبی " میں ہے:

" امام ابن حجر مکی شافعی کتاب الخیرات الحسان میں فرماتے ہیں: جلیل القدر تابعی، امام المحدثین حضرت سلیمان اعمش رضی اللہ عنہ؛ کہ اجلہ ائمہ تابعین وشاگردانِ حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے کسی نے کچھ مسائل پوچھے،اس وقت ہمارے امام اعظم سیدنا ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حاضر مجلس تھے، امام اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ مسائل ہمارے امام سے پوچھے۔امام نے فوراً جواب دیا۔امام اعمش نے کہا: یہ جواب آپ نے کہاں سے پیدا کیے؟ فرمایا۔اُن حدیثوں سے جو میں نے خود آپ سے سنی ہیں اور وہ حدیثیں مع سند روایت فرمادیں۔ امام اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: حسبك ماحدثتك به فی مائة یوم تحدثنی به فی ساعة واحدة ماعلمت انّك تعمل بھذہ الاحادیث یا معشر الفقھاء انتم الاطباء ونحن الصیادلة وانت ایھاالرجل اخذت بکلا الطرفین۔ بس کیجئے جو حدیثیں میں نے سو دن میں آپ کو سنائیں آپ گھڑی بھر میں مجھے سنائے دیتے ہیں۔مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ ان حدیثوں میں یوں عمل کر دیتے ہیں۔اے فقہ والو!تم طبیب ہو اور محدث لوگ عطار ہیں،یعنی دوائیں پاس ہیں مگر ان کا طریق استعمال تم مجتہدین جانتے ہو۔اور اے ابوحنیفہ! تم نے تو فقہ وحدیث دونوں کنارے لیے۔" [فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۲۷ ص ۷٤]

ان اقتباسات سے امام اعظم رضی اللہ عنہ کی بلندی فکر،حزم و احتیاط،وفور معلومات،ژرف نگاہی،عمیق نظری،وسعت ذہنی،قوت حافظہ،جودت طبع،نکتہ رسی،اجتہادی ملکہ اظہر من الشّمس ہے۔

خلاصۂ کلام

بعد تتبع وتفحص جب قرآن وحدیث میں کوئی مسئلہ صراحۃ نہ ملتا تو امام اعظم رضی اللہ عنہ اپنے علم ودانائی سے قرآن وحدیث میں قیاس کر کے مسائل کا استنباط واستخراج فرماتے تا کہ امت مسلمہ کو صحیح راہ مل سکے۔ع

قیاس کن زگلستان او بہارش را

عامت مسلمہ پر امام اعظم کا احسان عظیم ہے کہ انھوں نے فقہ کی تدوین فرما کر سب کے لیے ایک راہ ہموار فرمائی اور اللہ جل جلالہ نے ان کو دنیا میں یہ انعام عطا فرمایا کہ آج امت محمدیہ ان کی تقلید کر رہی ہے، اللہ جل جلالہ ہمیں صحیح طریقے سے ان کی تقلید کی توفیق مرحمت فرمائے۔ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ وصحبہ اجمعین۔

□□□

ص 92 کا بقیہ ....

دین نبی کی آپ نے کی خوب خدمتیں
سہ کر ہر ایک کرب وصعوبت ابوالحسین
کرواکے عالموں میں سدا صلح وآشتی
دل سے مٹایا سب کے کدورت ابوالحسین
لذت ہمیں ملی نہیں لنگر میں وہ کہیں
مارہرہ میں جو ملتی ہے لذت ابوالحسین
برتر قیاس سے ہے رضا نے یہ سچ کہا
ہے واقعی جو آپ کی رفعت ابوالحسین
جن کے مرید ابن رضا مصطفیٰ رضا
ایسے ہیں آپ پیر طریقت ابوالحسین
ہوتا ہے رشک اہل نظر کو یہ جان کر
یوں کر گئے ہیں دیں کی اشاعت ابوالحسین
شہرت کسی کو بھی نہ ملی ایسی بے گماں
پائی ہے جیسی آپ نے شہرت ابوالحسین
چشم کرم ہو آپ کی اس خستہ حال پر
ہے حاضر دربار جو نعمت ابوالحسین

□□□

قارئین کرام

یہ شمارہ آپ کو کیسا لگا؟

ہم آپ کے تأثرات کے منتظر ہیں

(از: مولانا ریحان رضا انجم مصباحی*

سرکار مجبی قادری اور حضرت محدث سورتی

تاج دار ترہت حضرت مولانا شاہ ابوالولی محمد عبد الرحمن مجبی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (آمد ۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء وفات ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۲ء) شمالی بہار میں ہمہ جہت خوبیوں کی جامع شخصیت کا نام ہے، امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری (۱۲۷۲ھ-۱۳۴۰ھ) کے معاصرین میں ایک سے بڑھ کر ایک ماہ و نجوم ضوفگن تھے جو تاریخ کے آغوش میں اپنی نمایاں خدمات کے ساتھ محفوظ و معروف ہیں اور اب تک دستیاب تاریخی شواہد سے یہ اندازہ یقین کامل تک پہنچ چکا ہے کہ محب اعلیٰ حضرت مولانا شاہ ابوالولی محمد عبد الرحمن مجبی قادری علیہ الرحمہ وہ فرد فرید مرد وحید ہیں جو بیک وقت اسلام وسنیت کی ترویج واشاعت کے ہر میدان کے شہوار نظر آتے ہیں۔

(۱) تعلیمی بیداری کی جب آپ نے تحریک چلائی تو جامعہ منظر اسلام بریلی شریف سے تقریباً دس سال قبل بہار میں مدرسہ نور الہدیٰ جیسا معیاری ادارہ قائم فرمایا، آپ کے عہد میں یہاں سے فارغ سیکڑوں علما کی تعداد پھیل چکی تھی۔

(۲) جب اور جیسی تحریری ضرورت پڑی مختلف عناوین پر تقریباً چالیس سے زائد کتب ورسائل تحریر کیے اور اپنے محب امام احمد رضا قادری کی طرح اکثر کتب کا نام عربی میں تاریخی رکھا۔

(۳) فقہی میدان میں آپ نے بڑے مدلل ومفصل جامع فتویٰ تحریر فرمایا اور مفتی اعظم ترہت کہلائے جس کی جھلک آپ کی تحریر میں موجود ہے مگر افسوس آپ کے فتاوے کی فائل اب تک نہ ملی البتہ بکھرے ہوئے فتاویٰ گاہے بگاہے سرمۂ نگاہ ہوتے ہیں۔

(۴) میدان مناظرہ میں بھی آپ نے خوب ابطال باطل اور احقاق حق کا فریضہ انجام دیا، آپ نے بدعقیدوں سے کبھی تحریری تو کبھی تقریری مناظرے کیے جس کی تفصیلات موجود ہیں۔

(۵) تبلیغی خدمات کا عالم یہ ہے کہ آپ کے عہد میں علاقہ ترہت کا پورا خطہ آپ کے زیر اثر تھا اور علمی وروحانی فیوض وبرکات سے مخلوق خدا کو خوب خوب سیرابی بخشی، یہی وجہ ہے کہ خطہ ترہت میں اگر کہیں سے بھی کوئی ناموسِ رسالت ﷺ پر شب خون مارنے کی کوشش کرتا، آپ برمحل اس کی سرکوبی فرماتے اور گستاخان رسول کو یہ اعلان سناتے: سنبھل کر سوچ کر باتیں کیا کرنا یہ ترہت ہے مجبی اس میں رہتے ہیں جنھیں استاذ کہتے ہیں۔

(۶) بیعت وارشاد اور اصلاح افکار واعمال کے باب میں بھی آپ قادریہ نوریہ رحمانیہ سلسلہ کے ایک ممتاز مقام و بافیض شیخ رہے، آپ کے سلسلے میں مرید ومعتقد کا ایک وسیع حلقہ ہے، آپ کے روحانی چشمہ کے فیضان کا یہ عالم ہے کہ ایک موقع پر نبیرۂ اعلیٰ حضرت علامہ ریحان رضا رحمانی میاں رحمۃ اللہ علیہ سرکار مجبی کے سالانہ عرس کے موقع پر مجمع عام میں اعلان کرتے ہوئے فرمایا تھا: مئے عشق نبی پینا ہے پوکھریرا چلے آؤ، در میخانہ وا ہے میکشوں کی عام دعوت ہے۔

(۷) فن حدیث کی مہارت، حدیث کی مشہور کتاب نسائی شریف کا آپ نے ترجمہ فرمایا پھر اسے اپنے پندرہ روزہ رسالہ میں قسط وار شائع فرماتے رہے، افسوس یہ قیمتی اثاثہ اب تک دستیاب نہ ہوا۔

(۸) ترجمہ قرآن حکیم آپ کی ایک قابل رشک خدمت ہے، وہ بھی فارسی زبان میں ہے۔

(۹) آپ فارسی زبان وبیان کے ماہر ادیب رہے اور قابلیت اتنی کہ آپ نے قرآن پاک کا ترجمہ فارسی میں فرمایا، ساتھ ہی ساتھ طالبان علوم نبوت کے لئے چند درسی کتب فارسی میں تحریر فرمائیں۔

* مضمون نگار سرکار مجبی اکیڈمی، سیتامڑھی کے بانی وسربراہ ہیں۔

(۱۰) فن تفسیر میں بھی آپ ماہر تھے، آپ نے طالبان علوم دینیہ کے لئے ایک مختصر وآسان تفسیر قرآن تحریر فرمائی جسے ماہنامہ "تحفہ حنفیہ" پٹنہ میں قسط وار شائع بھی فرمایا تھا۔

(۱۱) صحافتی خدمات میں یہ قابل فخر کارنامہ ہے کہ جس دور میں کتابت وطباعت ایک مشکل امر تھا ساتھ ہی پوکھریرا جو کسی بھی بڑے شہر سے تقریباً چالیس کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے، وہاں سے پندرہ روزہ رسالہ "نورالہدیٰ" کا اجرا فرمانا یہ آپ کی خداداد ہمت تھی۔ اتنی ساری خوبیوں کے ساتھ ساتھ آپ پر رب قدیر کا بڑا فضل یہ تھا کہ خاکساری اور اخلاص نیتی آپ کی شخصیت کا جزولاینفک تھی۔ اپنے عہد میں وہ جن کو بھی صاحب علم وفضل پاتے ہر ممکن کوشش ہوتی کہ ان کو پوکھریرا شریف بلایا جائے اور ان کے انوار رشد وہدایت سے عوام وخواص کو جلا بخشیں۔

ان مقدس شخصیات میں سب سے زیادہ جن سے سرکار مجبی علیہ الرحمۃ کو خاص انسیت حاصل تھی وہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری (بریلی شریف) اور خاتم المحدثین حضرت علامہ وصی احمد محدث سورتی (پیلی بھیت) کی ذات بابرکات تھی، سرکار مجبی اپنے رسالہ "ثبات بحیات حبیب تحفہ مجبی لعطائے مولیٰ" کے اخیر میں مولوی اشرف علی تھانوی کے نام ایک مفصل خط تحریر فرمایا ہے اور کفری عبارت سے رجوع کرانے کی پوری کوشش فرمائی، اسی خط کے اخیر میں اپنا نام اس طرح رقم فرمایا:

"بہی خواہ قوم ابوالولی محمد عبدالرحمن مجبی سنی محمدی، حنفی، قادری، نورالحلیمی، فی الحب الصادق وصی احمدی، احمد رضائی، ناظم انجمن نوراسلام پوکھریرا محلہ نورالحلیم شاہ شریف آباد ڈاک خانہ رائے پور ضلع مظفر پور ص ۲۱ مطبوعہ باہتمام مفسر اعظم ہند بریلی شریف سے شائع ہے۔"

قارئین! مذکورہ بالا عبارت (واوین) کو پڑھیں کہ دونوں ہم عصر بزرگ سے سرکار مجبی کس قدر عقیدت ومحبت رکھتے تھے، غالباً اس انداز میں اظہار محبت کرنے میں بھی آپ منفرد ہیں جبکہ اسی رسالہ کے سرورق پر نبیرۂ امام احمد رضا مفسر اعظم ہند حضرت علامہ ابراہیم رضا خاں رضوی علیہ الرحمہ سرکار مجبی قادری کے نام کو اس طرح شائع فرمایا ہے:

"شمس العلماء والعقلاء قمر الاذکیا والاصفیا مناظر طلیق اللسان فصیح البیان شیخ زمان حضرت مولانا مفتی شاہ ابوالولی محمد عبدالرحمن مجبی عم فیوضاتہم۔"

اسی طرح حضرت خاتم المحدثین علامہ وصی احمد محدث سورتی کی وہ تحریر ملاحظہ فرمائیں جو سرکار مجبی قادری کی کتاب پر آپ نے لکھی ہے اور اندازہ لگائیں کہ حضرت محدث سورتی کی نگاہ میں سرکار مجبی کا علمی قد کتنا بلند تھا:

"میں نے عالم یلمعی، فاضل لوذعی، محقق بے عدیل و مدقق بے مثیل، حامیٔ سنت، ماحیٔ بدعت مولانا ذی الفہم الثاقب والرای الصائب سیدنا مولوی مجبی صاحب کا رسالہ جزیلہ "الحبل القوی لہدایۃ الغوی" کو من اولہا الی آخر ہا حرفاً حرفاً دیکھا، اس کے دعاوی کو مبرہن اور دلائل کو روشن پایا، جزاہ اللہ تعالیٰ خیرا وجعل سعیہ مشکوراً۔" (اثبات تقلید شرعی، ص ۱۷)

سرکار مجبی قادری کے زیر اہتمام جو بھی کانفرنسیں پوکھریرا شریف میں منعقد ہوتیں تقریباً سبھی میں حضور محدث سورتی کی شرکت یقینی ہوتی تھی، کئی بار تو آپ کے شہزادہ بلند اقبال سلطان الواعظین علامہ عبدالاحد پیلی بھیتی بھی ساتھ رہتے تھے، ایک پنچ روزہ تاریخی جلسہ کا ۱۳۲۴ھ میں سرکار مجبی قادری نے انعقاد کیا، اس میں متحدہ ہند کے نامور علما ومشائخ پوکھریرا شریف تشریف لائے، جس میں حضرت محدث سورتی اور آپ کے فرزند ارجمند علامہ عبدالاحد علیہما الرحمہ بھی آئے تھے۔

محقق اعظم ابوالمساکین مولانا ضیاء الدین پیلی بھیتی نے اس جلسہ کے ساتھ ساتھ عہد سرکار مجبی کے خطہ ترہت کے حالات پر منظوم کتاب لکھ کر اس واقعہ کو تاریخی بنایا، حضرت مولانا ضیاء الدین ماہنامہ "تحفہ حنفیہ" پٹنہ کے مدیر بھی تھے، اس لئے ۱۳۲۵ھ میں آپ نے پنچ روزہ جلسہ کی روداد قسط وار شائع کیا، اس میں علما کے علمی مقام ومرتبہ کا مکمل لحاظ رکھا گیا۔ حضرت محدث سورتی اور آپ کے فرزند علامہ عبدالاحد کا تذکرہ اس انداز میں فرماتے ہیں:

سنوان کے لکھتا ہوں اسمائے سامی
جوتشریف لاکر ہوئے دین کے حامی
محدث مفسر فقیہوں میں نامی
وصی احمدان کا ہے اسم گرامی
ہے تحدیث کی ان پہ بے شک تمامی
شب و روز رہتے ہیں سنت کے حامی
ہر ایک اہل بدعت کو جس سے حسد ہے
سبھی جانتے ہیں وہ عبد الاحد ہے
وہ حامی شرع حبیب محمد ہے
ہر ایک وقت اس پر خدا کی مدد ہے
وہ عالم وہ واعظ وہ رافع ضرر کا
وہ فرزند ہے فاضل نامور کا
(توضیح ملل: مطبوعہ پٹنہ)

حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم فریدی رحمۃ اللہ علیہ (بدایوں شریف) ان حضرات کا کچھ اس انداز میں ذکر جمیل فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مولانا عبد الرحمن مجی صوفی، عابد، مصنف، مبلغ دین علوم شرعیہ، سادہ مزاج، سادہ لباس، سادہ وضع رکھتے تھے، تکلف وتصنع سے دور تھے، فارسی کے استاد تھے، اپنے ہم عصروں میں مولوی فرزند علی صاحب ومولوی معین الدین صاحب مصنف معین اللمعات اساتذہ فارسی سے ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔ حضرت شاہ سید نور الحلیم صاحب کاشغری کے مرید و خلیفہ تھے، اسی سلسلہ میں بیعت لیا کرتے تھے۔ مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی اور فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی سے خاص انسیت وعقیدت رکھتے تھے، سنی حنفی بزرگ تھے۔" (تاجدار ترہت مجموعہ مقالات)

محدث سورتی کے علم حدیث کے سرکار مجی ایسے معترف تھے کہ اپنے فرزند اکبر جلالۃ العلم حضرت مولانا محمد ولی الرحمن علیمی کو علم حدیث کی تکمیل کے لیے خاتم المحدثین محدث سورتی کی خدمت میں بھیجا اور محدث سورتی نے حضرت ولی پر علم حدیث کا ایسا رنگ چڑھایا کہ جب حضرت ولی مدرسہ نور الہدیٰ پوکھریرا شریف میں درس دیتے تھے تو کوئی بار عشق رسول ﷺ کی ایسی کیفیت طاری ہوتی کہ دیکھنے والے یہ محسوس کرتے کہ شاید حضرت ولی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روبرو دیکھ رہے ہیں، غیر مقلدین کے سلسلے میں ایک مرتبہ سرکار مجی قادری نے حضرت محدث سورتی علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں ایک استفتا ارسال فرمایا، محدث سورتی نے اس کا جواب جامع اور مفصل دیا جو "انفع الشواہد لمن یخرج الوہابین عن المساجد" نامی رسالہ کی شکل میں متعدد بار مختلف جگہوں سے شائع بھی ہوا۔

اس پر کئی نامور علما ومشائخ کی تائید وتصدیق موجود ہے، اس رسالہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ سرکار مجی قادری اس رسالہ کے مستفتی، محشی اور مصدق بھی ہیں، اس رسالہ سے متعلق نبیرۂ حضرت محدث سورتی جناب خواجہ رضی حیدر اپنی کتاب "تذکرہ محدث سورتی علیہ الرحمہ" میں کچھ اس طرح تذکرہ کیا ہے:

"انفع الشواہد حضرت محدث سورتی کا یہ رسالہ جو چھوٹے سائز کے سولہ صفحات پر مشتمل ہے، غیر مقلدین کے بعض عقائد کے رد میں ہے، رسالہ کا تاریخی نام" انفع الشواہد لمن یخرج الوہابین عن المساجد" ہے، جس سے ۱۳۲۱ھ نکلتی ہے۔ یہ رسالہ مولانا عبد الرحمن مجی پوکھریروی مظفر پوری کے ایک استفتا جس کو مولانا عبد الرحمن مجی نے دریافت کیا تھا کہ غیر مقلدین وہابیہ جو چار مذاہب سے باہر اور تقلید کے منکر ہیں، ان کے پیچھے نماز پڑھنا، شادی بیاہ کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ اگر ہم حنفی ان کے پیچھے نماز پڑھیں یا ان کو اپنے پیچھے پڑھنے دیں تو جائز ہے یا نہیں اور اپنی مساجد میں ان کو آنے دینا چاہیے یا نہیں؟ حضرت محدث سورتی نے قرآن وحدیث کی روشنی میں اس مسئلے کا جواب تحریر کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ غیر مقلدین دین اسلام میں منافق کا درجہ رکھتے ہیں۔

یہ رسالہ پہلی مرتبہ کلکتہ سے مولانا حاجی لعل خاں نے شائع کیا تھا لیکن بعد میں اس پر مولانا عبد الرحمن بقیہ ص 18/ پر

از: ڈاکٹر معین احمد خاں قادری بریلوی*

ظہیر ملت! ایک منفرد شخصیت

اللہ رب العزت نے اپنے دین متین کی اشاعت وترقی کے لیے اپنے دست قدرت سے اور اپنے حبیب رؤف الرحیم ﷺ کے صدقے میں ایسے ایسے گمنام نفوس قدسیہ سے وہ کام لے لئے کہ جن کو دیکھ کر یا سنکر لوگ ورطہ حیرت میں پڑ جاتے ہیں۔ اگر تاریخ اسلامی کے اوراق کو الٹ پلٹ کر عمیق نظروں سے دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ ہر دور میں ایسے بیشمار نفوس قدسیہ موجود رہے ہیں کہ جنہوں نے شہرت سے دور گمنامی کے عمیق پردے میں رہ کر دین وملت کے وہ کارہائے نمایاں انجام دیدئے ہیں کہ جن کو کرنے کے لیے ایک دو نہیں بلکہ بسا اوقات کئی کئی جماعتوں یا انجمنوں کی ضرورت تھی بس ؎

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

دور جدید کی بات کریں تو مجدد دین وملت فاضلؔ بریلوی قدس سرہ العزیز وان کے دونوں شہزادگان عالی مرتبت یعنی کہ سرکار حجۃ الاسلام وسرکار مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے فیوض وبرکات سے مالا مال بیشمار ایسی شخصیتیں اس خاکدان گیتی پر نظر آتی ہیں کہ جنہوں نے اپنی جانفشانی سے مسلک حق کی وہ خدمات انجام دیں کہ جن کے نتائج وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ بجائے دھندلا ہونے کے زیادہ روشن وتابناک ہوتے نظر آتے ہیں، بلکہ یہاں یہ کہنا مبالغہ آرائی نہ ہوگی کہ بعض ایسی شخصیات بھی نظر آتی ہیں کہ جن کی ظاہری عمر نے زیادہ وفا نہ کی یا باالفاظ دیگر کہا جائے کہ اس سرائے فانی میں مصطفی جان رحمت ﷺ کے دین متین کی خدمت کرنے کا زیادہ وقت نہ ملنے کے باوجود مختصر وقت میں انتہائی جامع ومانع کام کر کے محسن انسانیت ﷺ کے دین متین کی اس طرح آبیاری کر گئے کہ بیساختہ لوگ یہ کہنے پر مجبور ہو گئے۔ ؎

اللہ جسے توفیق نہ دے انسان کے بس کی بات نہیں
فیضان محبت عام تو ہے عرفان محبت عام نہیں

اور آج ایسی ہی ایک روشن وتابناک شخصیت جو فیضان عشق ومحبت کے ساتھ ساتھ عرفان محبت کی دولت لازوال سے مالا مال تھی کا ہم ذکر خیر کریں گے اس امید واحساس کے ساتھ کہ نیک لوگوں کا ذکر خیر کرنا بڑی ہی سعادت مندی کا کام ہے بلکہ ایک جگہ میں نے کسی اہل دل کا یہ قول بھی پڑھا ہے اور میرے ذہن وفکر کے دریچے میں محفوظ ہے کہ جو قوم اپنے محسنین کے احسانات کو بُھلا دیتی ہے اس قوم کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا جاتا ہے۔ (الامان والحفیظ)

آج ہمارا موضوع بحث ہے ایک ایسی ذات کہ جس نے اپنے مرشد برحق سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہ العزیز کی حیات طیبہ کے کئی گوشوں کا عمیق نظروں سے مطالعہ بھی کیا تھا اور مشاہدہ بھی تبھی تو ان کی شخصیت میں بھی ایسی کشش پیدا ہو گئی تھی کہ لوگ ان کے قریب آ کر مسلک رضا وفکر رضا کے گرویدہ ہوتے چلے گئے اور انتہائی کم عرصے میں ہی ایک بڑے انقلاب کی تاریخ رقم کر دی، میری مراد ہیں ظہیر ملت حضرت مولانا حافظ وقاری ظہیر احمد خاں علیہ الرحمۃ والرضوان، جو کہ ایک جید عالم دین وخلیفہ حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے بھی تھے و حضور تاج الشریعہ وحضور صدر العلماء رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے خلیفہ ہونے کے ساتھ ساتھ ان کی عزیز داری کا شرف بھی ان کو حاصل تھا۔ مگر سب سے بڑا اعزاز جو ان کو حاصل تھا وہ مصطفی جان رحمت ﷺ کی شریعت مطہرہ کا پاسدار ومحافظ ہونے کا تمغہ تھا اور درحقیقت یہی وہ تمغہ وانعام ہے جس کے سامنے دنیا کی

ساری طاقتیں بے نام و بے کیف ہیں۔

شریعت مصطفی ﷺ کی پاسداری کا صلہ کہیں یا فیض رضا کا عظیم مرتبہ کہ جس جس سرزمین پر حضرت ظہیر ملت نے کام کیا وہاں وہاں مسلک اعلیٰ حضرت کا چرچہ خوب سے خوب تر ہوتا چلا گیا۔ چندر پور مہاراشٹر کی سرزمین کہ جہاں پر انہوں نے اپنی مختصر سی زندگی کے تقریباً سات سال گذارے اور اس سرزمین و اس کے آس پاس کے علاقے میں دین و مسلک کے کارہائے نمایاں انجام دینے کہ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ ان کی دینی خدمت کے نقوش بآسانی ہر کس و ناکس کو محسوس ہو رہے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایما پر جو درحقیقت ان کے لیے حکم کا درجہ تھا تقریباً ۱۸/ماہ متحدہ عرب امارات (دبئی) میں سنی بڑی مسجد میں امامت و خطابت کے فرائض انجام دیئے اور وہاں پر چند ماہ بعد ہی مائک پر نماز باجماعت کو بند کرا کر مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتوے پر عمل کرایا اور یہ ثابت کر دیا اگر خلوص وللّٰہیت مطمح نظر ہو تو کیسے بھی نامساعد حالات ہوں اللہ رب العزت ان کو موافقت میں بدل دیتا ہے اور اس کا ثبوت ملا بھی کہ چند ماہ بعد ہی ابوظہبی کی ایک مسجد میں بھی بغیر مائک کے جماعت کا افتتاح حضرت ظہیر ملت کے ہاتھوں ہوا۔

مختصراً اگر ہم ان کی ۴۶ یا ۴۷ سالہ مختصر زندگی کا نقشہ پیش کریں تو کہہ سکتے ہیں۔ وہ ظہیر ملت جو بچپن ہی سے سادگی، خلوص و انکساری کا پیکر تھے۔ وہ ظہیر ملت جو انتہائی شریف النفس، حلیم والطبع و بردباری کا مظہر تھے۔ وہ ظہیر ملت جو خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ رئیس احمد خاں علیہ الرحمہ کے فرزند ارجمند شاگرد و پروردہ تھے۔ وہ ظہیر ملت جو حضور تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ تھے۔ وہ ظہیر ملت جو حضور صدر العلماء محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے شاگرد و خلیفہ ہونے کے ساتھ ساتھ سادگی و انکساری میں ان کے نقش قدم پر بڑی حد تک گامزن تھے۔ وہ ظہیر ملت جو حضور صدر العلماء کے آخری دینی و تبلیغی سفر میں ان کے ہم رکاب تھے اور وہ واحد خوش نصیب ہیں کہ جنہوں نے آخری سفر میں بھی اپنے مربی و استاذ کا ساتھ نہ چھوڑا اور اپنے مرشد کامل کے ''گل سرسبد'' کے ساتھ اپنی جان، جان آفرینی کے سپرد کر کے جام شہادت کو نوش فرمایا۔

اور اگر مجھ سے ایک جملے میں ان کی خوبیاں بیان کرنے کو کہا جائے تو میں کہہ سکتا ہوں کہ ان کے کردار و عمل میں کہیں بھی اور کبھی بھی مجھے کوئی ''تصنع'' نظر نہیں آیا بلکہ ان کی شخصیت میں کردار و عمل میں ایک ''فطری پن'' تھا جو لوگوں کو ان کو گرویدہ بنا کر'' فکر رضا'' کا دیوانہ بنا دیا کرتا تھا۔ دعا ہے کہ رب کریم ان کی خدمت دینی کو شرف قبولیت عطا فرما کر ان کے درجات کو بلند سے بلند تر فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر
فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری

□□□

ص ۶۷ /کا بقیہ ....

انصاف کرنے لگیں جب کہ عدالت عظمیٰ نے کئی بار سرزنش بھی کی اور کہا اگر سب اپنے حساب سے انصاف کرنے لگیں تو انصاف کرنا ناممکن ہے اور پھر عدالتوں کا کیا فائدہ انھیں بند کر دیا جائے؟

پونے کے پیمپری میں 900 ایکڑ زمین پر بلڈوزر کارروائی

تاریخ کی سب سے بڑی بلڈوزر کارروائی پونے کے پیمپری چیچواڑ میں کی گئی جہاں مہاراشٹر حکومت کے اشارے پر 1900 ایکڑ اراضی پر تعمیر کئے گئے 5000 تعمیرات: مسجد، مدرسے قبرستان، درگاہیں اور مکانات یہ کہہ کر زمیں دوز کر دیئے گئے کہ یہ لوگ روہنگیا سے آئے ہوئے تھے اور ناجائز قبضہ کیے ہوئے تھے، بریلی شریف میں بھی گزشتہ ستمبر میں بے قصور مسلمانوں پر ظلم و ستم کئے گئے، غیر متعلق لوگوں کے میرج ہال بلڈوز کر دیئے گئے اور آئے دن بنا کسی عدالتی نوٹس کے غیر قانونی قبضے کا حوالہ دیتے ہوئے کارروائی ہو رہی ہے۔

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
جتنا کہ دباؤ گے اتنا ہی وہ ابھرے گا

□□□

از: مولانا محمد ایوب مصباحی*

مسلمانوں کے تعمیراتی املاک پر چلتے بلڈوزر! لمحۂ فکریہ

مرکزی وصوبائی زعفرانی حزب اقتدار بی جے پی کا اقلیتوں پر جبر وتشدد، ظلم و بربریت خصوصاً ایک طبقہ مسلمانوں کو ہدف بنانا ان کے عظیم اہداف میں سے ایک ہے، کشمیر سے آرٹیکل ۳۷۰ کی منسوخی کا معاملہ ہو یا طلاق ثلاثہ پر قانون سازی، آسام میں مدارس اسلامیہ کو اسکول و کالجز میں تبدیل کرنے کا معاملہ ہو یا قانون کا سہارا لے کر یوپی مدرسہ ایکٹ ۲۰۰٤ کو غیر آئینی ٹھرا کر ١٦/ ہزار مدارس کے ١٧/ ہزار طلبہ کے مستقبل کو داؤ پر لگانا، اتراکھنڈ میں یکساں سول کوڈ کا معاملہ ہو یا قدآور مسلم لیڈروں کو موت کا جام پلانا اور نامور مسلمانوں کو فرضی مقدمات کے جال میں پھنسا کر زندان میں رہنے پر اکراہ و جبر، آواز اٹھانے والے برسر اقتدار وزرائے اعلیٰ کی گرفتاری ہو یا ۲۰۲٤ء پارلمانی انتخابات سے مسلم چہروں کو یکسر نظر انداز کرنا وغیرہم مدارس و مکاتب، دکان و مکانات اور مزارات پر بلڈوزر چلا کر بنا کسی عدالتی نوٹس کے زمیں دوز کر دینا، مسلمانوں کو کمزور کرنا، ان کے شناخت کو محو کرنا، ان کی سیاسی طاقت کو ختم کرنا اور ان کے شعائر اسلامی کو ختم کرنا ہے۔ اگر ماسبق کے اجمال کی تفصیل کی جائے تو ایک کتاب مستطاب وجود میں آئے لیکن یہاں صرف مسلمانوں کے املاک کثیر دکانوں، مکانوں، عبادت گاہوں، مساجد و مکاتب، مزارات پر چلتے حکومتی بلڈوزرس کی خوں چکاں داستاں کا جائزہ ہمارا مقصود محمود ہے۔

جب سے یوپی کے وزیر اعلی نے بلڈوزر کارروائی شروع کی ہے، اس وقت سے گویا یہ ظلم کا علامتی نشان بن گیا ہے اور تمام وزرائے اعلیٰ ظلم کی اس دوڑ میں سب سے آگے نکلنا چاہتے ہیں۔ بالفاظ دگر یہ کہا جاسکتا ہے کہ جو مسلمانوں پر جتنا زیادہ ظلم کرسکتا ہے، وہ اتنی ہی زیادہ کامیاب وزیر اعلیٰ تصور کیا جارہا ہے، حیرت اس بات پر ہے کہ نفرت کی اس آندھی میں مسلمان جاگنے کا نام نہیں لے رہے۔ ایسے سیکنڑوں واقعات وحوادث ہیں کہ ہندو و مسلم تنازعہ کے بعد ایک فریق کے مکانات پر ان کی عبادت گاہوں پر، مدرسوں، مسجدوں اور ذاتی املاک پر بلڈوزر چلا کر لاکھوں مکینوں کو بے گھر کر دیا گیا اور دلیل یہ پیش کی گئی کہ یہ غیر قانونی تجاوزات یا اویدھ قبضہ تھے، حالاں کہ قانوں کی ادنی سمجھ رکھنے والا بھی یہ جانتا ہے کہ کسی بھی عمارت کے قانونی یا غیر قانونی ہونے کا فیصلہ عدلیہ کرتی ہے، پھر وہ اسے نوٹس جاری کرتی ہے تب ان عمارتوں کو مسمار کیا جاتا ہے لیکن یہاں تو معاملہ بالکل برعکس ہے کہ بنا کسی نوٹس کے عمارتوں کو منہدم کر دیا جاتا ہے اور بعد میں کورٹ اس پر روک لگاتا ہے۔ یہ ظلم کی واضح علامت ہے۔ انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ اولا کسی بھی عمارت کے غیر قانونی ہونے کے لیے کورٹ کے فیصلے کا انتظار کیا جاتا پھر نوٹس جاری کرکے اسے ہٹانے کی کوشش کی جاتی۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہنگامی صورت حال اور عوامی تنازعات میں ظلم میں سب برابر کے شریک ہوتے ہیں تو تنازعہ کے بعد کسی ایک فریق کو نشانہ بنانا اور اس پر کارروائی کرنا غیر آئینی ہے۔ جہاں پر تنازعات اور کشیدگی کی وارداتیں انجام دی جاتی ہیں اکثر وہاں مذہبی جذبات کو برانگیختہ کرنے والے نعروں کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے کہ کوئی جلوس یا روڈ شو کسی تنازعہ کی صورت اختیار کر جاتا ہے تو اس پر قدغن لگانے کا منصفانہ طریقہ یہی ہے کہ ایسے نعرہ بازوں کی تفتیش کر کے انھیں سخت سزا دی جائے اور ایسے جلوسوں کی اجازت و پرمیشن ہی نہ دی جائے۔ نہ یہ کہ پہلے فرقہ وارانہ فسادات کو ہوا دی جائے پھر جانب دارانہ طور پر کسی ایک فریق کو ہدف بنا کر ان کے خلاف کارروائیاں

شروع کی جائیں۔
زمیں دوز کی گئی عمارتوں کی تفصیلات ہریانہ کے نوح میں 37 مقامات پر 57.5 ایکڑ اراضی پر بلڈوزر چلا کر انھیں منہدم کر دیا گیا جس میں سہارا ہوٹل، ہڈیکل، اسٹورز اور دیگر دکانوں سمیت تقریبا دو درجن سے زیادہ دکانوں اور مکانوں پر بلڈوزر چلا دیا گیا اور یہ کہا گیا کہ یہ غیر قانونی قبضے ہٹائے گئے ہیں۔
واضح رہے کہ یہ سب ہجومی تشدد اور فرقہ وارانہ فسادات کے بعد کیا گیا جس میں مذہبی ریلی کے دوران جذبات کو برانگیختہ کرنے والے نعرے لگا کر مسلمانوں پر جبر وتشدد کی انتہا کی گئی، وارادات کی کوریج کرتے ہوئے صحافیوں سے بھی دریافت کیا گیا کہ ان کا مذہب کیا ہے؟ اس میں مونو مانیسر جس پر جنید اور ناصر کے قتل کا الزام ہے، نے کھلے عام دھمکی دیتے ہوئے شرکت کی اور کہا کہ وہ جلوس میں آرہا ہے اگر کوئی روک سکتا ہے تو روک کر دکھائے اور انتظامیہ کچھ نہیں کر سکا، ایک مسجد کو بھی نذر آتش کر دیا گیا اور اس کے نائب امام کو بھی شہید کر دیا گیا۔ اس سنگین واردات کے بعد بھی تفتیش کے بجائے یک طرفہ مسلمانوں کو نشانہ بناتے ہوئے بنا کسی نوٹس کے ان کی عمارتوں کو مسمار اور بلڈوزر سے زمیں دوز کر دیا گیا اور اس کاروائی میں 162 پکے مکانات اور 591 کچے مکانات کے ڈھانچے گرادیئے گئے جو مسلمانوں پر کھلے ظلم وتشدد کی واضح مثال ہے۔
ممبئی میرا روڈ: ہجومی تشدد کے بعد مسلمانوں پر یک طرفہ کاروائی 23 جنوری 2024ء کو ممبئی کے میرا روڈ پر مسلمانوں کی کئی دکانوں کو بلڈوزر سے مسمار کر دیا گیا جو مسلمانوں سے نفرت کی جیتی جاگتی مثال ہے۔ دراصل پورا معاملہ یہ ہے کہ ممبئی سے ملحق میرا روڈ پر ہندو سماج کے لوگوں نے ایودھیا میں رام مندر کی تعمیر پر رام للا کی پران پرتیشٹھا کی ریلی میں جے شری رام کے نعرے لگائے اور جن مسلم وغیر مسلم کی دکانوں پر بھگوا جھنڈے لگے ہوئے نہیں دیکھے تو جبراً ان پر جھنڈے لگانے کی کوشش کی، جو سراسر غلط ہے۔ جب فریق مخالف نے دفاع میں پتھراؤ کیا تو اگلے دن ان کی دکانوں مکانوں پر یوپی کے وزیر اعلی کے خط پر عمل پیرا ہوتے ہوئے بلڈوزر کی کاروائی شروع کر دی اور مسلم دشمنی کا بھرپور ثبوت فراہم کیا۔ سیاسی کارکن جاوید محمد کے مکان پر بلڈوزر کی کاروائی بی بی سی اردو نیوز کی خبر کے مطابق پریاگ راج (الہ آباد) کے سیاسی کارکن جاوید محمد کے گھر پر بھی بلڈوزر چلایا گیا جو مسلم دشمنی کی واضح مثال ہے۔
اس سے ایک روز قبل پولس نے جاوید محمد کو گرفتار بھی کیا تھا اور دلیل یہ پیش کی تھی کہ سیاسی کارکن جاوید محمد بی جے پی سابق ترجمان نپور شرما کے پیغمبر اسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر دیئے گئے ایک متنازعہ اور اشتعال انگیز بیان پر ہوئے ملک گیر احتجاج کا ماسٹر مائنڈ ہے۔ ایم پی کے کھرگون میں رام نومی کے جلوس پر مسلمانوں کے 50 دکان ومکانات ملبے کا ڈھیر! 10 اپریل 2022ء کو ایک افواہ پھیلائی گئی کہ پولس نے کھرگون کے تالاب چوک کے پاس رام نومی کے جلوس کو روک دیا ہے۔ پھر کیا! دیکھتے ہی دیکھتے ازدحام لگ گیا اور مشتعل نعرے بازی کی گئی، جواب میں پتھراؤ کیا گیا، اس کے بعد حسب روایت مظلوم ولاچار وغریب مسلمانوں کے دکانوں ومکانوں کو بلڈوزر سے زمیں دوز کر دیا گیا، بنا کسی تفتیش اور نوٹس کے بے قصوروں کے مکانات اور دکانیں گرادی گئی، وہ عاجزی اور منت سماجت کرتے رہے لیکن کارپوریشن انتظامیہ نے ایک نہ سنی، اس کاروائی سے متأثر وسیم احمد کا کہنا ہے کہ 11 اپریل 2022ء کو صرف ان کی کیرانہ کی دکان ہی منہدم نہیں کی گئی بلکہ مدھیہ پردیش کے کھرگون کے اس اکثریتی علاقے میں دیگر 50 دکانوں مکانوں کو بھی مسمار کر دیا گیا۔
یہ ساری کاروائی ناانصافی پر مبنی تھی، کیوں کہ جس وسیم کی دکان یہ کہ کر گرائی گئی کہ اس نے رام نومی کے جلوس پر پتھر بازی کی تھی وہ دونوں ہاتھوں سے معذور ہے۔ کیرانہ میں دکان چلانے کا بھی یہی طریقہ تھا کہ لوگ اپنے ہاتھ سے سامان اٹھاتے اور رقم ڈال جاتے۔ باقی لوگوں کا بھی یہی حال تھا کہ کوئی اپنے کام پر گیا ہوا تھا، کوئی کہیں تھا وغیرہ۔
اسی حادثہ میں اس روز رفیق احمد کو 25 لاکھ کا خسارہ ہوا دراصل چاندنی چوک میں اس کی چار دکانیں تھیں جن میں سے

تین کو بلڈوزر کے ذریعے منہدم کر دیا گیا، رفیق میونسپل حکام کے قدموں میں گڑگڑاتا رہا لیکن اس کی ایک نہ سنی گئی بعد میں کہا گیا کہ یہ سب غیر قانونی بنے ہوئے تھے اور جلوس پر پتھراؤ میں ہوئے نقصان کی تلافی کے لیے رفیق کی دکانوں کو گرانا انصاف پر مبنی تھا، یہ سب مسلم دشمنی میں کیا گیا، مدھیہ پردیش کے وزیر داخلہ نروتم مشرا نے نامہ نگاروں سے بات چیت میں کہا کہ جن گھروں سے پتھر آئے ہیں ہم ان گھروں کو ہی پتھروں کا ڈھیر بنا دیں گے۔

آسام پولس کی چھ مسلم گھروں پر بلڈوزر سے کاروائی

20 نومبر 2022ء کو روزنامہ انقلاب ویب پورٹل پر یہ خبر نشر ہوئی کہ مئی کے مہینے میں آسام کی پولس نے چھ مسلم گھروں کو بلڈوزر سے منہدم کر دیا، جس پر گوہاٹی ہائی کورٹ نے پولس سپرنڈنٹ کو سخت فٹکار لگائی۔ دراصل معاملہ یہ تھا کہ ایک مسلم تاجر کی آسام پولس کسٹڈی میں موت ہوگئی، اس پر جوابی کاروائی کرتے ہوئے کچھ مسلمانوں نے پولس اسٹیشن کے کچھ حصہ کو نذر آتش کر دیا، اس کے بعد پولس انتظامیہ نے انتقام لیتے ہوئے اور قانون کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے چھ مسلمانوں کے مکانوں کو بلڈوزر سے منہدم کر دیا، یہ معاملہ جب گوہاٹی ہائی کورٹ میں پہنچا تو پولس سپرنڈنٹ کو گوہاٹی ہائی کورٹ نے جم کر سرزنش کی اور کہا کہ آپ چاہے ڈی سی پی ہوں، خواہ ڈی آئی جی ہوں، سول سروس کی کسی بھی سروس پر تعینات ہوں لیکن آپ کو اپنا دائرۂ اختیار معلوم ہونا چاہیے۔ اگر سبھی اس طرح اپنے حساب سے انصاف کرنے لگیں تو کوئی بھی محفوظ نہیں رہ سکتا۔ آپ چاہے کسی بھی عہدہ پر فائز ہوں لیکن آپ کو عدالت سے اجازت لینا پڑے گی۔

رکن اسمبلی کے املاک اور آئی پی ایس کالج پر بلڈوزر کاروئی

مدھیہ پردیش کے کانگریس سے رکن اسمبلی عارف مسعود کی پراپرٹی اور ان کے ایک ذاتی آئی پی ایس کالج پر بلڈوزر چلا کر زمیں دوز کر دیا گیا جو جیتی جاگتی ظلم کی داستان ہے اور عذر یہ پیش کیا گیا کہ انھوں نے کورونا گائڈ لائن کی خلاف ورزی کی تھی۔

آسام میں مئی 2021ء سے ستمبر 2022 تک 4449 مکانات پر چلا بلڈوزر! کالم نگار زینت اختر کے مضمون کے مطابق آسام کے وزیر اعلیٰ ہیمنتا بسوا سرما کی زیر قیادت بی جے پی کے دور اقتدار میں آسام کے مسلمانوں پر کھلے عام بلڈوزر چلائے گئے اور مئی 2021ء سے ستمبر 2022ء تک 4449 مکانات پر انتظامیہ کی موجودگی میں بلڈوزر چلا دیا گیا۔ اس پر مستزاد یہ کہ آسام کے وزیر اعلیٰ ہیمنتا بسوا سرما نے برسر عام یہ اعلان کرنے میں ذرا بھی تأمل نہیں کیا کہ " غیر قانونی تجاوزات والوں کو ہم پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں دیں گے" اسی واردات میں انہدامی کاروائی کے خلاف مزاحمت کرنے والوں پر پولس نے گولی چلا دی تھی۔ اس سے بڑھ کر اور ظلم کیا ہوگا! فرمان باری تعالیٰ ہے: وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ عنقریب ظالم جان لیں گے کہ کس کروٹ پلٹا کھائیں گے۔

دہلی میں 25 افراد کی گرفتاری، گیٹ اور دکانیں زمیں دوز

دہلی کے جہانگیر پوری میں میونسپل کارپوریشن (ایم سی ڈی) نے کاروائی کرتے ہوئے مسلمانوں کے بیشتر املاک کو بنا کسی نوٹس کے بلڈوزر سے منہدم کر دیا۔ ایسا صوبائی گورمینٹ کے اشارے پر کیا گیا، مسلم تنظیموں کے عدالت سے رجوع کرنے اور پھر عدلیہ کے حکم امتناع جاری کرنے پر بھی ایم سی ڈی کی کاروائی نہیں رکی، جب عدالت نے اس پر جواب طلب کیا تو یہ عذر پیش کیا گیا کہ یہ سب غیر قانونی تجاوزات ہیں۔

واضح رہے کہ اس کاروائی سے ایک روز قبل مسلم مخالف فسادات ہوئے تھے، اس کے ایک دن بعد ریاستی حکومت کے اشارے پر مسلمانوں کے کثیر املاک مع ایک مسجد کے صدر دروازے اور دیوار پر بلڈوزر چلا دیا گیا جو سراسر ظلم و زیادتی ہے، اگر وہ املاک نفس الامر میں غیر قانونی تجاوزات تھے تو پہلے تفتیش کی جاتی پھر عدالتی فیصلے کے بعد انہدامی کاروائی شروع ہوتی لیکن یہاں معاملہ برعکس ہے کہ مکین حضرات دستاویزات دکھاتے رہ جاتے ہیں، عدلیہ اسٹے لگا دیتا ہے لیکن حکومتی اشارے پر کام کرنے والی کارپوریشن بلڈوزر کو روکنے کا نام نہیں لیتی۔

شاہین باغ میں احتجاج کرنے والوں پر پہنچا بلڈوزر

دہلی اور نوئیڈا کو جوڑنے والے روڈ پر شاہین باغ میں کثیر تعداد میں مسلم خواتین نے این آرسی، سی اے اے اور این پی آر کے خلاف مظاہرہ کرنے والوں کے پاس بلڈوزر پہنچا اور اس احتجاج پر قدغن لگانے کی کوشش کی گئی لیکن بھاری تعداد میں پولس فورس نہ ہونے کے باعث بلڈوزرس کو واپس ہونا پڑا، دوسری طرف سپریم کورٹ نے بڑی راحت دی اور کہا کہ اگر کسی کے بھی گھر کو گرایا جاتا ہے تو ہم اس کے خلاف ہیں۔

ہلدوانی میں ایک مسجد مدرسے پر بلڈوزر کی کاروائی

اتراکھنڈ کے ہلدوانی میں ونبھول پورہ تھانہ حلقے کے ملکہ باغیچے میں بنے ایک مسجد اور ایک مدرسے کو بلڈوزر سے توڑ دیا گیا، اس سے ناراض ہوکر لوگوں نے پولس پر پتھراؤ کردیا اور بلڈوزر کو بھی توڑ ڈالا، حالات کو دیکھتے ہوئے بنا کسی انتباہ کے پولس نے بھی اپنی طاقت کا استعمال کرتے ہوئے لوگوں کو دوڑا دوڑا کر پیٹا اور گولی چلادی، جس میں چھ مسلم نوجوان جاں بحق ہوگئے، مشتعل بھیڑ نے پولس اسٹیشن پر پتھراؤ کردیا۔ جب حالات بے قابو ہوئے تو انتظامیہ نے لوگوں پر آنسو گیس کے گولے داغنا شروع کردیئے، ہوائی فائرنگ بھی کی، حالات کو دیکھتے ہوئے ضلع مجسٹریٹ نے کرفیو نافذ کردیا اور فسادیوں کو دیکھتے ہی گولی مارنے کا حکم دیا۔ دراصل اتراکھنڈ وزیر اعلیٰ پشکر سنگھ دھامی نے ہلدوانی سے غیر قانونی تجاوزات کو ہٹانے کا حکم جاری کیا تھا، اس کے بعد ہی کاروائی شروع ہوگئی، واضح رہے کہ غیر قانونی تجاوزات کے ہٹانے کا نوٹس عدلیہ جاری کرتی ہے پھر ریاستی حکومت کو اس پر عمل درآمد کی اجازت ہوتی ہے۔

جب کہ یہاں تو عدالت میں سنوائی ہونا باقی تھی اور ریاستی حکومت کو یہ ہدایت بھی جاری کردی گئی تھی کہ وہ ابھی اس پر ایکشن نہیں لے سکتی لیکن پھر اچانک مقامی لوگوں کو اعتماد میں لیے بغیر کاروائی شروع ہوگئی اور نگر نگم کے آرڈر کا حوالہ دیا گیا، جب کہ مطالبے کے وقت کسی بھی طرح کا آرڈر دکھانے میں پولس ناکام رہی، دراصل ملک میں جو کچھ ہورہا ہے وہ سب مسلمانوں کے وجود اور اسلامی شناخت کو یکسر مٹانے کے لیے کیا جارہا ہے۔

ریاست چھتیس گڑھ کے وارد ھالال پور میں پولس اور انتظامیہ نے ایاز خان کے مکان پر بلڈوزر چلادیا بیان کیا جاتا ہے کہ ایاز خان پر سدھارام کے قتل، لوٹ مار اور ڈکیتی کا الزام ہے۔ یہ ریاست چھتیس گڑھ میں بی جے پی کی حکومت بننے کے بعد پہلی کاروائی ہے جس کا انتخابات سے قبل وعدہ کیا گیا تھا۔

مدھیہ پردیش میں فاروق رائن کے گھر پر بلڈوزر کاروائی

ایم پی میں بی جے پی کے کارکن موہن یادو کے وزیر اعلیٰ کی کرسی پر براجمان ہوتے ہی بلڈوزر کی کاروائی شروع کی گئی اور فاروق رائن نامی ایک مسلمان کے گھر کو مسمار کردیا گیا بتایا جاتا ہے کہ فاروق راعین پر بی جے پی کارکن دیویندر ٹھاکر کی ہتھیلی کاٹنے کا الزام ہے۔ اتراکھنڈ سرنگ مشن کے ہیرو وکیل حسن کا گھر ملبے کا ڈھیر کردیا گیا، اتراکھنڈ کے سرنگ مشن کے ہیرو وکیل حسن کا گھر بھی بلڈوزر سے منہدم کردیا گیا اور حوالہ یہ دیا گیا کہ یہ غیر قانونی تجاوزات تھے۔

واضح ہو کہ وکیل حسن ان بارہ رینٹ ہول مائنرس کی ٹیم میں سے ایک ہیں جنھوں نے اتراکھنڈ کے اندراتر کاشی کے سلکیارا ٹنل میں پھنسے ۴۱ مزدوروں کی کافی جدوجہد اور سمجھداری کے بعد جان بچائی تھی۔ صد افسوس کہ جان بچانے والوں کے جان واموال محفوظ نہیں۔

دہلی میں ڈھائی سو سالہ قدیم مسجد و مدرسہ پر بلڈوزر کاروائی

حوزہ نیوز ایجنسی کی خبر کے مطابق ہندوستانی دارالحکومت کی بنگالی مارکیٹ میں واقع ڈھائی سو سالہ قدیم ایک مسجد اور مدرسہ تحفیظ القرآن کی دیواروں اور کمروں پر لینڈ اینڈ ڈولپمنٹ ڈپارٹمنٹ نے بلڈوزر چلادیا، اس مسجد کی انتظامیہ کا کہنا ہے کہ اس کاروائی سے پہلے ہمیں کوئی اطلاع نہیں دی گئی، بلڈوزر مسجد کے جس حصہ پر چلایا گیا وہ چند ماہ قبل ہی تعمیر کیا گیا تھا، جس پر سرکاری عملے کو اعتراض تھا۔

بہر حال مسجد کی جدید تعمیراتی حصہ غیر قانونی تھا یا نہیں اس کو عدلیہ طے کرتی ہے لیکن ریاستیں اب خود ہی بقیہ ص ۶۶ ر پر

تصنیف: امام فقیہ ابواللیث نصر ابن محمد سمرقندی
ترجمہ: علامہ مفتی محمد صالح قادری بریلوی*

فکر آخرت

اکتالیسویں قسط

گزشتہ سے پیوستہ

(۱) تعجب ہے اس پر جسے دوزخ کے وجود کا یقین ہے پھر اسے ہنسی کیسے آتی ہے؟

(۲) اور تعجب ہے اس پر جو موت کا یقین رکھتا ہے تو وہ مگن، فرحاں شاداں کیسے رہتا ہے؟

(۳) اور تعجب ہے اس پر جسے حساب کا یقین ہے تو وہ برے اعمال کیونکر کرتا ہے؟

(۴) تعجب ہے اس پر جسے قضا وقدر کا یقین ہے تو وہ (جا بے جا) دنیا کمانے کے لئے کیوں کر بے تکی محنت کرتا پھرتا ہے اور دوسری روایت میں یہ آیا ہے کہ وہ دنیا کے بارے میں کیوں غمگین ہے؟

(۵) اور تعجب ہے اس پر جو دنیا کو دیکھتا اور دنیا کا اہل دنیا کو الٹنا پلٹنا دیکھتا ہے تو وہ کیسے اس کی طرف سے مطمئن ہے؟

(۶) اور تعجب ہے اس پر جو جنت کا یقین رکھتا ہے پھر بھی نیک عمل نہیں کرتا اور (آخر میں لکھا تھا): لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

حضرت زاذان تابعی کی توبہ کا واقعہ

توبۂ نصوح کی عمدہ نظیر: مروی ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن نواح کوفہ کے ایک موضع میں گزر رہے تھے وہاں آپ نے فاسقوں کو دیکھا کہ ایک مجمع میں اکٹھے ہیں، شراب نوشی کا دور چل رہا ہے ایک گانے والا بھی ہے، جب اس کی آواز حضرت عبد اللہ نے سنی فرمایا: کتنی اچھی ہے یہ آواز، کاش کتاب اللہ پڑھنے کے لئے استعمال ہوتی۔ (یہ کہہ کر) آپ نے سر پر چادر ڈالی اور گزر گئے۔ زاذان کے کانوں میں آپ کے قول (پُرہول) کی بھنک پڑ چکی تھی، اس نے (لوگوں سے) پوچھا کہ یہ کون تھا؟ لوگوں نے بتایا: یہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کے صحابی، حضرت عبد اللہ ابن مسعود تھے پھر پوچھا انہوں نے کیا کہا تھا؟ لوگوں نے بتایا انہوں نے کہا تھا کہ کتنی اچھی ہے یہ آواز کاش کتاب اللہ پڑھنے کے لئے ہوتی۔

...(راوی کا بیان ہے کہ) یہ سن کر زاذان کے دل میں ہیبت الٰہی داخل ہوئی۔ (فوراً مجلس فساق سے) اٹھ گیا۔ سارنگی زمین پر دے ماری اور توڑ دی۔ پھر تیزی سے ان کی طرف لپکا، یہاں تک کہ آپ کو پالیا۔ زاذان نے اپنے رومال کا پھندا (گویا غلامی کا پٹہ) بنا کر اپنی گردن میں ڈال لیا تھا اور حضرت عبد اللہ کے حضور (بے تحاشا) رونا شروع کیا، حضرت نے اسے سینہ سے لگالیا۔ اور خود بھی رونے لگے۔ پھر حضرت عبد اللہ ابن مسعود نے فرمایا: میں اُس آدمی سے کیسے محبت نہ کروں جس سے اللہ محبت فرمائے، جس نے اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرلی ہے اور پھر اس نے (سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر، برائے تحصیل علم) حضرت عبد اللہ کی مصاحبت لازم پکڑ لی۔ ہوتے ہوتے زاذان (رحمۃ اللہ علیہ) نے آپ سے قرآن پڑھنا سیکھ لیا اور قرآن کا و دیگر علم کا ایک بڑا حصہ آپ نے (حضرت عبد اللہ وغیرہ سے) اخذ کرلیا حتیٰ کہ علم میں مقتدا ہو گئے (جس کا ثبوت ان کی مرویات ہیں کہ) کثیر اخبار میں آیا ہے:

''عن زاذان عن عبد اللّٰه بن مسعود رضی اللّٰه تعالیٰ عنه۔''

مخلصانہ عبادت کی برکت رنگ لائی

ایک عبرت آموز حکایت: (فقیہ یعنی حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا) کہ میں نے اپنے والد صاحب سے یہ حکایت سنی کہ بنی اسرائیل میں ایک زن بغیہ (یعنی رنڈی عورت) تھی۔ اور وہ لوگوں کے لئے اپنے جمال بے مثال کی وجہ سے فتنہ بنی

* مترجم جامعۃ الرضا بریلی شریف کے صدر مفتی اور شیخ الحدیث ہیں۔

ہوئی تھی۔ (اس بُرے کام کے لئے) اس کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا تھا۔ اور وہ دروازے کی سیدھ میں گھر کے اندر تخت (یا مسہری) پر بیٹھی رہتی۔ حتیٰ کہ ہر گزرنے والے کو وہ سامنے بیٹھی دیکھتی رہتی۔ پھر جو اس کی طرف نظر بھر کے دیکھ لیتا اس پر مفتوں ہوجاتا۔ اور جو اس کے وصال کا خواہش مند ہوتا وہ (اس کام کی فیس کے لئے) دس یا کم وبیش دینار (نوکروں دلالوں کو) دینے کے لئے پابند ہوتا تب کہیں اسے عورت کے پاس پہنچنے کی اجازت ملتی تھی۔

صنفی حسن وجمال، ایک دوسرے کے لئے فتنے کا جال

...ایک دن ادھر سے ایک عابد گزرا۔ اس کی نظر دروازے کی طرف اٹھ گئی وہ (حسب دستور سامنے ہی) تخت پر بنی ٹھنی بیٹھی تھی۔ اس کو دیکھ کر وہ (بزرگ بھی) مفتوں ہوگئے اور وہ نفس سے جہاد کرنے لگے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے لگے تاکہ یہ کیفیت ان کے دل سے جاتی رہے، مگر وہ زائل نہیں ہوئی اور نفس سے وہ شخص شدید مشقت پانے لگا حتیٰ کہ اپنا خانگی استعمالی سامان بیچ ڈالا اور کسی طرح (ادائے اجرت کے لئے) مطلوبہ رقم جٹا کر اس کے دروازے پر آیا (اسے بتایا گیا کہ) عورت کا حکم ہے پہلے، اجرت کے دینار اس کے وکیل کو ادا کرو پھر اس کے بتائے ہوئے (فلاں) وقت پر آؤ۔ (دینار دے کر چلا آیا اور) اس کے موعود وقت پر دوبارہ اس کے وہاں پہنچا۔ وہ فاحشہ (پہلے سے) بن سنور کر گھر میں اپنے تخت پر بیٹھ چکی تھی، عابد عورت کے پاس اندر پہنچا اور تخت پر اس کے برابر میں بیٹھ گیا۔

پھر جب اس نے عورت کی طرف اپنا ہاتھ بڑھانا اور اس کے ساتھ انبساط کرنا چاہا تو اس کی عبادت وصالحیت کی برکت سے اللہ کی رحمت اس کے شامل حال ہوئی حتیٰ کہ ارادہ گناہ کا تدارک فرمادیا کہ اس کے دل میں اللہ کی ہیبت واقع ہوگئی، بدن کا جوڑ جوڑ تھر تھر کانپنے لگا اور (مارے خوف الٰہی کے) اس کا رنگ متغیر ہوگیا۔ اب عورت نے جو اس کی طرف نظر اٹھائی تو اسے دکھا کہ اس کا رنگ پیلا پڑ گیا ہے۔ بولی تجھے کیا تکلیف ہوگئی؟ (تیرا رنگ کیوں بدل گیا ہے) بولا میں اپنے رب سے ڈر رہا ہوں، لہٰذا مجھے یہاں سے باہر جانے کی اجازت دے۔ بولی ارے تیرا بُرا ہو۔ کثیر لوگ تو میرے وصال کی دلوں میں تمنا لیے پھرتے ہیں (اور مجھے حاصل نہیں کر پاتے) اور تجھے یہ موقعہ میسر آچکا ہے۔ (اب اسے گنوا رہا ہے مجھے بتا آخر) وہ ہے کیا بات جس میں تو مبتلا ہوا ہے۔ تو اس نے (صاف صاف) بتایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کا خوف دامن گیر ہوا ہے تو تو مجھے جانے دے اور وہ مال میں نے چھوڑا (جو بطور اجرت پیشگی تجھے دے چکا ہوں) وہ تیرے لئے میری طرف سے حلال ہے (اب میں چلا) عورت بولی (لگتا ہے) کہ گویا تو نے یہ کام کبھی نہیں کیا ہے (اس کی لذت سے تو نا آشنا ہے)؟ عابد نے نفی میں جواب دیا (کہ ہاں کبھی نہیں کیا) عورت بولی: (اچھا یہ تو بتاتے جاؤ کہ) تم کہاں کے رہنے والے ہو اور نام کیا ہے؟ اسے (مجبوراً) اپنی بستی کا اور اپنا نام بتانا پڑا۔ اب اس نے نکلنے کی اجازت دی، وہ (جھٹ) اس کے پاس سے نکل گیا واویلاہ! واثبوراہ (ا)! پکارتے ہوئے اور روتے ہوئے، سر پر خاک ڈالتے دوڑتا چلا گیا۔

مگر عورت کا دل لے گیا

توبۂ نصوح کی نظیر پُر تاثیر

...(وہ تو چلا گیا لیکن عورت کو اپنی محبت اور خشیت الٰہی میں مبتلا کر گیا، چنانچہ راوی کا بیان ہے کہ اس کے چلے جانے کے بعد) عورت کے دل میں بھی ہیبت الٰہی واقع ہوگئی۔ یہ اس (مخلص) عابد کی برکت تھی۔ لہٰذا عورت نے (دل میں) کہا: اس آدمی نے (ارادہ زنا کا) جرم پہلی بار کیا تھا تو اس کا مارے خوف کے یہ حال ہوا جو ہوا۔ جبکہ میری حالت یہ ہے کہ برسوں سے (مسلسل زنا کاری کا) یہ گناہ کر رہی ہوں۔

حالانکہ اس کا رب کہ جس سے وہ اتنا زیادہ خوف زدہ ہے وہی میرا رب ہے۔ تو مجھے اپنے رب کا خوف بہ نسبت اس کے اور زیادہ ہونا چاہئے۔ تو اب اس نے اللہ کی طرف توبہ کی (نادم ہو کر معافی مانگی) اور دروازہ بند کر کے گھر میں بیٹھ رہی، لوگوں کا آنا بند کر دیا، پرانے دھرانے (بوسیدہ) کپڑے پہنے (ٹھاٹ باٹ سے باز آئی، زیبائش ترک کردی) اور اللہ کی عبادت کی طرف توجہ لگادی، وہ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگی رہی، جتنے دنوں تک اللہ نے چاہا پھر ایک دن اس نے دل میں سوچا

کہ اگر میں اس شخص کے پاس پہنچ جاتی تو اچھا ہوتا۔ شاید وہ مجھے اپنی زوجیت میں قبول کرلے اور میں اس کے پاس رہتے ہوئے دینی باتیں بھی سیکھ لوں گی اور وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت پر میرا مددگار بھی ہوگا۔ (اس سے مجھے سہارا بھی مل سکے گا)

یہ سوچ کر اس (تائبہ) نے سفر کی تیاری شروع کردی اور اپنے ہمراہ اپنے کثیر اموال وخدام میں سے اتنا مال ومتاع وغیرہ لیا جو اللہ نے چاہا (باقی اموال چھوڑ گئی) اور نکل پڑی ان بزرگوار کے گاؤں پہنچ گئی۔ وہاں جا کر ان کا پتہ پوچھا تو لوگوں نے عابد کو خبر دی کہ ایک پردیسی عورت آئی ہے جو آپ کو تلاش کر رہی ہے، عابد صاحب گھر سے نکل کر عورت کی طرف آئے، عورت نے جب آتا دیکھا تو چہرہ سے اپنا نقاب ہٹایا تا کہ عابد اسے پہچان لے، جب عابد نے اسے دیکھا پہچان لیا اور (معاً) اسے اپنا وہ معاملہ (ارادۂ زنا وغیرہ) جو اس کے اور عورت کے درمیان ہو چکا تھا یاد آ گیا (اور فوراً دل پر اس کی یاد نے ایسی چوٹ ماری کہ) دیکھتے ہی معاً عابد کے منہ سے ایک زوردار چیخ نکلی اور اسی وقت روح جسم سے جدا ہوگئی۔

وہ (بے چاری تائبہ یہ دیکھ کر) حیران وغمگین کھڑی کی کھڑی رہ گئی اور بولی (لوگوں کو بتایا کہ) میں اس عابد کے لئے وطن سے نکل کر یہاں آئی تھی اور وہ مر چکا (داغ مفارقت دے گیا) تو کیا اس کے قریبی رشتہ داروں میں کوئی ایسا مرد ہے جسے نکاح کی ضرورت ہو، لوگوں نے بتایا: ہاں اس کا ایک بھائی ہے وہ بھی نیک آدمی ہے مگر وہ نادار ہے، اس نے کہا کوئی حرج نہیں، میرے پاس تھوڑا مال ہے جس میں میں غنی ہوں (یعنی کام چل جائے گا، بالجملہ) اس کے بھائی نے اس عورت سے نکاح کرلیا (جس کے نتیجے میں) ان کے ہاں لڑکے پیدا ہوئے جو (بڑے ہو کر دینی معظم بنے حتیٰ کہ رفعت عظمیٰ پر فائز ہوئے بقول راوی) بنی اسرائیل میں نبی ہوئے۔ .... جاری ہے

ص 93 کا بقیہ ....

باقی بروز حشر تک تیری چمک دمک رہے
پھولے پھلے گل وچمن پھیلتی ہی مہک رہے
آئے نہ تجھ پہ کوئی حرف قائم رہے ترا مقام
جامعۃ الرضا سلام جامعۃ الرضا سلام

ان سے ہے موسم بہار دور ہے اس لیے خزاں
گلشن ازہری کے ہیں تینوں نفوس باغباں
حضرتِ عسجد رضا حضرت حسام اور ہمام
جامعۃ الرضا سلام جامعۃ الرضا سلام

پابند مسلک رضا رہنا تمام عمر بھر
فکر رضا کی سیج سے ہونا نہ تم ادھر ادھر
نقش ہے دل کی لوح پر تیرا حسین ہر پیام
جامعۃ الرضا سلام جامعۃ الرضا سلام

تیرا خزانہ عام ہے عام ہے ہر ایک گام ہے
تیری کریم بارگہ بارگہِ سلام ہے
تو بادشاہ وقت ہے ہم ہیں رعایا اور غلام
جامعۃ الرضا سلام جامعۃ الرضا سلام

کیا ہو بیان کیفیت دل کا ہے حال کیا سے کیا
اتنا کرم کرائے صبا نامۂ شکر دے کے آ
صدرِ مدرسین اور سارے اساتذہ کے نام
جامعۃ الرضا سلام جامعۃ الرضا سلام

صدقۂ پائے پنجتن آئے نہ ان پہ کوئی آنچ
تیرے چمن کے پھول ہیں فضل الٰہی سے یہ پانچ
کاشف جسیم قادری فرحان ومرشد وہشام
جامعۃ الرضا سلام جامعۃ الرضا سلام

تنہائی کے ہجوم میں سونی اندھیری رات میں
چھڑنے لگا جو تذکرہ بزم تصورات میں
خاطر قلب کے لیے لکھا ہے میں نے یہ کلام
جامعۃ الرضا سلام جامعۃ الرضا سلام

جانا ہے سب کو ایک دن آج نہیں تو کل ضرور
روک لے اشک اے جسیم دیدۂ ترکا کیا قصور
کوچۂ جاناں میں سدا کس کو نصیب ہے قیام
جامعۃ الرضا سلام جامعۃ الرضا سلام

اہل مدارس کی کوتاہی اور مدارس کی ناگزیر ضرورت

از: محمد عامر فضیل مرکزی رمولوی *

مدارسِ اسلامیہ امتِ مسلمہ کے وہ مقدس قلعے ہیں جہاں سے صدیوں سے دینِ متین کی آبیاری ہو رہی ہے۔ انھی مدارس کے فیض سے ائمۂ ہدیٰ، محدثین عظام، فقہا و مفسرین اور مجاہدینِ دین پیدا ہوئے جنہوں نے اپنی علمی و عملی مساعی سے جہالت کے اندھیروں کو مٹایا اور علم و عرفان کے چراغ روشن کیے، بلاشبہ یہ مدارس تبلیغ دین کے وہ سرچشمے ہیں جن سے ایمان و یقین کے نہریں رواں ہیں اور جن کی برکت سے دین کی خوشبو آج بھی فضا میں رچی بسی ہے۔

مگر صد افسوس! آج جب ہم مدارسِ اسلامیہ کا مجموعی جائزہ لیتے ہیں تو ایک نہایت ہی افسوسناک پہلو سامنے آتا ہے، وہ یہ کہ بیشتر مدارس میں علمی و فکری ارتقا کے اصل منبع یعنی "لائبریری" کو فراموش کر دیا گیا ہے۔ عمارات بلند ہو رہی ہیں، قیام و طعام کے عمدہ انتظامات موجود ہیں اور اس جانب ذمہ داروں کی بھر پور توجہ ہے اور ہونی بھی چاہئے مگر علمی سرمایہ جس پر مدارس کی بنیاد قائم تھی، یعنی "لائبریری" وہ اکثر مدارس میں یا تو نہ ہونے کے برابر ہے یا پھر اس قدر ناقص کہ دل رنجیدہ ہوتا ہے۔

آج یوپی، بہار بنگال، مہاراشٹر بلکہ ہند و بیرون ہند کے اکثر ادارے ایسے ہیں جہاں وسیع و عریض بلڈنگیں کھڑی ہیں، خوبصورت کمروں کی قطاریں ہیں مگر "لائبریری" جو ہر تعلیمی ادارے کی روح کہلاتی ہے، محض نام کی چیز ہے۔ بعض جگہ تو چند پرانی کتاب تک دستیاب نہیں، نہ کوئی منظم نظام مطالعہ، نہ جدید و قدیم کتب کا ذخیرہ، نہ علمی ماحول کا احساس۔

جبکہ یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ لائبریری کسی مدرسے کی روح ہے۔ درس و تدریس کی بنیاد ہی کتب بینی پر قائم ہے۔ وہ مدرسہ جہاں مطالعہ کی فضا نہ ہو، جہاں کتاب سے انسیت نہ ہو، وہاں علم کی نشوونما کیسے ممکن ہے؟ ایک عالمِ دین کا سرمایہ صرف اس کا نصاب نہیں، بلکہ اس کی کتابیں ہیں۔ اگر عالم دین کتابوں کا مطالعہ ترک کر دے تو اس کے علم میں زنگ لگ جاتا ہے، لیکن آج ہمارے اکثر مدارس کے ذمہ دار مدارس کے لیے عالیشان بلڈنگیں بنواتے ہیں اور اس میں لاکھوں کروڑوں روپے خرچ کرتے ہیں لیکن اس میں ایک ایسی لائبریری نہیں بنواتے جس میں تمام فنون اور تمام ترفرقہائے باطلہ کی کتابیں دستیاب ہوں، بعض ادارے تو وہ ہیں جہاں لائبریری کے نام پر مستقل فنڈ ہے اور اچھی خاصی رقم سالانہ لائبریری کے نام پر جمع ہوتی ہے لیکن وہاں کی لائبریری دیکھ کر رونا آتا ہے اور ذمہ داروں کی کوتاہی پر افسوس ہوتا ہے، کہ آخر کار کس مقصد کے تحت اس رقم کو بینک بیلنس کر کے رکھے ہوئے ہیں؟ کیا انہیں اس کی ناگزیر ضرورت کا احساس نہیں؟ یا قوم کی امانت میں خیانت کا ارادہ ہے؟

خیر! مدارس کے ذمہ داران کو چاہئے ہے کہ وہ اس پہلو پر سنجیدگی سے غور کریں، عمارت بنانا یقیناً ضروری ہے، مگر لائبریری اس سے کہیں زیادہ ضروری ہے۔ جس طرح آپ تعمیرات، فرنیچر، یا طعام کے لیے ایک مخصوص فنڈ رکھتے ہیں، اسی طرح ہر مدرسے میں سالانہ ایک معقول رقم لائبریری کے فروغ کے لیے بھی متعین کی جانی چاہیے۔

یہ کیسی عجیب بات ہے کہ جس مدرسے کی دیواریں علم کے نام پر کھڑی ہوں، وہاں علم کی اصل بنیاد یعنی کتاب ناپید ہو! لہٰذا اگر ہم چاہتے ہیں کہ مدارسِ اسلامیہ اپنی قدیم علمی شان دوبارہ حاصل کریں، تو ہمیں دوبارہ کتاب کی طرف رجوع کرنا ہوگا اور اہل سنت کے ہر مدارس میں ایک معقول لائبریری قائم کرنا ہوگا اور یہ کوئی مشکل امر نہیں، اس کو عملی جامہ پہنانے کے لیے چند نکات مندرجہ ذیل ہیں:

(1) سالانہ لائبریری فنڈ کی تعیین: جس طرح اساتذہ و طلبا کے قیام و طعام اور تعمیرات کے لیے بجٹ مختص کیا جاتا ہے، اسی طرح ہر مدرسے میں سالانہ کم از کم ۵ تا ۱۰ فیصد بجٹ لائبریری کے

* مضمون نگار جامعۃ الرضا بریلی شریف کے فاضل ہیں۔

لیے مختص کیا جائے۔

(2) نئی کتابوں کا باقاعدہ اضافہ: اہلِ علم وفن سے مشورہ لے کر ہر سال مختلف علوم وفنون تفسیر، حدیث، فقہ، کلام، اصول، ادب، منطق، تاریخ، توقیت اور تقابلِ ادیان پر مستند کتابوں کا اضافہ لازمی کیا جائے۔

(3) صرف دینی کتب ہی نہیں بلکہ مختلف مکاتب فکر اور جدید فکری تحریکات (دیوبندیت، وہابیت، رافضیت، قادیانیت، عیسائیت، یہودیت، الحاد وغیرہ) کی کتابیں بھی لائبریری میں موجود ہوں تاکہ طلبہ علمی بصیرت وتحقیقی قوت پیدا کرسکیں۔

(4) عربی، اُردو، ہندی اور دیگر مختلف زبانوں میں شائع ہونے والے ماہنامے، رسائل کو باقاعدہ ہر ماہ حاصل کر کے لائبریری کی زینت بنایا جائے، خواہ ان کی اشاعت موافقین کی جانب سے ہو یا مخالفین کی طرف سے۔

(5) مختلف زبان میں طبع پذیر یومیہ اخبارات وجرائد کو بھی بہ التزام جمع کر کے محفوظ مقام پر رکھا جائے کہ یہ محض اخبارات نہیں بلکہ عہدِ حاضر کی مستند دستاویز اور تاریخی شہادتوں کا سرمایہ ہیں۔

(6) نئی کتابوں کی خرید، پرانی کتابوں کی تجدید، مرمت اور فہرست سازی کے لیے مخصوص رقم ہر سال مختص کی جائے، تاکہ روز بروز لائبریری میں کتابوں کا اضافہ ہو اور پرانی کتابیں بوسیدہ ہو کر ضائع نہ ہوں۔

اگر مدارس کے ذمہ داران ان نکات پر عمل پیرا ہو جائیں تو ان شاء اللہ عزوجل ہر ادارے میں پانچ سال کے اندر ایک وسیع لائبریری قائم ہو جائے گی جس سے اہل علم استفادہ کرسکیں گے اور اہل سنت کے ادارے سے ایک بہت بڑی کمی کا ازالہ ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

ص 94 رکا بقیہ ....

فرمایا: امام احمد رضا کی محبت رسول ﷺ سے لبریز سیکڑوں تصانیف موجود ہیں، جن کا مطالعہ عشقِ رسول ﷺ میں اضافہ کرتا ہے، علمائے عرب نے امام احمد رضا کی خدمت دینی، فقہی ومحدثانہ بصیرت کو خراجِ عقیدت پیش کیا، حضور عسجد میاں کے چہرے کی تابانی وروحانیت حسنِ تاج الشریعہ کا فیض ہے، تمہیدی خطاب میں مولانا سید ندیم نوری (ناسک) نے فرمایا کہ بزرگوں نے مسائل انسانی کو حل فرمایا، اسلامی طریقے سے بھوک کا تصفیہ کیا، بزرگوں کے لنگر خانے اس کی مثال ہیں۔ نوری مشن کا یہ اہم کام ہے کہ اس کے ذریعہ ہر سال مستحق افراد تک اشیائے خورد ونوش پہنچائی جاتی ہے۔ امام احمد رضا نے غریبوں کی حاجت روائی کا درس دیا اور مسلک سلفِ صالحین کی ترجمانی کی، امام احمد رضا کانفرنس کا آغاز مولانا اجمل رضا کی قراءت سے ہوا، ترجمۂ کنز الایمان مولانا مشتاق ماتریدی نے پیش کیا، نعت خوانی صابر رضا رضوی (سورت) رفیق رضوی (ممبئی) وہاشم رضا نے کی، نظامت کے فرائض مفتی مشتاق امجدی ناسک نے بخوبی انجام دیئے۔ آپ نے کہا کہ اعلیٰ حضرت ریسرچ سینٹر سے اشاعتی، علمی، تربیتی شعبے کام کریں گے، فقہی وعائلی رہنمائی کے ساتھ کاؤنسلنگ کا بھی اہتمام کیا جائے گا، سینٹر کے قیام میں علامہ محمد ارشد مصباحی (سربراہ اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن انٹرنیشنل) کا اہم رول رہا ہے، اس موقع پر ترجمہ قرآن کنز الایمان کے نوری مشن سے مطبوع پانچویں ایڈیشن کو منظر عام پر لایا گیا۔ بدست حضور عسجد میاں صاحب قبلہ ''ہجرتِ رسول ﷺ'' کے تیسرے ایڈیشن کی رونمائی ہوئی، جسے اختتام پر تقسیم بھی کیا گیا، اہل سنت کی درجنوں تنظیموں نے امام احمد رضا کانفرنس کی تیاری میں مخلصانہ کردار ادا کیا، مقامی بیرونی علمائے اہل سنت ائمہ کرام، عمائدین شہر بھی شریکِ کانفرنس رہے، ہزاروں افراد نے سلسلۂ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں بیعت کی سعادت حاصل کی، جب کہ خواتین کی بڑی تعداد بھی موجود تھی، سلام وقائد ملت کی دُعا پر بزم نور کا اختتام عمل میں آیا، انتظامی امور کی انجام دہی کے لیے نوری مشن ٹیم کے ہمراہ تقریباً دوسو نوجوانوں نے رضا کارانہ حصہ لیا۔

بعد ازاں حضور عسجد میاں صاحب قبلہ اعلیٰ حضرت ریسرچ سینٹر تشریف لے گئے اور دُعا کے ذریعہ سینٹر کا افتتاح فرمایا، اس موقع پر سینٹر اور بیرونی کشادہ شاہراہ شرکا سے پُر تھی، شب دیر گئے حضور قائد ملت ہزاروں سنی نوجوانوں کو دُعائیں دے کر عازم ممبئی ہوئے، بلاشبہ حضرت کا یہ دورہ یادگار اور روح پرور رہا جس کے اثرات عاشقانِ رسول مدتوں محسوس کریں گے، انتظامی امور کو غلام مصطفیٰ رضوی، فرید رضوی، معین پٹھان رضوی، نعیم رضوی، شاداب رضوی، یاسین رضوی، آصف رضوی، سعد رضوی، شہزاد برکاتی، شعیب رضوی ودیگر احباب نے انجام دیا۔

رپورٹ: نوری مشن مالیگاؤں

از: مولانا ڈاکٹر اعجاز انجم لطیفی*

حضرت علامہ محمد نعیم اللہ خاں رضوی
کچھ یادیں اور کچھ باتیں

جامع معقول ومنقول، نمونۂ اسلاف حضرت علامہ مولانا محمد نعیم اللہ خاں صاحب قبلہ کی ذات ستودہ صفات محتاج تعارف نہیں، علمی دنیا میں وہ ایک درخشندہ آفتاب ومہتاب کی طرح چمکتے اور دمکتے تھے۔ آپ کا طرۂ امتیاز بیان کرتے ہوئے مولانا محمد اکمل رضوی استاذ ''دارالعلوم اہل سنت تدریس الاسلام'' بسڈیلہ ضلع سنت کبیر نگر رقمطراز ہیں:

''مفتی صاحب عرصۂ دراز تک منظر اسلام کے عہدۂ صدارت پر متمکن رہے، بزرگوں کی روش کو عام کرنا، مسلک ومذہب کو عام کرنا، غیرت وحمیت کو عام کرنا، تعلیمات اعلیٰ حضرت پر دل وجان سے فدا رہنا، تصلب فی الدین پر گامزن رہنا، عوام وخواص میں اپنی غیر معمولی صلاحیتوں کے باوجود کبھی کسی طرح کی داد ودہش کی طمع نہ کرنا، دوراندیشی اور حکمت وموعظت سے ملنے والوں کو مسحور کرنا اور ان کے دلوں کو موہ لینا، بزرگان دین کی شان مین ادنیٰ سی بھی تقصیر پر گرفت فرمانا اور مسلک اعلیٰ حضرت پر سختی کے ساتھ کاربند رہنا، یہ سب آپ کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔''

یہ چند باتیں ان کی خصوصیات زندگی سے تھیں، اس طرح کا تاثر اکثر لوگوں کی تحریر میں مل جائے گا۔ لیکن میں زیر نظر مضمون میں کچھ اپنی یادداشت لکھنا چاہتا ہوں، کیوں کہ ان کے ساتھ رہنے اور تدریسی خدمات انجام دینے کا مجھے کافی وقت ملا۔

یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب میں ''مدرسہ منظر اسلام'' میں دورہ حدیث کا طالب علم ہوا، اس وقت ''منظر اسلام'' میں حضرت مولانا غلام یٰسین صاحب، ناظم اعلیٰ ''الجامعۃ النظامیہ'' ملک پور ہاٹ کٹیہار بہار، حضرت مولانا محمد امام اختر صاحب صدر المدرسین ''الجامعۃ النظامیہ'' ملک پور ہاٹ، حضرت مولانا غلام محی الدین صاحب سنگیا، پورنیہ، یہ تینوں لوگ ''منظر اسلام'' میں پڑھاتے تھے۔ اچانک دوران تدریس یہ تینوں لوگ مدرسہ چھوڑ کر چلے گئے، مدرسین کی کمی ہوگئی۔

یہ صدر صاحب (مولانا محمد نعیم اللہ خاں) کی شفقت ومحبت کہئے یا نظر انتخاب کہ انہوں نے مجھ راقم الحروف سے کہا کہ مولانا مدرسہ میں مدرسین کی کمی ہوگئی ہے، آپ اگر چہ ابھی درجۂ فضیلت یعنی دورہ حدیث کے طالب علم ہیں مگر میں چاہتا ہوں کہ آپ اولیٰ اور ثانیہ کی کچھ کتابیں پڑھا دیں، دورہ حدیث میں تو صرف دورہ ہوتا ہے۔ لہٰذا آپ کل سے معین المدرسین کی حیثیت سے پڑھانا شروع کردیں۔ حسب حکم میں نے تدریس کا آغاز کردیا۔

پھر ۱۷ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۴ھ/ ۲۰ر فروری ۱۹۸۴ء کو میری دستار بندی ہوگئی۔ دستار بندی کے موقع پر میں نے ایک ہدیۂ تشکر بصورت سپاس نامہ لکھا جو جلسۂ دستار بندی میں مجھے سنانے کا موقع ملا، اس مضمون کو حضرت ریحان ملت علیہ الرحمہ نے بہت پسند کیا بلکہ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ یہ ماہنامہ ''اعلیٰ حضرت'' میں شائع ہوگا، حسب ارشاد شائع بھی ہوا، یوں ہی سال تمام ہوا، دوسرے سال بعد رمضان حضرت صدر صاحب قبلہ مجھے اپنے ساتھ لے کر حضرت ریحان ملت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

صدر صاحب (مولانا نعیم اللہ خاں) نے ریحان ملت سے عرض کیا کہ حضور یہ مولانا محمد اعجاز انجم ہیں، پچھلے سال انہوں نے معین المدرسین کے طور پر تدریسی خدمت انجام دی ہے، اس سال میری خواہش ہے کہ باقاعدہ مدرس کے طور پر ان کو رکھ لیا جائے، اس پر حضرت ریحان ملت نے ارشاد فرمایا کہ جب تم نے دیکھ بھال لیا ہے اور تم کو پسند ہے تو مجھے کیا اعتراض ہے۔

حضرت ریحان ملت کے اس قول پر صدر صاحب نے مجھے

* مضمون نگار جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف کے استاذ ہیں۔

باقاعدہ مستقل طور پر مدرس کے منصب پر فائز کرلیا۔ جب سے تاہنوز میں مدرس کے منصب پر فائز ہوں۔ یہی نہیں بلکہ ان کی شفقت ومحبت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے صدارت کے اکثر امور کو میرے حوالے کردیا تھا اور سید انوار السادات عرف زلفی بھائی (مدرسہ کلرک) کے ذریعہ وائس پرنسپل کی مہر بھی بنوادی تھی، یہاں پر یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ان کو جلد ہی کسی پر بھروسہ نہیں ہوتا تھا۔

خاص کر ادارے کے دستاویزی معاملات میں لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر اور فضل واحسان کہ انہوں نے مجھ پر بھرپور اعتماد کیا، اس اعتماد اور بھروسے پر لوگوں کو حیرت بھی ہوتی تھی۔ یہ اعتماد اور بھروسے ہی کی بات تھی کہ بریلی کے آفس، لکھنؤ کے آفس اور الٰہ آباد کے آفس غرض کہ تمام آفسوں میں میں ہی جاتا تھا۔ آفس والوں کو احساس ہوتا تھا کہ شاید میں ہی پرنسپل ہوں۔

اسی طرح جب حکومت کی طرف سے بچوں کے لئے وظیفہ کا آرڈر ہوا تو بینک میں جوائنٹ اکاؤنٹ کھولتے وقت صدر صاحب نے دوسرا نام میرا رکھا، ہر کام کو بخوبی انجام دیا کرتا تھا، کبھی کسی موقع پر صدر صاحب کی ذات پر کسی قسم کا حرف یا کوئی آنچ نہ آنے دی۔

چونکہ ''مدرسہ منظر اسلام'' کی اسناد کئی جگہ، کئی اداروں اور کئی ملازمتوں میں خاص طور پر ''بہار''، ''بنگال'' اور ''اڑیسہ'' میں تسلیم کی جاتی ہیں اور انہیں منظوری بھی حاصل ہے۔ یہاں سے ''فاضل درس نظامی'' کرنے والے طلبہ جب کبھی اپنی اسناد کسی ادارے یا ملازمت کے لیے پیش کرتے ہیں تو ان کی تصدیق ضابطہ کے طور پر متعلقہ دفاتر ادارے سے کراتے ہیں، کبھی تاریخ پیدائش وغیرہ میں اگر تفریق پیدا ہوجاتی ہے تو باریک بینی کے ساتھ اس کی چھان بین ہوتی ہے۔

اس طرح کے معاملات میں جب کبھی حضرت صدر صاحب قبلہ پریشانی اور گھبراہٹ کا شکار ہوجاتے یا کبھی کوئی کورٹ میٹر ہوجاتا اور صدر صاحب پریشان رہتے تو راقم ہی ایسے موقعوں پر ان کی پریشانی کو دور کرتا۔ ایک دو بار اس تعلق سے کورٹ تک جانا پڑا۔ مگر میں خود گیا لیکن حضرت صدر صاحب کو کورٹ جانے کی پریشانی سے دور رکھا۔

ایک بار پٹنہ ایجوکیشن بورڈ سے ایک انسپکٹر صاحب کچھ اسناد سے متعلق تصدیق کے لیے بنفس نفیس خود تشریف لائے۔ صدر صاحب (علامہ محمد نعیم اللہ خاں صاحب) نے میری طرف بھیج دیا، میں نے ان کو بہر صورت مطمئن کیا اور وہ مطمئن ہوکر واپس تشریف لے گئے۔ دوران خدمات بہت سی باتیں آئیں اور حل کی گئیں، غرض کہ انہیں کبھی بھی کسی مسئلہ پر پریشان ہونے نہیں دیا، اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

□□□

ص ۹۲ رکا بقیہ ....

جو سچّی توبہ کرتے ہیں، اُن سب کے واسطے
پیغام مغفرت کا ہے لائی شب برأت
سب سے "کہے سُنے" کی معافی طلب کرو
غصہ رہے نہ بھائی سے بھائی شب برأت
ہستی کے آئینے میں کرم جگمگائے گا
زخمِ گناہ کی ہے دوائی شب برأت
ہوں گے نصیب، اس کو اُجالے بہشت کے
جس نے بھی شمع توبہ جلائی شب برأت
دنیا بھلے ہی دے کہ نہ دے اُن کو اہمیت
ہے بھاؤ خاکساروں کا ہائی شب برأت
رو رو کے، گڑ گڑا کے جو مجھ کو مناتے ہیں
پاتے ہیں خلد کی وہ بدھائی شب برأت
تو بھی فریدؔی اپنی جبینِ نیاز رکھ
کر نیکیوں کی خوب کمائی شب برأت

□□□

دینی رسالوں کا ادب واحترام کریں

از: مولانا فضل حق خاں بستوی*

والد گرامی! یادوں کے جھرمٹ میں

گوری سووے سیج پر سر پر ڈارے کیس
چل خسرو گھر آاپنے رین ہوئی چھو دیس

(امیر خسرو علیہ الرحمہ)

والد گرامی قدر علیہ الرحمہ یوں تو بقول خانوادۂ سرکار اعلیٰ حضرت اس وقت جب جوان تھے تبھی سے اکثر شہزادگان یہی فرماتے تھے کہ نعیم اللہ خاں مجذوب آدمی ہیں، آخر عمر میں اور بھی ہوجائیں گے اور ہوا بھی یہی جیسے جیسے عمر بڑھتی گئی مجذوبیت آتی گئی، وصال سے چار سال قبل سے ہی بالکل مجذوبیت آگئی تھی، صرف اللہ اللہ کا ورد رہتا اور اگر تکلیف ہوتی تو یارسول اللہ! یارسول اللہ زبان مبارک پر جاری رہتا، میں ایک بہت اہم بات اپنے بچپنے سے ہی نوٹ کرتا رہا کہ جب اچانک کوئی چوٹ لگے یا اچانک جیسے چلتے چلتے آدمی پھسل جائے یا اچانک کچھ ہوجائے تو اس وقت اچانک آدمی کی زبان سے فوراً عمومی طور پر جو لفظ نکلتا ہے وہ ایسا لفظ ہوتا ہے جو اس کے دل و دماغ میں نقش ہوتا ہے جیسے اچانک اگر پھسل جائے تو فوراً منھ سے نکلتا ہے: ارے باپ رے! یا ماں کا نام یا ہائے نکلتی ہے مگر والد گرامی کی خصوصیت یہ تھی کی اس اچانک میں بھی اچانک زبان مبارک سے یارسول اللہ ہی نکلتا تھا یہ بات میں نے اپنے بچپن سے ہی نوٹ کی تھی۔

خیر کمزوری تو دو سال سے تھی مگر جب بھی میرا چھوٹا بھائی کہتا کہ ابو ابھی آپ کو رہنا ہے تو فرماتے ہاں ابھی رہنا ہے مگر تقریباً ایک مہینہ پہلے سے جب بھی کہتا کہ ابھی آپ کو رہنا ہے تو فرماتے نہی اب جنت میں جانا ہے تو پوچھتا کہ مجھے بھی ساتھ میں رکھیں گے تو فرماتے ہاں تم بھی میرے ساتھ ہی جنت میں رہوگے، ایک بار ہم نے بھی پوچھا تو ہمیں بھی یہی ارشاد فرمایا، پاکستان سے والد گرامی کے ایک عاشق کا فون آیا جناب مرزا امجد رازی صاحب قبلہ کا، بہت کم بات کرتے تھے مگر ان کا فون آیا بات کی تو بالکل الگ بات کی، انھوں نے کہا حضور میرا ویزہ ہوگیا ہے مدینہ شریف کا، آپ نے فرمایا کہ بارگاہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جاناں تو میرے لئے دعا کرنا کہ سرکار اپنے شہر پاک میں بلالیں میرا انتقال وہیں ہو یا انتقال کے بعد میں وہیں رہنا چاہتا ہوں، وہ بات کچھ اور کرنا چاہیں مگر والد گرامی صرف ان سے یہی فرمائیں کہ میری یہی خواہش ہے عرض فرمادیں، بار بار ان سے یہی کہی۔

خیر تھوڑی طبیعت خراب ہوئی پچھلے رمضان میں، معیادی بخار ہوا جو کہ ٹھیک ہوگیا تھا مگر اس کی وجہ تیزابیت ہوگئی، بلڈ یوریا بڑھ گیا تھا، ڈاکٹر کے یہاں ایڈمٹ کیا اس نے دوا دی ٹھیک ہوگئے، گیارہ دسمبر بروز جمعرات گھر لانے کا پروگرام تھا مگر سوچا کہ سردی پڑ رہی ہے، ایک دو دن اور رہ لیں، بس اچانک جمعہ کے دن سے بخار شروع ہوا اور رات میں یعنی ہفتے کہ رات میں بہت تیز بخار ہوا زبان مبارک پر یارسول اللہ! یا رسول اللہ کا ورد جاری ہوا، بے ہوشی طاری ہوگئی پھر ہوش آتا اور زبان مبارک پہ یا اللہ اور یارسول اللہ کا ورد جاری رہتا، بخار ایک سو تین ایک سو چار ڈگری تک تھا پھر بخار ختم ہوگیا مگر اسی طرح تنفس میں دشواری رہی۔

آخر کار 13 دسمبر دو ہزار پچیس یوم وصال سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بروز ہفتہ بعد نماز مغرب سات بج کر بیس منٹ پر خاکدان گیتی کے ایک عظیم خطے کو اپنے علم وعمل، زہد و تقویٰ، عشق رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور عشق سرکار شیخ عبد القادر جیلانی سرکار غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نور سے منور کرنے والا، مسلک اعلیٰ حضرت پر سختی سے قائم رہنے اور

* مضمون نگار استاد گرامی حضرت علامہ نعیم اللہ خاں صاحب رضوی علیہ الرحمہ کے صاحبزادۂ اکبر ہیں۔

رکھنے والا، حضور سرکار مفتی اعظم ہند کا سپہ سالار، حضور مجاہد ملت کا وزیر، بریلویت کا مبلغ، مرکز اہل سنت اور خانقاہ رضویہ کا وفادار، بریلی شریف کی مرکزیت اور تشخص کی حفاظت کرنے والا مرد مجاہد، کچھوچھہ شریف اور بریلی شریف کا سنگم، علم و عرفان کا سمندر اس دار فانی سے رخصت ہوگیا، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ خلیفۂ حضور شہزادۂ سرکار اعلیٰ حضرت سرکار مفتی اعظم ہند و خلیفہ و تلمیذ حضور مجاہد ملت جامع معقول و منقول حاوی اصول و فروع تھے، آپ کا شجرہ نسب یوں ہے: حضرت علامہ محمد نعیم اللہ خان ابن عیش محمد باقر خان ابن عنایت اللہ خان امام عیدگاہ بسڈیلہ و مجسٹریٹ برٹش گورمنٹ آف انڈیا ابن اجیار خان ابن سلطان خان ابن امام بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سابق صدر المدرسین و شیخ الحدیث یادگار سرکار اعلیٰ حضرت جامعہ منظر اسلام ، والد گرامی نے کچھ دونوں یادگار حضور مفتی اعظم ہند مدرسہ مظہر اسلام میں بھی تدریسی خدمات انجام دیں۔

آپ کا سانحۂ ارتحال متصلب علمائے اہل سنت کے لئے ایک عظیم علمی خسارہ ہے پھر ایسا تصلب فی الدین اور تقویٰ سادگی اور عاجزی جو آپ میں تھی عنقا ہے باوجود بلند علمی کروفر کے، باوجود بلند منصب صدارت کے اور شیخیت کے، باوجود ایک اچھے زمین دار خاندان کے چشم و چراغ ہونے کے کبھی اپنے منصبی تفوق کا خمار پیدا نہیں ہوا، بلکہ رنگ مزاج مجاہد ملت حضرت علامہ حبیب الرحمٰن عباسی دھام نگر اڑیسہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہی غالب رہا، علم و فضل و زہد و کمال میں شان یہ تھی کہ علم منطق و فلسفہ علم ہیئت ید طولیٰ حاصل تھا، ابتدائی تعلیم گاؤں کے مدرسہ اہل سنت تدریس الاسلام بسڈیلہ ضلع بستی سنت کبیر نگر میں استاد گرامی حضرت مولانا مفتی اعجاز احمد صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کی۔

پھر دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور میں چار سال تک علم دین پاک کا حصول فرمایا، اساتذہ میں حضور حافظ ملت و حضور حافظ عبد الرؤف صاحب علیہم الرحمہ تھے، ہم سبق ساتھیوں میں حضرت علامہ مدنی میاں دامت برکاتہم العالیہ اور علامہ مشہود رضا بھیا علیہ الرحمہ حضرت مولانا معین الدین صاحب علیہ الرحمہ نمایاں تھے پھر گورمنٹ اورینٹل کالج رامپور المعروف مدرسہ عالیہ رامپور ریاست رامپور کے نوابی مدرسے میں داخلہ لیا جس کے مدرس اول علامہ عبد الحق خیرابادی علیہ الرحمہ سرکار اعلیٰ حضرت کے زمانے میں ہوا کرتے تھے، علامہ شمس العلماء مفتی نظام الدین الہ ابادی علیہ الرحمہ والد گرامی قدر کے زمانے میں مدرس رہے، خیرابادی علوم کا برصغیر کا سب سے بڑا جامعہ تھا جس کی سند پبلک سروس کمیشن میں منظور تھی، دنیا کے بیشتر مما لک کے طلبا یہاں ریاست کے خرچ پر تعلیم حاصل کرتے تھے، دو سال سے اوپر علوم عقلیہ شمس بازغہ، شرح تجرید، مسلم الثبوت، زواہد ثلاثہ، وغیرہ کی تعلیم حاصل کر کے پورے جامعہ کو خیرابادی علوم میں امتیازی نمبروں سے ٹاپ کیا پھر علم طب میں قانونچہ، میزان الطب، شرح اسباب، سدیدی، نفیسی، حکیم نزاکت علی خان سے پڑھا اور حکیم سلطان صاحب مرحوم نیز حکیم خلیل احمد صاحب سے علم الادویہ سیکھا اور علم طب میں پورا اتر پردیش ٹاپ کیا یعنی امتیازی نمبرات حاصل کیے۔

انگریزی علوم میں ہائی اسکول، انٹرمیڈیٹ، بی اے، ایم اے تک کیا، ایل ایل بی صرف سال اول تک کیا کہ پھر سرکار مجاہد ملت نے روک دیا کہ اس کی کمائی بھی حرام ہے، ہندی کا شارٹ ہینڈ سیکھا، علم ہیئت علامہ شمس العلماء مفتی نظام الدین بلیاوی ثم الہ آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سیکھا، حضور صدر الافاضل علامہ مفتی نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بنایا ہوا فلکیات سے متعلق تانبے کا کرہ بدست شمس العلماء علامہ مفتی نظام الدین الہ بادی علیہ الرحمہ بطور تحفہ والد گرامی قدر کو ملا جو آج بھی ہمارے پاس موجود ہے جس پر پرانے زمانے میں علم ہیئت و توقیت سکھایا جاتا تھا۔

ہمدرد یونیورسٹی میں شیخ الجامعہ کے بعد کا عہدہ خالی ہوا تھا حکیم نزاکت علی خان صاحب کی زبردست خواہش تھی کہ میرا یہ شاگرد اس عہدے پر آجائے، آپ نے بھی درخواست جمع کر دی انٹریو ہوا سلیکٹ ہو گئے لیکن جوائن نہیں کیا، کیوں کہ شیخ

طریقت سرکار حضور مفتی اعظم ہند اور استاد گرامی سرکار مجاہد ملت کی خواہش نہ تھی کہ صلح کلی خانے میں جائیں، شہرت اور دولت تو بہت ملتی مگر دین اور جو روحانیت کا منصب ملنا تھا وہ نہ ملتا کیوں کہ بزرگوں کی نظریں مستقبل دیکھتی ہیں تو اس زمانے میں تقریباً دس ہزار کی نوکری چھوڑ کے مدرسہ منظر اسلام کی ایک سو پچیس روپے کی نوکری ہی پر قناعت کی۔

مدرسہ منظر اسلام میں مدرس ہونے سے پہلے حضور نبیرۂ سرکار اعلیٰ حضرت حضرت ریحان ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک خط حضور مجاہد ملت سرکار کو لکھا کہ بریلی شریف کے لئے ایک ایسا عالم دین دے دیں جو بریلی شریف کی مرکزیت کے لائق ہو تو خط کے جواب میں حضور مجاہد ملت نے خط لکھا کہ میری ترکش کا آخری تیر میرا شاگرد میرا بیٹا مولانا نعیم اللہ خان ہے اگر آپ چاہیں تو اسے بھیج سکتا ہوں مگر اس کے لئے میری چند شرطیں ہیں کہ اس کے رہنے اور کھانے کا انتظام آپ کریں گے اور آپ کو اسے برداشت بھی کرنا پڑے گا کہ اصولوں کا بہت پکا ہے اصولوں پر سمجھوتہ نہیں کرتا ہے، حضرت سرکار ریحان ملت نے ان شرطوں کو قبول فرمایا اور والد گرامی قدر مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف میں نائب صدر المدرسین کی حیثیت سے مقرر ہو گئے، حضرت مولانا ساجد علی یوسف زئی علیہ الرحمہ کی نظامت میں ایک سے دو سال مدرسہ مظہر اسلام میں بھی بطور مدرس رہے۔

منظر اسلام میں آپ کے معمولات جو ہم نے دیکھے ہیں وہ یہ تھے کہ علوم منطق وفلسفہ کی کتب متداولہ خود ہی پڑھاتے تھے اور درس نظامی کا نصاب تعلیم وہی باقی رکھا جو اکابرین کا نصاب تھا نا کہ موجودہ! ریٹائرمنٹ سے تقریباً دس سال پہلے سے احادیث مبارکہ کا درس خصوصی طور پر شروع فرمایا جو آخر تک جاری وساری رہا ویسے شروعات میں بھی حضور ریحان ملت علیہ الرحمہ کے زمانے میں بھی درس احادیث بالخصوص بخاری شریف اور ترمذی شریف کا درس دیتے تھے مگر اخری عمر پاک میں خاص طور پر درس حدیث پاک مستقلاً فرمانے لگے تھے۔

منطق وفلسفہ اور کلام میں حمد اللہ، ملا جلال مع حاشیہ میر زاہد، رسالہ قطبیہ مع حاشیہ میر زاہد، امور عامہ، میبذی، شمس بازغہ، خیالی مع حاشیہ سیالکوٹی وغیرہ اور علوم دین میں بیضاوی شریف، حاشیہ شیخ زادہ، مسلم الثبوت، ہدایہ وغیرہ سالہا سال تک پڑھائی، ان میں بعض کتب طلبا کو مدرسے کے اوقات کے علاوہ الگ سے پڑھاتے تھے، بہت سے بچوں کو جو شوق علم رکھتے تھے انھیں علم ہیئت بھی الگ سے پڑھاتے تھے جس میں کتاب التصریح فی تشریح التشریح خاص طور پر قابل ذکر ہے، اپنے زمانے میں علم منطق اور فلسفہ کے امام تھے عمومی طور پر علم منطق وفلسفہ کے ماہر ترین علما شکوک وشبہات کے شکار ہو جاتے ہیں مگر قربان میں کہ انھیں علوم منطق وفلسفہ کی کتابوں سے وحدانیت رب تعالیٰ اور عشق رسول پاک کا سبق دوران درس اپنے شاگردوں کو دیتے ہوئے نظر آتے تھے، اسی لئے امام محمد محمد محمد غزالی علیہ الرحمہ سے خصوصی انسیت رکھتے اور اپنے منطق شغف رکھنے والے شاگردوں کو احیاء العلوم کے مطالعے کی تلقین فرمایا کرتے فرماتے، سیدنا سرکار خلیفۂ اول سرکار صدیق اکبر سے بے پناہ محبت تھی اس لئے سب کچھ ہونے کے بعد بھی عاجزی اور سادگی اور تضرع وزاری حد کمال کو پہنچی ہوئی تھی۔

نصف شب میں نماز تہجد کے لئے بیدار ہوتے تو بعد نماز ذکر خفی وجلی کرتے کرتے روتے رہتے، شدت بکا سے کبھی کبھی آواز باہر آتی تو میری نیند کھل جاتی، جس کی وجہ سے یہ باتیں مجھے پتا چلیں ورنہ میں کیا جانوں کہ اس وقت بھی روتے ہیں، میں نے نمازوں کو کبھی قضا کرتے نہیں دیکھا، حتیٰ کہ تہجد بھی کبھی قضا ہوتے نہیں دیکھی، اگر سفر میں قضا ہوئیں تو ادا کرتے ضرور دیکھا، نماز اشراق پر بھی مداومت تھی، بعد نماز مغرب کبھی صلاۃ غوثیہ شریف پڑھتے، اس کے فوراً بعد روزانہ تقریباً پانچ سو مرتبہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کا ورد کرتے۔

سرکار حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر ایسا بھی ہوتا کہ فجر کی نماز کے لئے اول وقت میں جب مسجد رضا میں تشریف لاتے تو کھپریل والے حجرے میں جو جگہ آج کل فرش کے نیچے ہے، وہاں پر حجرہ بنا تھا اسی میں والد گرامی رہتے تھے سرکار مرشد

گرامی اپنے عصائے مبارک سے دروازے پر کھٹکا لگاتے آواز دیتے ابو فوراً اٹھ جاتے نماز کی تیاری فرماتے، مرشد کے بارے میں ہم نے سبع سنابل شریف میں جو پڑھا تھا کہ کیسے ہوتے ہیں، ان باتوں کو سنا تو سمجھ میں آیا کہ واقعی مرشد ایسے ہوتے ہیں، اب تو مرشد الا ماشاء اللہ تعالیٰ! حضور سرکار مفتی اعظم ہند کے غسل جنازہ شریف میں جو اصل غسل پاک دینے والے حضرات ہیں ان میں ایک سید صاحب تھے جنہوں نے سر مبارک سے کمر پاک تک دیا تھا اور بحکم پیرانی اماں صاحبہ علیہا الرحمہ خود ابا نے فرمایا کہ جب پہلی بار خبر آئی تو ابا راضی نہ ہوئے، عرض کی کہاں میں ایک سخت گناہگار سیاہ کار، کہاں غسل مرشد! دوبار پھر خبر بھجوائی تو بھی یہی کہا مگر جب پھر تیسری بار حکم آیا تو اب الامر فوق الادب کے تحت سر تسلیم خم کیا اور غسل جنازۂ مرشد کے عظیم کام کو سر انجام دینے کے لئے تیار ہوئے مگر سنتوں کے پیکر، ایک ایک سنت بلکہ مستحبات پر بھی واجبات کی طرح عمل کرنے والے مرشد پاک کے جنازے کا غسل پاک دینا کوئی آسان کام نہ تھا، خیر! ڈرتے ڈرتے غسل دیا، اسی دوران ہاتھ میں اچانک کپکپی طاری ہوئی اور ستر مبارک پر جو چادر شریف ڈھکی ہوئی تھی، اسی کے اندر لوٹا شریف میں پانی بھر کر ڈالنا تھا لوٹا کافی بڑا تھا تو چادر اٹھنے لگی خطرہ تھا کہ ستر شریف کھل جائے گا، فوراً شہزادۂ سرکار اعلیٰ حضرت سرکار حضور مفتی اعظم ہند نے اپنے دست مبارک کی دونوں مبارک انگلیوں سے قینچی کی شکل میں چادر مبارک کو پکڑ لیا ابو نے چھڑانے کی کئی بار کوشش کی مگر چھڑا نہ سکے، جیسے ہی غسل سے فارغ ہوئے فوراً حضرت کی دونوں مبارک انگلیوں نے چادر کو چھوڑ دیا، ابو نے خود فرمایا کہ چھوڑتے ہوئے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

آپ کے دور کے علمائے کرام ہوں یا طلبائے عظام جن کا والد گرامی سے تعلق تھا یا محترم ومکرم خانوادۂ گرامی کے تمام افراد سب یہ جانتے ہیں کہ والد گرامی قدر کی سادگی اور عاجزی یہ تھی کہ صرف دو کپڑوں میں وہ بھی بنا پریس کئے ہوئے جب وہ بالکل پہننے کے قابل نہ رہتے تو میں جب بہت کہتا تب سلواتے مگر تعداد دو کپڑوں سے زیادہ کبھی نہیں ہوئی، اسی میں پوری زندگی گذار دی سال میں عید کے دن یا بہت خاص موقع ہوتا تو شیروانی کا استعمال فرمایا، آخر عمر پاک میں شیروانی پہننا بھی چھوڑ دی اور عید کے موقع پر جبہ شریف کے پہننے کا اہتمام فرماتے اور عمامہ شریف نفس کو مارنے کی یہ مثال اتنے بلند علمی کروفر اور اتنے بڑے منصب پر فائز ہونے کے بعد آج کے دور میں نظر نہیں آتی۔

اپنے شاگردوں پر بھی شفقت فرماتے، میری پیدائش سے پہلے افریقی بچوں میں جنہوں نے خاص طور سے والد گرامی سے تعلیم حاصل کی، ان میں مولانا محمد احمد مقدم صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں، والد گرامی مجھ سے ان کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ مولانا محمد احمد مقدم بہت ہی ذہین تھے، اصول و قواعد پر پکڑ بہت زبردست تھی، مولانا عبد الحمید اور مولانا عبد الہادی صاحبان بھی پڑھے ہیں، میں نے جب ہوش سنبھالا تو اپنے زمانے میں جن افریقی بچوں پر زیادہ نظر کرم فرماتے دیکھا ان میں حضرت مولانا آفتاب قاسم افریقی صاحب کا نام بہت نمایاں ہے، ان کے ساتھ مولانا مستقیم صاحب، مولانا زین العابدین صاحب اور مولانا آدم مولانا سلیمان علیہ الرحمہ وغیرہ بھی تھے مگر ان سب میں حضرت مولانا آفتاب قاسم صاحب پر بہت زیادہ نظر کرم تھی، پڑھایا بھی اور بزرگوں کا ادب، ان سے محبت، نیز مسلک سرکار اعلیٰ حضرت کی نشر و اشاعت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی حقانیت بھی ان کے سینے میں ڈالی۔

ایک بار دوران درس والد گرامی سے کسی نے سوال کیا کہ حضرت دیوبندی کہتے ہیں کہ امتی عمل میں نبی سے بھی بڑھ جاتا ہے، مثلاً کسی امتی نے ایک دن میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھی علاوہ فرائض کے اور نبی پاک نے علاوہ فرائض کے اتنی نہیں پڑھی تو امتی کی نمازیں زیادہ ہوئیں تو عمل میں وہ بڑھ گیا، تو آپ نے اس کا علمی جواب دینے کے ساتھ ساتھ ایک انوکھا جواب بھی دیا، فرمایا کہ امریکہ کا ایک ڈالر انڈیا کی کرنسی میں تقریباً چالیس روپے کے برابر ہے، برطانیہ کا ساٹھ روپئے کے برابر کسی اور ملک کا ایک روپیہ سو روپئے کے برابر ہے، عدد ایک ہی بقیہ ص ۱۸ ر پر

مختصرات

منظومات

رمضان المبارک

جسمانی اور روحانی فیوض و برکات کا سرچشمہ

از: محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

رمضان المبارک اسلامی سال کا وہ مقدس و متبرک مہینہ ہے جسے اللہ رب العزت نے تمام مہینوں پر خصوصی فضیلت عطا فرمائی ہے، رمضان المبارک کی شناخت محض بھوک اور پیاس کی شدت برداشت کرنے والے مہینے کی نہیں بلکہ تجدید ایمان، تطہیر نفس، تحصیل تقویٰ اور روحانی بالیدگی کے ایک موسم خیر کا نام رمضان المبارک ہے، یہ مہینہ بندۂ مؤمن کو اپنے ربّ سے قریب کرنے، گناہوں سے پاک کرنے اور اخلاقی و سماجی اصلاح کا ایک جامع نظام پیش کرتا ہے۔

رمضان المبارک کی فضیلت قرآن کی روشنی میں

اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

"يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ۔ (البقرۃ:183) اے ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔" (کنزالایمان)

اس آیت کریمہ میں روزے کی فرضیت کے ساتھ اس کا مقصد (حصول تقویٰ) بھی بیان کر دیا گیا ہے، اسی سورۂ مبارکہ میں رمضان کی عظمت و رفعت یوں بیان کی گئی:

"شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ۔ (البقرۃ:185)
رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا۔" (کنزالایمان)

رمضان المبارک وہ عظیم مہینہ ہے جس میں نزولِ قرآن ہوا، یہ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک ہے اور اس کا آغاز ہلال نظر آنے سے ہوتا ہے، رمضان رحمت، مغفرت اور نجات کا مہینہ ہے؛ پہلا عشرہ رحمت، دوسرا مغفرت اور تیسرا جہنم کی آگ سے نجات کے لیے ہے، اس میں شب قدر ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے اور نیکیوں کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ستر فرضوں کے برابر ملتا ہے۔

رمضان المبارک کی فضیلت احادیث کی روشنی میں

رمضان المبارک عظمت و فضیلت بیان کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب رمضان المبارک کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں۔" (بخاری)

ایک اور حدیث میں اللہ کے محبوب ﷺ نے فرمایا:

"جس نے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رمضان المبارک کے روزے رکھے، اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔" (بخاری) ایک دوسری حدیث میں ہے کہ روزہ دار کو دو خوشیاں ملتی ہیں: افطار کی اور اللہ سے ملاقات کی۔

ان احادیث مبارکہ سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ رمضان المبارک مغفرت، رحمت اور نجات کا مہینہ ہے، جسم اور روح دونوں کی پاکیزگی کا ذریعہ ہے جو خود پر قابو پانے کی تربیت دیتا ہے، غریبوں سے ہمدردی اور شیطانی وسوسوں سے حفاظت کرتا ہے، یہ گزشتہ گناہوں کا کفارہ بنتا ہے، یہ مہینہ رزق میں برکت اور دعاؤں کی قبولیت کا باعث بھی ہے، روزہ روحانی پاکیزگی، جسمانی امراض سے نجات اور اللہ سے قربت کو یقینی بناتا ہے، یہ اللہ کی اطاعت اور اخلاص کے امتحان کا ذریعہ ہے، جہاں بندہ حلال چیزوں کو بھی صرف اللہ کی رضا کے لئے ترک کر دیتا ہے۔

رمضان شدید مشقت برداشت کرنے کی تربیت دیتا ہے، محبوبِ حقیقی کی رضا کے لیے نفسانی لذات کو محدود کرتا ہے، غنی و

فقیر میں برابری پیدا کرتا ہے تاکہ بھوک کے سبب احساس ہمدردی پیدا ہو، اس مبارک مہینے میں روح کی لطافت میں اضافہ ہوتا ہے، جس سے جسم مغلوب اور روح غالب ہو جاتی ہے، قوت ارادی کو مضبوطی، جذبات پر قابو اور فرشتوں جیسی صفات کا حصول ہوتا ہے، نعمتوں کا شکر، ضرورت مندوں کی مدد اور گناہوں سے پرہیز کی ترغیب، اجتماعی سطح پر معاشرتی انصاف اور اخلاقی تربیت کا فروغ ہوتا ہے، نبی کریم ﷺ رمضان میں قرآن مجید کی تلاوت اور قیام اللیل پر خصوصی توجہ فرماتے تھے۔

رمضان المبارک اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کے لئے ایک عظیم نعمت اور سنہرا موقع ہے، اگر اس مہینے کو ہم نے محض رسمی مہینہ نہیں بلکہ روحانی انقلاب کا ذریعہ بنا لیا تو یقیناً ہماری زندگی، ہمارا کردار اور ہمارا معاشرہ سنور سکتا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان المبارک کی قدر کرنے، اس کے تقاضوں کو پورا کرنے اور اس کی برکتوں سے مالا مال ہونے کی توفیق عطا فرمائے، آمین یارب العالمین بجاہ طٰہٰ ویٰس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم اجمعین۔

باتیں میرے حضور کی

از: سوشل میڈیا

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب الشفاء میں نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقدس اور پیارے نام مع فضائل بیان کیے ہیں، وہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پانچ نام ہیں، میں محمد ہوں اور احمد ہوں، میرا نام ماحی بھی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعے کفر کو مٹائے گا اور میرا نام حاشر ہے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ تمام انسانوں کا حشر میرے قدموں میں کرے گا اور میں عاقب ہوں یعنی سب سے آخری نبی ﷺ۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آپ کا اسم مبارک محمد اور احمد بتایا ہے۔ علاوہ بریں یہ آپ ہی کی خصوصیت ہے کہ آپ کے اسمائے مقدسہ میں مدح وثنا بھی موجود ہے۔ اسی طرح اسماء النبی کے بیان کرنے میں عظیم شکر گزاری رکھ دی گئی ہے۔ آپ کا اسم گرامی احمد یہ افعل کے وزن پر حمد کا مبالغہ ہے یعنی خدا کی سب سے زیادہ حمد وثنا کرنے والا اور محمد یہ مفعل کے وزن پر ہے گویا مبالغہ بوجہ کثرت حمد، یعنی بہت زیادہ تعریف کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے امت مرحومہ کا نام "حمادون" رکھا، اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیائے کرام کی جانب بھیجی ہوئی کتابوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مرحومہ کا نام حمادون رکھا کہ وہ لوگ خدا کی بہت زیادہ حمد وثنا کرنے والے ہوں گے، لہٰذا فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی اس بات کے حقدار ہیں کہ آپ کا اسم مبارک ہی محمد اور احمد رکھا جاتا، نبی کریم ﷺ کے اسمائے جو اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ سے مختص ہیں۔

میں (علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی) نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے مبارکہ جو مذکورہ کتاب میں حروف تہجی کے لحاظ سے جمع کیے گئے ہیں، ان میں سے 81 نام ایسے ہیں جو باری تعالیٰ شانہ کے ناموں میں سے ہیں، یہ تعداد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تینوں روایات سے ہیں اور کچھ وہ ہیں جو امام جعفر صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہیں۔

فائدہ: قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک شبہ کی گھٹن کو جو ایک حدیث سے پیدا ہو گیا ہوگا کو دور کرتے ہوئے ایک نکتہ بیان فرماتے ہیں: وہ یہ ہے کہ اللہ رب العزت کو اپنی عظمت، کبریائی، بادشاہی، اسمائے حسنہ اور اعلیٰ صفات میں مخلوق سے کوئی مشابہت نہیں اور نہ مخلوق کا کوئی فرد اس کے مشابہ ہو سکتا، لیکن جن الفاظ کا اطلاق شریعت مطہرہ میں خالق اور مخلوق دونوں پر ہوا ہے حقیقت میں مشابہت وہاں بھی نہیں ہے کیونکہ ذات قدیم کی صفات اور مخلوق کی صفات بالکل مختلف ہیں۔

جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات اور مخلوق میں کوئی مماثلت نہیں اسی طرح باری تعالیٰ شانہ کی صفات اور مخلوق کی صفات میں

بھی کوئی مشابہت نہیں ہے کیونکہ مخلوق کی صفات کو عرض وہ غرض سے جدائی نہیں جبکہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان سے پاک ومنزہ ہے۔ علاوہ بریں اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنی اور صفات یہ اس کی ذات سے جدا نہیں ہوتے نہ ہو سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں باری تعالیٰ شانہ کا یہ ارشاد کافی وبافی ہے: لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ۔ اس جیسا کوئی نہیں۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وہ اسماء مبارکہ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرمائے اور وہ اکیاسی 81 ہیں:

"الأوَّلُ، الآخِرُ، الأَحَدُ، الأكرَمُ، البَصيرُ، الباطِنُ، البَرُّ، البَديعُ، البُرهانُ، الجَبّارُ، الجَليلُ، الجامِعُ، الحَكَمُ، الحَليمُ، الحَفيظُ، الحَكيمُ، الحَقُّ، الحَميدُ، الحَيُّ، الحافِظُ، الخافِضُ، الخَبيرُ، ذو الفَضلِ، ذو القُوَّةِ، الرّافِعُ، الرَّقيبُ، الرَّؤوفُ، الرَّشيدُ، الرَّحيمُ، السَّميعُ، السَّلامُ، السَّريعُ، الشّاكِرُ، الشَّكورُ، الشَّديدُ، الشَّهيدُ، الصّادِقُ، الصَّبورُ، الظّاهِرُ، العَزيزُ، العَليمُ، العَدلُ، العَظيمُ، العَليُّ، العَفُوُّ، العالِمُ، الغَفورُ، الغَنيُّ، الفَتّاحُ، الفَردُ، القَويُّ، القَريبُ، القائِمُ، الكَريمُ، الكافي، الكَفيلُ، المَلِكُ، المُؤمِنُ، المُهَيمِنُ، المُجيبُ، المَجيدُ، المتينُ، المُحيي، الماجِدُ، المُقَدَّمُ، المُقسِطُ، المُغني، المُبينُ، المُنيبُ، المَليكُ، المُعطي، المُنيرُ، النّورُ، الهادي، الوَهّابُ، الواسِعُ، الوَكيلُ، الوَليُّ، الواحِدُ، الوالي، الوافي. {صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ} (صفحہ 166)

(جواہر البحار اردو، از علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی قدس سرہ، صفحہ ۱۵۸ - ۱۶۶)

□□□

بنی اسرائیل کے نصوح کا قصہ

از: سوشل میڈیا

نصوح ایک عورت نما آدمی تھا، باریک آواز، بغیر داڑھی اور نازک اندام مردوہ اپنی ظاہری شکل وصورت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے زنانہ حمام میں عورتوں کا مساج کرتا اور میل اتارتا تھا۔ کوئی بھی اس کی حقیقت نہیں جانتا تھا سبھی اسے عورت سمجھتے تھے، یہ طریقہ اس کے لئے ذریعہ معاش بھی تھا اور عورتوں کے جسم سے لذت بھی لیتا تھا۔

کئی بار ضمیر کے ملامت کرنے پر اس نے اس کام سے توبہ بھی کرلی لیکن ہمیشہ توبہ توڑتا رہا۔ ایک دن بادشاہ کی بیٹی حمام گئی۔ حمام اور مساج کرنے کے بعد پتہ چلا کہ اس کا گراں بہا گوھر (موتی یا ہیرا) کھو گیا ہے بادشاہ کی بیٹی نے حکم دیا کہ سب کی تلاشی لی جائے، سب کی تلاشی لی گئی ہیرا نہیں ملا نصوح رسوائی کے ڈر سے ایک جگہ چھپ گیا۔ جب اس نے دیکھا کہ شہزادی کی کنیزیں اسے ڈھونڈ رہی ہیں تو سچے دل سے خدا کو پکارا اور خدا کی بارگاہ میں دل سے توبہ کی اور وعدہ کیا کہ آئندہ کبھی بھی یہ کام نہیں کروں گا، میری لاج رکھ لے مولا!

دعا مانگ ہی رہا تھا کہ اچانک باہر سے آواز سنائی دی کہ نصوح کو چھوڑ دو، ہیرا مل گیا ہے، نصوح نم آنکھوں سے شہزادی سے رخصت لے کر گھر آ گیا۔ نصوح نے قدرت کا کرشمہ دیکھ لیا تھا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس کام سے توبہ کرلی۔ کئی دنوں سے حمام نہ جانے پر ایک دن شہزادی نے بلاوا بھیجا کہ حمام آ کر میرا مساج کرے لیکن نصوح نے بہانہ بنایا کہ میرے ہاتھ میں درد ہے میں مساج نہیں کرسکتا ہوں۔

نصوح نے دیکھا کہ اس شہر میں رہنا اس کے لئے مناسب نہیں ہے سبھی عورتیں اس کو چاہتی ہیں اور اس کے ہاتھ سے مساج لینا پسند کرتی ہیں۔ اس نے جتنا بھی غلط طریقے سے مال کمایا تھا سب غریبوں میں بانٹ دیا اور شہر سے نکل کر کئی میل دور ایک پہاڑی پر ڈیرہ ڈال کر اللہ کی عبادت میں مشغول ہو گیا۔

ایک دن اس کی نظر ایک بھینس پر پڑی جو اس کے قریب گھاس چر رہی تھی، اس نے سوچا کہ یہ کسی چرواہے سے بھاگ کر یہاں آ گئی ہے، جب تک اس کا مالک نہ آجائے تب تک میں اس کی دیکھ بھال کر لیتا ہوں، لہٰذا اس کی دیکھ بھال کرنے لگا۔ کچھ دن بعد ایک تجارتی قافلہ راستہ بھول کر ادھر آ گیا جو

سارے پیاس کی شدت سے نڈھال تھے انہوں نے نصوح سے پانی مانگا نصوح نے سب کو بھینس کا دودھ پلایا اور سب کو سیراب کر دیا، قافلے والوں نے نصوح سے شہر جانے کا راستہ پوچھا نصوح نے ان کو آسان اور نزدیکی راستہ دیکھایا۔

نصوح کے اخلاق سے متاثر ہو کر تاجروں نے جاتے ہوئے اسے بہت سارا مال بطور تحفہ دیا، نصوح نے ان پیسوں سے وہاں کنواں کھدوا دیا۔ آہستہ آہستہ وہاں لوگ بسنے لگے اور عمارتیں بننے لگیں۔ وہاں کے لوگ نصوح کو بڑی عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ رفتہ رفتہ نصوح کی نیکی کے چرچے بادشاہ تک جا پہنچے، بادشاہ کے دل میں نصوح سے ملنے کا اشتیاق پیدا ہوا۔

اس نے نصوح کو پیغام بھیجا کہ بادشاہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں مہربانی کر کے دربار تشریف لے آئیں، جب نصوح کو بادشاہ کا پیغام ملا اس نے ملنے سے انکار کر دیا اور معذرت چاہی کہ مجھے بہت سارے کام ہیں میں نہیں آسکتا، بادشاہ کو بہت تعجب ہوا مگر اس بے نیازی کو دیکھ کر ملنے کی طلب اور بڑھ گئی، بادشاہ نے کہا کہ اگر نصوح نہیں آسکتے تو ہم خود اس کے پاس جائیں گے۔

جب بادشاہ نصوح کے علاقے میں داخل ہوا، خدا کی طرف سے ملک الموت کو حکم ہوا کہ بادشاہ کی روح قبض کر لے۔

چونکہ بادشاہ بطور عقیدت مند نصوح کو ملنے آرہا تھا اور رعایا بھی نصوح کی خوبیوں کی گرویدہ تھی، اس لئے نصوح کو بادشاہ کے تخت پر بٹھا دیا گیا۔ نصوح نے اپنے ملک میں عدل اور انصاف کا نظام قائم کیا۔ وہی شہزادی جسے عورت کا بھیس بدل کر ہاتھ لگاتے ہوئے بھی ڈرتا تھا، اس شہزادی نے نصوح سے شادی کر لی۔

ایک دن نصوح دربار میں بیٹھا لوگوں کی دادرسی کر رہا تھا کہ ایک شخص وارد ہوا اور کہنے لگے کہ کچھ سال پہلے میری بھینس گم ہو گئی تھی، بہت ڈھونڈا مگر نہیں ملی، برائے مہربانی میری مدد فرمائیں، نصوح نے کہا کہ تمہاری بھینس میرے پاس ہے آج جو کچھ میرے پاس ہے وہ تمہاری بھینس کی وجہ سے ہے، نصوح نے حکم دیا کہ اس کے سارے مال اور دولت کا آدھا حصہ بھینس کے مالک کو دیا جائے۔

وہ شخص خدا کے حکم سے کہنے لگا: اے نصوح جان لو، نہ میں انسان ہوں اور نہ ہی وہ جانور بھینس ہے بلکہ ہم دو فرشتے ہیں تمہارے امتحان کے لئے آئے تھے یہ سارا مال اور دولت تمہارے سچے دل سے توبہ کرنے کا نتیجہ ہے یہ سب کچھ تمہیں مبارک ہو، وہ دونوں فرشتے نظروں سے غائب ہو گئے، اسی وجہ سے سچے دل سے توبہ کرنے کو توبہ نصوح کہتے ہیں۔

تاریخ کی کتب میں نصوح کو بنی اسرائیل کے ایک بڑے عابد کی حیثیت سے لکھا گیا ہے۔ کتاب: مثنوی معنوی، دفتر پنجم انوار المجالس صفحہ 432 سبق: نصوح رزق کمانے کے لئے اللہ کا ناپسندیدہ کام کیا کرتا تھا، جب وہ کام اللہ کے خوف کی وجہ سے چھوڑا تو اللہ نے رزق کے اسباب پیدا کئے اور بادشاہت تک عطا کر دی، حرام طریقے سے لذت حاصل کرنا چھوڑا تو اللہ نے نکاح میں شہزادی دے دی، اللہ تعالیٰ سب کو توبہ کرنے اور تادم مرگ اس توبہ پر قائم رہنے کی توفیق فرمائے، آمین ثم آمین۔

□□□

خانقاہی نظام اور اس کی تربیت

(از: شمس تبریز خاں ظہوری مرکزی، خانقاہ ظہوریہ گرام شریف

آج بھی ہو جو براہیم کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

خانقاہی نظام وہ مقدس سرچشمہ ہے جس سے صدیوں تک خاکدانِ گیتی پر اسلام کی روشنی پھیلتی رہی۔ یہی وہ آستانے تھے جہاں باطن کی تطہیر، اخلاق کی آبیاری اور بندگانِ خدا کو خداوند قدوس کی وحدانیت، حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت کا درس ملتا تھا، ہمارے اسلاف کی خانقاہیں ایمان، اخلاص اور روحانی تربیت کے ایسے روشن مینار تھے جن سے دلوں کے اندھیرے کافور ہوتے اور معاشرے میں سکون وطمانیت کی فضا قائم رہتی تھی۔ افسوس کہ آج چند نااہل عناصر نے اس عظیم روحانی

ورثے کے شیرازے کو منتشر کر کے رکھ دیا ہے۔

جہاں کبھی مجاہدۂ نفس اور ریاضتِ قلب کی صدائیں گونجتی تھیں، وہاں بعض جگہیں نمود و نمائش، ظاہر پرستی اور مریدین کی تعداد بڑھانے کا مرکز بن گئی ہیں۔ جس نظام نے توحید و رسالت کی کھیتی کو سرسبز رکھا تھا، اس میں جب کمزوری در آئی تو اس نورانی کاشت کا تسلسل بھی متاثر ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ آج وہابی و دیوبندی فکر کے علمبردار تو ہر سمت دکھائی دیتے ہیں، مگر حقیقی سنی چہرے کم یاب ہو کر رہ گئے ہیں، کچھ خانقاہیں اپنے اصل مشن سے ہٹ کر نذرانوں اور حلقۂ ارادت کی وسعت میں اس قدر مشغول ہو گئیں کہ مرید کی تربیتِ قلب، اس کے عقائد اور اخلاقی تشکیل سے بیگانہ ہو بیٹھیں۔

گویا اصل سوال یہ نہیں رہ گیا کہ مرید کیا بنتا ہے، بلکہ یہ کہ وہ دستِ بیعت پر کیا رکھتا ہے، حالانکہ آج بھی اگر خلوص جاگے تو مٹی سونا بن سکتی ہے، سنگِ بے جان سے آبِ حیات کے چشمے پھوٹ سکتے ہیں، اور مردہ دلوں میں زندگی کی لَو روشن ہو سکتی ہے، کیونکہ خانقاہیں اب بھی شریعت و طریقت کے فیضان کا سرچشمہ اور قوم و ملت کی اصلاح و تعمیر کا مرکزِ رشد ہیں۔

انہی پاکیزہ آستانوں سے وہ نور پھوٹتا ہے جو قلوب کو منور، کردار کو مصفّٰا اور معاشرے کو سنوار دینے کی قوت رکھتا ہے۔ اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ خانقاہی نظام کی از سرِ نو شیرازہ بندی کی جائے اور مسند خلافت و اجازت انہی اہلِ دل و اہلِ علم کو عطا کی جائے جن کے سینے معرفت کے نور سے منور ہوں، جن کی زندگیاں شریعت و طریقت کے آہنگ سے آشنا ہوں اور جن کا مقصد اسلاف کی زندہ روایت کو پھر سے روشن کرنا ہو۔

تب ہی وہی عظمت، وقار اور روحانی جاہ و جلال دوبارہ نمودار ہو سکے گا جو ہمارے بزرگوں کا امتیاز تھا۔ جن کو آتا نہیں دنیا میں کوئی فن، تم ہو نہیں جس قوم کو پروائے نشیمن، تم ہو بجلیاں جس میں ہوں آسودہ، وہ خرمن تم ہو بیچ کھاتے ہیں جو اسلاف کے مدفن، تم ہو ہو نکو نام جو قبروں کی تجارت کر کے کیا نہ بیچو گے جو مل جائیں صنم پتھر کے؟

□□□

جلسوں میں اصلاح کا قابلِ عمل انداز

از: شاداب امجدی اعظمی

مفتیِ اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی وقار الدین قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عرس میں سالانہ نعتیہ مشاعرہ کا اہتمام کیا جاتا ہے، اس میں مجھے اور (شہزادۂ صدر الشریعہ حضرت علامہ عبد المصطفیٰ) ازہری صاحب کو اس کام کے لیے مقرر کیا جاتا تھا کہ اگر کوئی شاعر آدابِ نعت گوئی کو ملحوظ نہ رکھے تو اسے شعر پڑھنے سے روک دیا جائے۔

اس کے لیے یہ اہتمام کیا جاتا تھا کہ ایک سرخ بلب لگا دیا جاتا اور جب کوئی شاعر اس قسم کا شعر پڑھتا جس میں مقامِ رسالت مآب ﷺ اور عظمت و شانِ نبوت کو پیشِ نظر نہ رکھا گیا ہو تو ہم بلب روشن کر دیتے تھے، اس طرح شاعر وہ شعر نہیں پڑھتا تھا، مگر مجمع کو معلوم ہو جاتا کہ شاعر نے کوئی غلطی کی ہے، شعرا نے اس کو اپنی توہین تصور کیا، تو پھر یہ انتظام کیا گیا کہ بلب اس طرح روشن کیا جائے کہ صرف شاعر دیکھے مجمع کو نظر نہ آئے۔

اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ رات بھر مشاعرے میں ایک شعر بھی غلط نہیں پڑھا جاتا تھا۔" (سوانح علامہ عبد المصطفیٰ ازہری، ص:32)

آج جب کہ ہر کوئی نعت رسول ﷺ جیسی مشکل صنف پہ طبع آزمائی کر رہا ہے، نتیجتاً بسا اوقات شرعی خامیاں بھی در آتی ہیں اور ان سب پہ مستزاد آج کے نعت خوانوں کی طرز اور ان کا انداز بھی ہے، اس لیے ان بزرگوں کے دور سے کہیں زیادہ آج ضروری ہے کہ ہر جلسے میں باقاعدہ ایک دو باصلاحیت عالم کو اس کی ذمہ داری دی جائے اور شعرا کو بھی اعتماد میں لے کر اس پر پہلے ہی راضی کر لیا جائے تاکہ وہ پہلے ہی سے محتاط رہیں اور دورانِ جلسہ سرزد ہونے والی شرعی غلطی پہ چراغ پا نہ ہوں اور تمام آداب کو ملحوظ رکھیں۔

اس تحریر سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اصلاح بھی احسن طریقے سے کی جائے تا کہ شعرا کو بھی خفت وتوہین کا احساس نہ ہو، اسی احساس کی وجہ سے ہمارے اکابر نے طریقہ اصلاح میں تبدیلی کی، تو ہمیں بھی وہی طریقہ اختیار کرنا چاہیے کہ جس سے اصلاح مؤثر ہو سکے کہ مقصد اصلی اصلاح ہی رہے۔

❑❑❑

کیا بگاڑ پائے گا یہ دورِ پُرفتن میرا؟

(از: مولانا فیضان سرور مصباحی

ابھی تلاوت کے دوران اس آیت کریمہ پر نظر رُک گئی، بلکہ یوں کہہ لیا جائے کہ اس آیت کے ذریعہ ہماری رہبری کی گئی کہ تم داعی ہو! لہٰذا اپنی ذمہ داریوں میں لگے رہو، جہاں بگاڑ دیکھو وہاں ٹھیک کرنے کی کوشش کرو اور اس معاملے میں کسی اونچے عہدے، عالی شان عمارت، لگژری گاڑیوں اور جاہ وحشم سے خوفزدہ مت ہونا، یہ سب چیزیں وقتی ہیں اور فانی ہیں۔

اگر تم راہِ ہدایت پر قائم رہ کر ہدایت کی اشاعت کروگے تو تائید خداوندی تمہارے شامل حال رہے گی اور یہ بھٹکے ہوئے لوگوں کی مجال نہیں کہ تمہارا کوئی بال بیکا کر سکے، وہ امید افزا آیت کریمہ یہ ہے:

" یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ-لَا یَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ-اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِیْعًا فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ- (المائدۃ:105) اے ایمان والو! تم پر لازم ہے کہ اپنے آپ کو درست رکھو (اور اپنی مذہبی ذمہ داری: نیکی دعوت اور برائی پر روک ٹوک سے، غافل نہ رہو اور جان لو کہ) اگر تم راہ ہدایت پر گامزن رہوگے تو گمراہ لوگ تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔"

اس آیت سے متعلق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا" اے لوگو! تم یہ آیت کریمہ پڑھتے ہو:

" یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ-لَا یَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ-"

اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جب لوگ ظالم کو دیکھیں اور اسے (ظلم سے) نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو عذاب میں مبتلا کر دے۔" (ترمذی، ۴/۶۹، الحدیث:۲۱۷۵)

ایک مرتبہ آپ ہی نے فرمایا: اے لوگو تم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان"عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ" کو پڑھ کر دھوکے میں مبتلا نہ ہو جانا کہ تم میں سے کوئی کہنے لگے: میں تو بس اپنی جان کی فکر کروں گا" اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی قسم! تم ضرور نیکی کا حکم دوگے اور برائی سے منع کروگے ورنہ تم پر تمہارے شریر لوگ حکمران بن جائیں گے، جو تمہیں بڑی سخت تکلیفیں پہنچائیں گے، پھر تمہارے نیک لوگ دعا کریں گے بھی تو ان کی دعا قبول نہ کی جائے گی۔

(کنز العمال، ۲/۲۷۱، الجزء الثالث، الحدیث:۸۴۴۲)

خدایا ہمیں اس آیت کریمہ کے مقتضیات پر عمل کی توفیق عطا فرما! ہم تجھ سے تیری عنایات، توجہات، تائیدات اور توفیقات کے سوالی ہیں۔

❑❑❑

ہماری قوم کا پیسہ کہاں جا رہا ہے؟

(از: محمد سفیان حنفی مصباحی، اکبر پور، امبیڈکر نگر

مال و دولت اللہ رب العزت کی بہت عظیم نعمت ہے، قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"وَأَنفِقُوا فِي سَبِيلِ اللهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ- ترجمہ: اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔" (سورۃ البقرۃ، آیت 195)

دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے:

"لَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ- ترجمہ: بے جا خرچ مت کرو، بے شک بے جا خرچ کرنے والے اللہ کو پسند نہیں۔" (سورۃ الانعام، آیت 141)

یعنی مال کا مصرف ایسا ہونا چاہیے جو اللہ کی رضا، مخلوق کی بھلائی اور دینی و دنیوی فلاح کا ذریعہ بنے، لیکن افسوس کہ ہماری

قوم کی اکثریت دولت کو غلط جگہوں پر خرچ کر کے نہ صرف دنیاوی نقصان اٹھا رہی ہے بلکہ دینی خسارے کا بھی شکار ہو رہی ہے۔

زبوں حالی کا ایک سبب غلط جگہ مال خرچ کرنا

آج ہم جن حالات کا رونا روتے ہیں، ان کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم اپنی دولت کو صحیح مقاصد کے لیے استعمال نہیں کرتے۔ ہم گلی محلوں میں گھومیں تو بیماریاں عام ہیں، لیکن ایک اچھا ہسپتال ہماری دسترس میں نہیں۔ ہماری بچیاں دین و ایمان بچانے کی خاطر علم حاصل کرنا چاہتی ہیں لیکن قریب میں کوئی تعلیمی ادارہ موجود نہیں، جہاں وہ تحفظ دین و عزت کے ساتھ تعلیم حاصل کر سکیں، یہ سب کس وجہ سے ہے؟ اس لیے کہ قوم کا سرمایہ ان کاموں میں صرف ہو رہا ہے جن سے نہ دنیا بنتی ہے نہ آخرت ہماری دولت کہاں جا رہی ہے؟

(1): رسم و رواج اسلام نے نکاح کو آسان اور فحاشی سے پاک عمل بنایا! لیکن آج نکاح کی سادگی ختم ہوگئی ہے اور اس کی جگہ جھوٹی شان و شوکت نے لے لی ہے، شادیوں میں لاکھوں کا ضیاع صرف دکھاوا، لباس، ہال، ڈی جے اور کھانوں پر ہوتا ہے، اسی پر بس نہیں، اب سالگرہ، ویلنٹائن، نیو ایئر اور انیورسری جیسے رسومات بھی لاکھوں کے خرچ کا ذریعہ بن چکے ہیں، یہ رسمیں صرف پیسے کا ضیاع ہی نہیں بلکہ گناہوں کا دروازہ بھی کھولتی ہیں، ایسے ماحول میں بے حیائی، اختلاط، موسیقی اور غیروں کی نقالی عام ہو جاتی ہے۔

(2): مروجہ پروگرام! علمی، اصلاحی یا دعوتی اجتماعات کی اصل غرض لوگوں کی تربیت اور اللہ کے دین کی دعوت ہے، لیکن افسوس کہ آج یہ "شو بازی" کا ذریعہ بن چکے ہیں۔ نامور نعت خوان، مقرر اور مشہور شخصیات کو بلا کر لاکھوں کے اشتہارات، بینر، پنڈال اور نذرانے دیئے جاتے ہیں، ان پروگراموں میں شریعت کی روح کم اور شہرت و ناموری کا شوق زیادہ نظر آتا ہے۔

(3): پیشہ ور پیر عوام الناس کا عقیدت میں اندھا ہونا! ایک المیہ بن چکا ہے۔ ایسے لوگوں کو جو دین کا علم نہیں رکھتے، صرف موروثی "پیر" کہلانے پر لوگ چومتے اور نذر و نیاز دیتے ہیں، یہ پیسے بظاہر برکت کی نیت سے دیے جاتے ہیں، مگر نہ کوئی تعلیم، نہ اصلاح، نہ خیر! بلکہ بعض پیر تو ایسے عامل اور جادوگر بن چکے ہیں جو جہالت اور گمراہی پھیلا رہے ہیں۔

(4): اعراس میں بے دریغ خرچ! بزرگانِ دین کی قبروں پر حاضری باعثِ خیر ہے، لیکن وہ بھی حدودِ شریعت میں۔ آج مزارات پر عقیدت کے نام پر ناچ گانا، قوالی، مخلوط میل جول، دھمال اور خریداری کے میلے لگتے ہیں۔ مجاوروں کو نذرانے، چادروں وغیرہ پہ لاکھوں روپے صرف کیے جاتے ہیں جن کا نہ کوئی دینی فائدہ ہے نہ سماجی، جبکہ قرآن بار بار عقل مندی سے خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے:

"إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ- ترجمہ: بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔" (سورۃ الاسراء، آیت 27)

ہماری اصل ضرورت کیا ہے؟

ہمارے نوجوان بے روزگار ہیں، ہمیں چاہیے کہ اسکول، کالج، یونیورسٹیز، اور ٹیکنیکل ادارے بنائیں تاکہ تعلیم اور روزگار دونوں ممکن ہو۔ ہماری مائیں بہنیں علاج کے لیے در در پھرتی ہیں۔ ہمیں ہسپتال، کلینک اور خواتین کے لیے الگ میڈیکل سہولیات قائم کرنی چاہیے۔ یتیم، غریب اور بیوائیں مدد کو ترستی ہیں۔ ہمیں ایسے فلاحی مراکز کی ضرورت ہے جو ان کی باعزت کفالت کریں۔

◻◻◻

قضا و قدر

از: سوشل میڈیا

جامعہ ازہر مصر کے میڈیکل کالج کا ایک طالبِ علم اپنے دوستوں کے ساتھ کالج کے سامنے کھڑا تھا کہ اچانک ایک تیز رفتار گاڑی آئی اور سیدھا اُسے ٹکر مار دی، فوراً اُسے جامعہ کے اسپتال میں پہنچایا گیا، ڈاکٹروں نے معائنہ کیا تو معلوم ہوا کہ اس کا ایک گردہ (کڈنی) بری طرح زخمی ہوگئی ہے اور خون بہہ

رہا ہے، ڈاکٹروں نے کہا: ہمیں یہ کڈنی نکالنی پڑے گی، ورنہ تمہاری جان خطرے میں ہے۔

طالب علم کے سامنے دو راستے تھے، ایک، گردہ نکل جائے مگر زندگی بچ جائے۔ دوسرا، گردہ برقرار رہے مگر موت یقینی ہو، خیر! گردہ نکال دیا گیا، چند دنوں بعد وہ غمگین حالت میں اپنے کمرے میں بیٹھا تھا، اتنے میں وہی ڈاکٹر اندر آیا جس نے آپریشن کیا تھا، ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے کہا: بیٹا! کیا تم نے کبھی قضا وقدر کے بارے میں سنا ہے؟ طالب علم نے کہا: جی ڈاکٹر صاحب! سنا تو ہے، لیکن میں نے بہت کچھ کھو دیا ڈاکٹر نے کہا: میں بھی پہلے محض سنا کرتا تھا، مگر میں نے اسے تمہارے ساتھ دیکھا۔

جب ہم نے تمہارا آپریشن کیا تو اس گردے میں ایک عجیب ٹشو دیکھا (cell) قسم کا! ہم نے اسے لیبارٹری میں بھیجا، نتیجہ یہ نکلا کہ اس میں کینسر کے ابتدائی آثار پیدا ہو رہے تھے، ایسے آثار جو عام حالات میں بہت بعد میں پتہ چلتے، جب تک جان بچانا تقریباً ناممکن ہو جاتا، گویا اگر حادثہ نہ ہوتا تو یہ مرض بڑھتا اور تمہاری زندگی ختم ہو جاتی، طالب علم حیران رہ گیا، پھر مسکرا کر بولا: یعنی وہ گاڑی، وہ حادثہ، یہ زخم، یہ سب محض اتفاق نہیں تھا؟ یہ تو دراصل مجھے زندگی کا دوسرا موقع دینے کا ذریعہ بنا! ڈاکٹر نے کہا: بالکل! کیا تم سمجھتے ہو یہ سب اتفاق سے ہوا؟

طالب علم نے چہرے پر اطمینان کے ساتھ کہا: یہ سب قضا وقدر ہے، الحمد للہ! کسی نیک انسان نے کیا خوب کہا ہے: اگر بندہ جان لے کہ اللہ اُس کے معاملات کو کس حکمت اور رحمت سے تدبیر فرماتا ہے، تو یقیناً جان لے گا کہ اللہ اُس پر اُس کی ماں باپ سے بھی زیادہ مہربان ہے اور اُس کا دل اللہ کی محبت میں پگھل جائے گا، الحمد للہ۔

□□□

قارئین کرام
یہ شمارہ آپ کو کیسا لگا؟
ہم آپ کے تأثرات کے منتظر ہیں

سنیوں کی حالت زار پر امام اہل سنت کا تبصرہ

از: مفتی وسیم جعفر قادری راج محلی، صاحب گنج، جھارکھنڈ

اہل سنت کو عروج کیوں نہیں ملتا؟ کیوں ہم لوگ زوال کا شکار ہیں؟ ہم متحد کیوں نہیں ہو پاتے، وجہ کیا ہے؟ ہمارے آپسی انتشار کا سبب کیا ہے؟ فرماتے ہیں:

خالص اہل سنت کی ایک قوتِ اجتماعی کی ضرور ضرورت ہے، مگر اس کے لئے تین چیزوں کی سخت حاجت ہے:

(1) علما کا اتفاق (2) تحمل شاق قدر بالطاق [یعنی بقدر طاقت مشقت کو برداشت کرنا] (3) امرا کا انفاق لوجہ الخلاق (یعنی اہل سنت کے مالدار اور وسائل رکھنے والے افراد کا اللہ کی رضا کے لئے مال خرچ کرنا) یہاں یہ سب باتیں مفقود ہیں، فإن لله وإنا إليه راجعون.

1 علما کی حالت: علما کی یہ حالت ہے کہ رئیسوں سے بڑھ کر آرام طلب ہیں۔

2 حمایتِ مذہب (اہل سنت) کے نام سے گھبراتے ہیں۔

3 جو بندہ خدا اپنی جان اس (عقائد ونظریاتِ اہل سنت کے دفاع) پر وقف کرے اسے احمق بلکہ مفسد سمجھتے ہیں۔

4 مداہنت (یعنی اپنے کسی فائدے کی خاطر حق بیان کرنے سے رک جانا) ان کے دلوں میں پیری (رچی بسی) ہوئی ہے۔

مداہنت کی مثال: ایامِ ندوہ میں ہندوستان بھر کا تجربہ ہوا، عباراتِ ندوہ سن کر ضلالت ضلالت کی رٹ لگا دیں اور جب کہئے حضرت لکھ دیجئے، بھائی لکھواؤ نہیں ہمارے فلاں دوست برا مانیں گے، ہمارے فلاں استاد کو برا لگے گا، بہت کو یہ خیال کہ مفت میں اوکھلی میں سر دے کر مُوسل کون کھائے (یعنی مفت میں اپنی جان کو خطرے میں کیوں ڈالا جائے) بد مذہب دشمن ہو جائیں گے، دانتوں پر رکھ لیں گے، گالیاں پھبتیاں اخباروں اشتہاروں میں چھاپیں گے۔

طرح طرح کے بہتان افترا اُچھالیں گے، اچھی بھلی جان کو کون جنجال میں ڈالے، بعض کو یہ کد کہ حمایتِ مذہب کی تو

صلح کلی نہ رہے گی، اتفاقِ علما کا حال کہ: (1) حسد کا بازار گرم۔ (2) ایک کا نام جھوٹوں بھی مشہور ہوا تو بہیترے سچے اس کے مخالف ہو گئے۔ (3) اس کی توہین تشنیع میں گمراہوں کے ہم زبان بنے کہ "ہیں" لوگ اسے پوچھتے ہیں اور ہمیں نہیں پوچھتے۔ (4) اب فرمائیں کہ وہ قوم کہ اپنے میں کسی ذی فضل کو نہ دیکھ سکے، اپنے ناقصوں کو کامل، قاصروں کو ذی فضل بنانے میں کیا کوشش کرے گی؟ حاشا یہ کلیہ نہیں مگر **للاکثر حکم الکل**۔

اعلیٰ حضرت کا اپنا کردار

(5) فقیر میں لاکھوں عیب ہیں مگر میرے رب نے مجھے حسد سے بالکل پاک رکھا ہے، اپنے سے جسے زیادہ پایا اگر دنیا کے مال ومنال میں زیادہ ہے قلب نے اندر سے حقیر جانا، پھر حسد کیا حقارت پر؟ اور اگر دینی شرف وافضال میں زیادہ ہے اس کی دست بوسی وقدم بوسی کو اپنا فخر جانا، پھر حسد کیا معظم بابرکت پر؟ اپنے میں جسے حمایتِ دین پر دیکھا اس کے نشر فضائل اور خلق کو اس کی طرف مائل کرنے میں تحریرا وتقریرا ساعی رہا، اس کے لئے عمدہ القاب وضع کر کے شائع کئے جس پر میری کتاب "المعتمد المستند" وغیرہ شاہد ہیں۔

ہمارے امیروں کی حالت

1 ہمارے اغنیا نام چاہتے ہیں۔

2 معصیت بلکہ صریح ضلالت میں ہزاروں اڑا دیں، خزانوں کے منہ کھول دیں، یونیورسٹی کے لئے کتنی جلد تیس لاکھ جمع ہو گیا، مدرسہ دیوبند کو ایک عورت نے پچاس ہزار روپے دے دیا، مگر کسی سنی مدرسہ کو بھی یہ دن نصیب ہوا؟

3 اوّل تو تائید دین ومذہب جن کا نام لئے گھبرائیں گے، میاں! یہ ان مولویوں کے جھگڑے ہیں۔

4 اور شرما شرمی خفیف وذلیل (معمولی) چندہ بھی مقرر کیا تو: جب تک سر پر سوار نہ ہوا جائے، وہ تجھے پھیر کر نہ دے گا (سورۂ آل عمران، آیۃ 75) یعنی معمولی رقم بھی ادا کرنے سے جی چراتے ہیں۔

5 بلکہ تقاضا کیجئے تو بگڑیں۔

6 ڈھیل دیجئے تو سَو رہیں (یعنی چندہ کے نام پر سوتے رہتے ہیں)

ہمارے کارکنوں کی حالت

1 ادھر ہمارے کارکنوں کو وہ چال وجال معلوم نہیں جس سے وہابیہ خذلہم اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ انہیں رسوا کردے) بندگانِ خدا کو چھل کر نہ صرف اپنے ہم مذہبوں بلکہ اپنے ہم مشربوں سے روپیہ اینٹھتے ہیں۔

2 اس کے لئے ریا ونفاق ومکر وخداع (فریب ودھوکہ دہی) وبے حیائی وبے عزتی لازم ہے، وہ نہ آپ میں ہے نہ آپ کی شریعت اس کی اجازت دے، پھر کہیے کام کیوں کر چلے، بالجملہ اہل سنت سے امورِ ثلثہ مفقود ہیں، پھر فرمائیں صورت کیا ہو۔

(خلاصہ وترمیم: فتاویٰ رضویہ، جلد29، ص598-597)

□□□

دوست واحباب کو ترغیب دیں

یہ شمارہ آپ کو کیسا لگا؟ ہمیں اپنے تأثرات ضرور لکھیں، آپ کے تأثرات ماہنامہ سنی دنیا کے صفحات کی زینت بنیں گے۔

کیا آپ نے اپنے دوست واحباب سے سنی دنیا کے تعلق سے اپنے تأثرات کا اظہار کیا؟ اگر نہیں تو ضرور بتائیں اور انھیں ماہنامہ کا ممبر بننے کی ترغیب بھی دیں، یہ دینی ودنیوی معلومات کا بے مثل خزانہ اور مرکز اہل سنت بریلی شریف کا ترجمان ہے۔

اگر آپ کاروباری ہیں تو رسالہ میں اس کا اشتہار دے کر اپنے کاروبار کو ترقی بھی دے سکتے ہیں۔

فکر کیوں ہم کریں ان کے ہوتے ہوئے

(از: علامہ اولادرسول قدسی، کیلی فورنیا، امریکہ

فکر کیوں ہم کریں ان کے ہوتے ہوئے
غمزدہ کیوں رہیں ان کے ہوتے ہوئے

رحمتیں رب کی ہم پر ہیں سایہ فگن
کیوں کسی سے ڈریں ان کے ہوتے ہوئے

کیا پڑی ہے ہمیں جا کے رودادِ غم
غیر سے ہم کہیں ان کے ہوتے ہوئے

ربِّ کونین کو کب گوارا ہے یہ
دربدر ہم پھریں ان کے ہوتے ہوئے

گو کہ مانا ہے تاریک تر پل صراط
کیسے کٹ کے گریں ان کے ہوتے ہوئے

کیا سروکار ہم کو کسی اور سے
بیٹھے مالا جپیں ان کے ہوتے ہوئے

ایک سو بیس میں سے ہماری فقط
ہوں گی اسی صفیں ان کے ہوتے ہوئے

عشق و مستی میں آنکھوں سے دیوانہ وار
خاکِ در ہم ملیں ان کے ہوتے ہوئے

دور ہٹ چل پرے واعظِ دیں فروش
کیوں تری ہم سنیں ان کے ہوتے ہوئے

بقیہ ص 18/ پر

مجھ پر مرے رسول کا سایہ ہے رات دن

(از: قاری محمد نعیم الدین قادری گلاپوری، بارہ بنکی

نعت رسولِ پاک جو پڑھتا ہے رات دن
اس پہ کرم حضور کا ہوتا ہے رات دن

اب گردش ایام میرا کیا بگاڑے گی
مجھ پر مرے رسول کا سایہ ہے رات دن

اپنے کئے پہ آنسو بہاتا ہے جو بشر
فضلِ خدا سے حصہ وہ پاتا ہے رات دن

بقیہ ص 53/ پر

معجزہ ایسا ہے لمس احمد مختار کا

(از: سید خادم رسول عینی، بھدرک، اڑیسہ

تذکرہ جو کر رہا ہے سید ابرار کا
مستحق ہوگا وہ رب دو جہاں کے پیار کا

اہل دانش دہر کے جتنی بھی کرلیں کوششیں
کھل نہ پائے گا کبھی گوشہ ترے اسرار کا

دشت طیبہ کی ہوائیں کہہ رہی ہیں برملا
سارے پھولوں سے ہے بڑھ کر رتبہ اس کے خار کا

رحمت سرکار کی جب بارشیں ہونے لگیں
حال خستہ ہو گیا ہر حربۂ اشرار کا

دیکھئے آقا کے قدموں کا یہ نورانی اثر
آج صحرا میں بھی لگتا ہے سماں گلزار کا

دیکھ کر سرکار کے اخلاق کا کاری اثر
ہوش اڑتا ہی گیا تھا نیزہ و تلوار کا

خنجر خونخوار لکڑی بن گئی اک آن میں
معجزہ ایسا ہے لمس احمد مختار کا

اس لئے ہے رحمت اللعالمین ان کا لقب
عینی عالم گیر سب پر لطف ہے سرکار کا

دیکھئے آقا کے قدموں کا یہ نورانی اثر
آج صحرا میں بھی لگتا ہے سماں گلزار کا

منتظر بے مثل عاشق ثور کے اک بل میں ہے

(از: محمد فرقان فیضی، امام احمد رضا، لائبریری سرلاہی نیپال

عشق سرکار دوعالم جس کسی کے دل میں ہے
اس سے ٹکرانے کی طاقت ہی کہاں باطل میں ہے

وہ مدینے سے ہی فرماتے ہیں ہر مشکل کا حل
ان کا کوئی چاہنے والا اگر مشکل میں ہے

رونقیں سب ماند پڑ جاتی ہیں جس کے سامنے
حسن کا ایسا نظارہ اس مہ کامل میں ہے

بقیہ ص 37/ پر

امامِ بوحنیفہ پر امامت ناز کرتی ہے

(از: مولانا محمد اشرف رضا قادری، بلودا باز، چھتیس گڑھ

امامِ بوحنیفہ پر امامت ناز کرتی ہے
فقیہِ دین وملت پر فقاہت ناز کرتی ہے

کچھ اس انداز سے کی خدمت شرعِ مبیں تم نے
رسول اللہ کی تم پر شریعت ناز کرتی ہے

گذاری زندگی ایسی انہوں نے متقی بن کر
کہ تقویٰ ناز کرتا ہے، طہارت ناز کرتی ہے

بقیہ ص 55 / پر

ہیں آشنائے رمزِ حقیقت ابوالحسین

(از: پھول محمد نعمت رضوی، امام احمد رضا لائبریری سرلاہی نیپال

ہیں آشنائے رمزِ حقیقت ابوالحسین
اور پاسدارِ حکمِ شریعت ابوالحسین

بے حد خوشی تھی خانہ سید ظہور میں
جب آپ کی ہوئی تھی ولادت ابوالحسین

آئی نظر کسی میں نہ وہ دور تک ہمیں
پائی ہے آپ نے جو شرافت ابوالحسین

پائی ہے آپ نے جو بزرگوں سے دم بدم
فیضان کی وہ خوب ہے دولت ابوالحسین

سن کر اکابرین زمانہ بھی دنگ ہیں
جو کر گئے ہیں لوگوں پہ شفقت ابوالحسین

لکھتے رہے کتابیں بھی ملت کے واسطے
جب جب ملی ہیں آپ کو فرصت ابوالحسین

چھپ جائیں سب کتابیں ہے میری یہی دعا
جو آپ کی ہیں تشنہ طباعت ابوالحسین

ذکر جمالی ذکر جلالی میں غرق تھے
سالوں کی تج کے عشرت و فرحت ابوالحسین

مبہم سے مسئلے سبھی ہوتے تھے آشکار
کرتے تھے آپ ایسی وضاحت ابوالحسین

بقیہ ص 61 / پر

یارب ترے کرم کی دُہائی شبِ براَت

(از: مولانا سلمان رضا فریدی صدیقی مصباحی

بندے کی التجائیں

یارب ترے کرم کی دُہائی شبِ براَت
بھر دے مرا بھی دستِ گدائی شبِ براَت

سوکھا ہوا ہے باغِ عمل اے مرے کریم
اس کو ملے بہارِ عطائی شبِ براَت

مجھ کو بھی اپنی چادرِ رحمت میں ڈھانپ لے
کتنوں کی لاج تو نے بچائی شبِ براَت

شرمندہ ہوں گناہوں کی آلودگی سے میں
عِصیاں کی ہو جگر سے صفائی، شبِ براَت

ہموار ہوں مرے لیے نیکی کے راستے
پَٹ جائے ہر گناہ کی کھائی شبِ براَت

ٹوٹا ہے بارِ غم سے مرا پیکر وجود
یارب تو کردے رنج کُشائی شبِ براَت

سارے فریب، نفس پرستی کے دور ہوں
دل سے دُھلے، ہر ایک بُرائی شبِ براَت

ہوں سارے خوش عقیدہ مسلمان متحد مل
جائے ہر" اِکائی دَہائی" شبِ براَت

تو اپنی رحمتوں سے، بنا دے اِنھیں گُہر
ہم نے جو بزمِ اشک سجائی شبِ براَت

تیرے کرم سے پایا ہے نیکوں نے جو مقام
اُس در پہ ہو مری بھی رَسائی شبِ براَت

رب کی عطائیں

فرمایا رب نے، اے مرے بندے بغور سُن
مقبول ہوگی، عرض نوائی شبِ براَت

اپنی خطا پہ نادم و شرمندہ ہو کے آ
تائب کو نار سے ہے رِہائی شبِ براَت

ظاہر کو تو نے خوب سجایا سنوارا ہے
باطن کی کر رَنگائی پُتائی، شبِ براَت

بقیہ ص 77 / پر

جامعۃ الرضا سلام جامعۃ الرضا سلام

(از: مولانا محمد جسیم اکرم مرکزی، جامعۃ الرضا بریلی شریف

شامِ جدائی آ گئی ٹوٹ گئے سبوئے جام
جامعۃ الرضا سلام جامعۃ الرضا سلام
لو یہ سلام آخری کعبۂ دل کے اے امام
جامعۃ الرضا سلام جامعۃ الرضا سلام

ذرہ ہے مثل کہکشاں تیرے دیار علم کا
بام فلک سے ہے لگا مینار باب جامعہ
تیری جبیں پہ ضوفشاں خلد کا ہے مہ تمام
جامعۃ الرضا سلام جامعۃ الرضا سلام

شعر وادب کی محفلیں مشقِ سخن، مناظرہ
درسگہِ اساتذہ درس حدیث وفلسفہ
آئے گی یاد عمر بھر گزری ہوئی وہ صبح وشام
جامعۃ الرضا سلام جامعۃ الرضا سلام

کیسی جدائی کی گھڑی سر پہ کھڑی ہے ہائے ہائے
بلبل پٹک رہے ہیں سر در پہ تمہارے ہائے ہائے
لگتا ہے زندگی کا اب ہونے لگا ہے اختتام
جامعۃ الرضا سلام جامعۃ الرضا سلام

صرف اساتذہ نہیں اس میں نہیں ہے کوئی شک
اعدادیہ سے ثامنہ، ثامنہ سے پھر افتا تک
چھوٹے بڑے سبھی پہ ہے ہر وقت تیرا فیض عام
جامعۃ الرضا سلام جامعۃ الرضا سلام

ہم تو نکمے تھے مگر تیرے کرم کا آسرا
خاک کے ذروں کو کیا تو نے ثریا آشنا
ملک سخن کے تاجدار نوشۂ قصر احترام
جامعۃ الرضا سلام جامعۃ الرضا سلام

ہم تو خراب حال تھے خود کے لیے وبال تھے
علم وہنر سے کوسوں دور یعنی کہ بے کمال تھے
تیرے حضور آنے سے ہم کو ملا ہے یہ مقام
جامعۃ الرضا سلام جامعۃ الرضا سلام

بقیہ ص ۷۳ پر

آسمانِ فکر وفن کے شمس وقمر کا نام ہے امام احمد رضا

اعلیٰ حضرت ریسرچ سینٹر کے افتتاح پر منعقدہ "امام احمد رضا کانفرنس" سے جانشین تاج الشریعہ کا خطاب

مالیگاؤں: اولیائے کرام کی تعلیمات پر اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو گامزن رکھے، اعلیٰ حضرت نے ایک شعر سرکار ﷺ کی شان میں عرض کیا؛ وہ نعت کا شعر بھی ہے اور ایسا سمجھ لیں کہ سرکار ﷺ کی بارگاہ سے انعام بھی ہے تو منقبت کا شعر بھی ہے، بہت سے مجتہدین ہوئے، محدثین ہوئے لیکن اعلیٰ حضرت اور اولیاء اللہ وہ ہیں جن کا نام لوگوں کی زبان پر (نقش) ہے، اعلیٰ حضرت کی شان پھر تاج الشریعہ کی شان یہی ہے۔ ؎

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

آسمانِ فکر وفن کے شمس وقمر کا نام اعلیٰ حضرت ہے، معقولات ومنقولات کے بحر زخار کا نام امام احمد رضا ہے، ابھی ہم راستے میں آرہے تھے تو یہ تذکرہ ہوا کہ جہاں بھر میں جید علما ومحققین نے اعلیٰ حضرت پر ریسرچ کی۔ یہ ریسرچ سینٹر بنایا ہے ''اعلیٰ حضرت ریسرچ سینٹر'' یہاں پر بھی تحقیق کا کام ہوگا۔ دُنیا میں جگہ جگہ لوگوں نے کوشش کی اور اعلیٰ حضرت پر کام کیا۔ اعلیٰ حضرت پر جو لوگ کام کرتے ہیں اور اس میں ڈوبتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ ابھی پانچ دس پرسنٹ ہی کام ہوا ہے۔ یہ اولیاء اللہ کی شان ہے کہ جنھیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے لیے چن لیا، اللہ تعالیٰ! ہم سب کو مسلک اعلیٰ حضرت پہ قائم رکھے۔

اس طرح کا اظہارِ خیال قاضی القضاۃ فی الہند جانشین حضور تاج الشریعہ مفتی محمد عسجد رضا خان قادری (بریلی شریف) نے امام احمد رضا کانفرنس میں فرمایا، جس کا انعقاد جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی شریف کی سرپرستی میں نوری مشن/ اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن انٹرنیشنل کے زیر اہتمام ریلائبل کمپاؤنڈ میں 3 رجنوری 2026ء سنیچر کی شب ہوا۔

ازیں قبل مفتی عاشق حسین کشمیری (ناظم تعلیمات: مرکز

الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا، بریلی شریف) نے انبوہِ کثیر سے دل پذیر، سنجیدہ وروح پرور خطاب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے مناجات کے لیے مختص ہوتے ہیں، جنھیں صرف اپنے رب کی حمد وثنا سے ہی تعلق ہوتا ہے، وہ دنیا سے بے رغبت ہوتے ہیں، سرکار ﷺ مجمع البحرین ہیں، اللہ کے بعض محبوب وہ ہیں جن کا نام زبانوں پر ہے۔ اللہ نے ولیوں کو ہم تک فیض پہنچانے کا وسیلہ بنایا۔ محدثین ومجتہدین بکثرت گزرے لیکن حکمت الٰہی کے تحت کچھ ہی نام زبانوں پر ہیں۔

امام احمد رضا بھی اللہ کے وہ محبوب ہیں کہ جن سے پردہ اُٹھا کر کے اللہ نے لوگوں کے سامنے واضح فرما دیا، لوگوں تک فیض پہنچانے کا ذریعہ بنا دیا، ہر ایک کی زبان پر اعلیٰ حضرت کا نام ہے، اعلیٰ حضرت پر بھی اللہ رب العزت کا فضل ہے۔ انھیں اللہ نے منتخب فرمایا لوگوں تک فیض پہنچانے کے لیے۔ حیات تھے تو بھی فیض پہنچا رہے تھے، ہر میدانِ علم میں فیض پہنچا رہے تھے، وصال کے بعد بھی فیض پہنچا رہے ہیں۔ جو ''فتاویٰ رضویہ'' چھوڑ گئے ہیں اس کا کوئی جواب نہیں۔ جو آج بھی ہماری رہنمائی کر رہا ہے۔ غوث اعظم، غریب نواز اور اعلیٰ حضرت سے فیض حاصل کرنا چاہیے، ان سے حسد سے اخروی نقصان ہے، اعلیٰ حضرت ہر جہت سے اعلیٰ حضرت نظر آتے ہیں، عالم باکمال ہیں، محقق ایسے کہ جس فن میں قلم چلایا اس میں عظیم نقوش اجاگر کیے، عالمانہ تحقیق اور شاعرانہ نازک خیالی دونوں اعلیٰ حضرت میں یکجا تھی، فرماتے ہیں:

جو کہے شعر و پاسِ شرع دونوں کا حسن کیوں کر آئے
لا اسے پیشِ جلوۂ زمزمۂ رضؔا کہ یوں

مرکزی دارالافتاء بریلی شریف کے مفتی محمد افضال رضوی نے ''امام عشق ومحبت'' کے زیر عنوان خطاب میں فرمایا: اعلیٰ حضرت نے سیرتِ پاک ﷺ کی عظمتوں کا نقش دلوں پر جمایا، آپ کے نغمہ ہائے نعت سے عشق رسول ﷺ کی خوشبو بزم میں پھیلی ہوئی ہے۔ اشعارِ رضا میں محبتوں کا جہان آباد ہے۔ تصانیف رضا میں استدلال کے ساتھ محبت وعشق رسول ﷺ کی خوشبو بسی ہوئی ہے۔

مفتی محمد اطہر ضیائی نے اپنے خطاب میں فرمایا: امام احمد رضا کی محبت رسول ﷺ سے لبریز سیکڑوں تصانیف موجود ہیں، جن کا مطالعہ عشقِ رسول ﷺ میں اضافہ کرتا ہے، علمائے عرب نے امام احمد رضا کی خدمت دینی، فقہی ومحدثانہ بصیرت کو خراجِ عقیدت پیش کیا، حضور قائد ملت کے چہرے کی تابانی وروحانیت حسنِ تاج الشریعہ کا فیض ہے، تمہیدی خطاب میں مولانا سید ندیم نوری (ناسک) نے فرمایا کہ بزرگوں نے مسائل انسانی کو حل فرمایا، اسلامی طریقے سے بھوک کا تصفیہ کیا، بزرگوں کے لنگر خانے اس کی مثال ہیں۔ نوری مشن کا یہ اہم کام ہے کہ اس کے ذریعہ ہر سال مستحق افراد تک اشیائے خورد ونوش پہنچائی جاتی ہے۔ امام احمد رضا نے غریبوں کی حاجت روائی کا درس دیا اور مسلک سلفِ صالحین کی ترجمانی کی، امام احمد رضا کانفرنس کا آغاز مولانا اجمل رضا کی قراءت سے ہوا، ترجمۂ کنز الایمان مولانا مشتاق ماتریدی نے پیش کیا، نعت خوانی صابر رضا رضوی (سورت) رفیق رضوی (ممبئی) وہاشم رضا نے کی، نظامت کے فرائض مفتی مشتاق امجدی ناسک نے بخوبی انجام دیئے۔ آپ نے کہا کہ اعلیٰ حضرت ریسرچ سینٹر سے اشاعتی، علمی، تربیتی شعبے کام کریں گے، فقہی وعائلی رہنمائی کے ساتھ کاؤنسلنگ کا بھی اہتمام کیا جائے گا، سینٹر کے قیام میں علامہ محمد ارشد مصباحی (سربراہ اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن انٹرنیشنل) کا اہم رول رہا ہے، اس موقع پر ترجمہ قرآن کنز الایمان کے نوری مشن سے مطبوع پانچویں ایڈیشن کو منظر عام پر لایا گیا۔ بدست حضور قائد ملت ''ہجرت رسول ﷺ'' کے تیسرے ایڈیشن کی رونمائی ہوئی، جسے اختتام پر تقسیم بھی کیا گیا، اہل سنت کی درجنوں تنظیموں نے امام احمد رضا کانفرنس کی تیاری میں مخلصانہ کردار ادا کیا، مقامی بیرونی علمائے اہل سنت ائمہ کرام، عمائدین شہر بھی شریک کانفرنس رہے، ہزاروں افراد نے سلسلۂ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں بیعت کی سعادت حاصل کی، جب کہ خواتین کی بڑی تعداد بھی موجود تھی، سلام وقائد ملت کی دُعا پر بزم نور کا اختتام عمل میں آیا، انتظامی امور کی انجام دہی کے لیے نوری مشن ٹیم کے ہمراہ تقریباً دو سو نوجوانوں نے رضا کارانہ حصہ لیا۔

بعد ازاں حضور قائد ملت مدظلہ العالی بقیہ ص 75/ پر

مرکز الدراسات الإسلامية جامعة الرضا بریلی شریف یوپی، ھند

CENTER OF ISLAMIC STUDIES JAMIATUR RAZA

MARKAZ NAGAR MATHURAPUR, C.B.GANJ, BAREILLY SHARIF (U.P.)

Imam Ahmad Raza Trust

82-Saudagran, Raza Nagar, Bareilly U.P.-243003 (India)

امام احمد رضا ٹرسٹ

۸۲ سوداگران رضا نگر بریلی شریف یوپی (الہند)

State Bank of India, Bareilly
A/C No. 030078123009
IFSC Code : SBIN0000597

HDFC Bank, Bareilly
A/c No. 50200004721358
IFSC Code : HDFC0000004

RNI No. UPMUL/2017/71926
Postal Regd. No. UP/BR-34/2026-28

FEB. & MAR-2026
PAGES 56 WITH COVER

PER COPY : ₹ 30.00
PER YEAR : ₹ 350.00

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Bara Bazar, Bareilly
Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Sharif (U.P.) PIN : 243003, Editor Asjad Raza Khan